هو الاول والآخر والظاهر والباطن
یکی از تصانیف مولانا العلام الحبر القمقام الفهام جناب عمدة العلماء بحر العلوم حامی الاسلام این کتاب مستطاب
عمدة المعارف
در علم فلسفهٔ اولی و علم اعلی یعنی اثبات واجب جل جلاله و توحید او و غیر آنها است به تعجیل تصنیف کرده شد
قد طبعت فی مطبع ملکی ملت حیدرآباد
سلامت الله
کانپوری

نحمدہ ونصلی * امابعد یہ رسالۂ مختصرہ ووجیزۂ رائقہ مشتملہ اُن بیانات پر
ہے کہ جن پر سب کا اتفاق ہے الا البعض فرق وملل مثل یہود اور نصرانیون
وغیرہ کے کہ وہ بھی از روئے عقل وانصاف کے اتفاق کر سکتے ہین اور
عہد دولتِ علیہ وسلطنت رفیعہ عرضیہ مین مالک ملک وریاست صاحب
تخت وتاج وایالت ذیجاہ وجلالت رعیت پرور دادگستر قدر افزائے
اہالی فضل وہنر صاحب السیف والقلم مالک رق المملکۃ ورقبۃ السلطنۃ
قدوۃ الاعلام سلطان الاسلام موئد الدین ومسند والسیاسۃ ومشید
ارکان الحکومت کابرًا عن کابرٍ وخلفًا عن سلف اعلےٰ حضرت اقدس
ہمایون جناب میر محبوب علی شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہٗ ودولتہٗ ولازالت
شمس امارتہٖ وعدلہ وجودہ طالعۃ کے اور مبارک زمانۂ وزارت وحکومت

را ایالت مین مدبر سرا پا تدبیر مرجع ہر صغیر و کبیر مجمع صاحبان کمال منبع جود و احسان
فضایل صاحب الرای الصائب فخر الزمان زینۃ الآوان قدرشناس صاحبان
کمال جامع حشمت و جاہ جلال ابًا عن جدٍ عن جادہٗ مخدوم اعظم صدر معظم
صاحب دیوان الممالک ملجاء الکرام والافاضل ماوے الاماجد والاماثل
عالیجناب مستطاب نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا
بہادر لازالت رایات عدلہ وصولتہٖ عالیۃً و ادام اللہ ظلالہما و ضاعف اجلالہما
و زاد توفیقات من قال بہ آمین کے لکھا گیا سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک روز
جناب مستطاب معزی الیہ وزارت مآب ایالت ایاب صدر نشین محلس
امرائے کرام مقدمۃ الجیش امنائے عظام نے اپنی صحبت بابرکت مین
اثناء ذکر علوم و فنون مین اس ہیچمدان السید نثار حسین عظیم آبادی کیطرف
ایسا ایماء فرمایا کہ تم اگر اس وقت مین ایک رسالہ مختصرہ اثبات واجب
تعالے اور توحید مین اوسکی زبان اردوئے عام فہم مین لکھدو اور کچھہ دلایل
عقلیہ بطور واضح زبان اردو مین ایسے ہون کہ عام پسند اور مشکلات ادلہ
و دقایق مضامین سے حتے الوسع مبرا ہون تا فائدہ اوسکا عام ہو بلکہ اُسکا
ترجمہ دوسری زبانون مین بہی ہو جائے تا بلاد بعیدہ و امصار عدیدہ مین
بہی مختلف زبانون مین مفید عام ہو کہ اغلب جگہون مین ایسی چیزون کے
خواہان ہین اور اسکی ترویج کی بہت ضرورت دور دور تک ہے اگرچہ اِس

حقیر کو کچھہ بھی مہلت و اطمینان نہین مگر فرمانِ واجب الاذعان کی تعمیل لازم ہے اس لئے مین سمعًا وطاعۃً متحمل ہوا اور عجالتہً ایک مختصر ترین رسالہ کی تحریر پر امادہ ہوا البتہ انشاءاللہ آئندہ اگر توفیق خدائی شاملِ حال ہے اور اپنے مشغولیات سے فراغت پائی تو ایک رسالۂ طولانی بزبانِ عربی کہ لایقِ ملاحظۂ اربابِ فضل وکمال ہو قوۃ سے فعل مین لاؤنگا اور ہدیۂ ناظرین معقولین کرونگا واللہ الموفق والمعین ومنہ ہدایۃ المہتدین۔

اس کتاب کا نام **عُمدۃ المعَارِف** ہے جاننا چاہئے کہ مقاصدِ اقصٰے اور مطالب اسنٰے علوم سے اور نتیجۃ العلوم بلکہ ام العلوم وہ علوم ہین کہ جنکو حکمتِ نظریہ کا عمدہ جزو اور فلسفہ اولی اور علم اعلی وعلمِ کلام اور علم الہی کہتے ہین بلکہ ہر علم و معرفت کا ثمرہ اور نتیجہ سمجھنا چاہئے۔ اور سب نیکیون کی اصل اور مبنٰی اور اساس جملہ سعاداتِ دینویہ و آخرویہ کا ہے وہ یقین کرنا وجودِ مبداء اور ثبوت صانع پر ہے کہ ہر وجود کی ابتدا اور ہر فیضان کا منشا اوسی جناب کبریائے بیچون سے ہے اور رجوع ہر ذرہ کی اور بازگشت ہر قطرہ کی اوسی نورِ اقدس کیطرف سے اور اوسی دریائے رحمتِ بے پایان کیطرف ہے اور اگرچہ پہچاننا اس ذاتِ اقدسِ قادرِ علی الاطلاق مالکِ بے ہمتا کا اور یہ معرفۃ ویقین بلکہ حق الیقین اور عین الیقین اسکا جملہ بدیہیات

سے ہے بلکہ اجلیٰ بدیہیات اور اوضح وجدانیات سے ہے ہر شخص کے
دل پر یہ معرفتہ منتقش ہے اور تسلّط اس معرفتہ کا عام و تمام ہے اگر
کوئی فرقہ مثلاً اس معرفتہ کا انکار کرے تو یہ انکار اوسکا محض لسانی ہوگا
یَقُوْلُوْنَ مَالَایَعْلَمُوْنَ وَیَعْلَمُوْنَ مَالَایَقُوْلُوْنَ ؀ یعنے کہتے ہیں اوس
چیز کو کہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں اوس چیز کو کہ نہیں کہتے اس لئے کہ
تسلّط اوس خالق قیوم قادرِ موجود کا اور وجود اوسکا پورا ہے ہر جگہہ
ہر دلون میں ہے کون دل ہے کہ اوسکے وجودِ مطلق سے خالی ہے اور
اگر بالفرض کوئی اس معرفتہ سے اور اس یقین سے حقیقتہً معرا اور خالی
ہے تو حقیقتہً اوس نے خود ہی کو نہ سمجھا اور اپنے کو اور اپنے دل کو نہ
پہچانا کیونکہ ایک شئے اوسکے سامنے اور اوسکے دل مین اور اقرب
من حبل الورید ہے اور وہ نہیں پہچانتا پس اوس نے نہین پہچانا کہ مین
کون ہون کیا ہون کیون آیا کیون چلا کسنے بھیجا کسنے بلایا آیا مین خود ہی
اپنے اختیار سے آیا دنیا سے مین اپنے اختیار و قدرت سے چلا اپنی ہی
خواہش سے جب چاہونگا دنیا سے جاؤنگا یا کیا اوس نے کچھہ نہ سمجھا یا
یہ کہ کبھی ان باتون کے سوچنے کی نوبت ہی نہ آئی پس ایسا شخص آزاد
اور لاؤبالی اور مخبوط الحواس و مجانین سے ہے تو ضرور امور دنیاوی
و معاش و معاد و آغازِ کار و انجام و نتائج اشغال وغیرہ کی طرف سے

حقیر کو کچھ بھی مہلت و اطمینان نہین مگر فرمانِ واجب الاذعان کی تعمیل لازم ہے اس لئے مین سمعًا وطاعۃً معتلِ ہوا اور عجالتۃً ایک مختصر ترین رسالہ کی تحریر پر امادہ ہوا البتہ انشاء اللہ بعدہ اگر توفیق خدائی شامل حال رہی اور اپنے مشغولیات سے فراغت پائی تو ایک رسالۂ طولانی بزبانِ عربی کہ لایقِ ملاحظۂ اربابِ فضل وکمال ہو قوۃ سے فعل مین لاؤنگا اور ہدیۂ ناظرین معقولین کرونگا واللہ الموفق والمعین ومنہ ہدایۃ المہتدین۔

اس کتاب کا نام **عمدۃ المعارف** ہے جاننا چاہیئے کہ مقاصدِ اقصٰے اور مطالب اسنٰے علوم سے اور نتیجۃ العلوم بلکہ ام العلوم وہ علوم ہین کہ جنکو حکمتِ نظریہ کا عمدہ جزو اور فلسفہ اولی اور علم اعلیٰ وعلمِ کلام اور علم الٰہی کہتے ہین بلکہ ہر علم و معرفتہ کا ثمرہ اور نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ اور سب نیکیون کی اصل اور مبنٰی اور اساس جملہ سعاداتِ دینویہ و آخرویہ کا ہے وہ یقین کرنا وجودِ مبداء اور ثبوت صانع پر ہے کہ ہر وجود کی ابتدا اور ہر فیضان کا منشا اوسی جناب کبریائے بیچون سے ہے اور رجوع ہر ذرہ کی اور بازگشت ہر قطرہ کی اوسی نورِ اقدس کیطرف سے اور اُسی دریائے رحمتِ بے پایان کیطرف ہے اور اگرچہ پہچاننا اس ذاتِ اقدسِ قادرِ علی الاطلاق مالک بے ہمتا کا اور یہ معرفۃ ویقین بلکہ حق الیقین اور عین الیقین اسکا جملہ بدیہیات

نہین پایا جا سکتا کوئی اثر بے کسی موثر کے کوئی شئے بے اوسکے
پیدا کرنے والے کے موجود نہین ہے ضرور اوس کا کوئی مبدا و
منشاء و موجد و خالق و فاعل ہے جیسا کہ جب میرا اونٹ جنگل مین
گم ہوجاتا ہے تو اوسکو مین ڈھونڈھ لیتا ہون اور اپنی فکر و فہم و
فراست سے پیدا کر لیتا ہون اسطور پر کہ اونٹ کی مینگنیان جس
سمت پاتا ہون اور اونٹ کے قدمون کے آثار اور نقوش راہ پر
دیکھتا ہون تو سمجھہ لیتا ہون کہ اس راہ سے کوئی اونٹ جنگل مین
نکل گیا ہے اثر قدم بے کسی چلنے والے کے نہین ہوسکتا ہے آپ ہی
آپ نقش نہین ہوجاتے نقش بے نقاش کے نہین ہوتا پس یہی
چیزین دلیل و رہنما میرے لئے ہوتی ہین - اور انھین اُدِلہ سے
تفحص و تلاش کرتا ہون یہان تک کہ اپنے مقصود اور مطلوب تک
پہونچ جاتا ہون اور اونٹ مل جاتا ہے پس جب کہ ادنیٰ شئے یعنی
نقش قدم اور مینگنیان آپ ہی آپ موجود نہین ہوجاتین تو کیونکر
ہوسکتا ہے اور کس کم عقل کی عقل مین یہ بات آسکتی ہے کہ یہ
عرش و کرسی و کواکب بے شمار و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب
و عناصر و پہاڑ و عجائب و تغیرات و نباتات و حیوانات و معدنیات
و انسان و انبیاء و اوصیاء و جنات و ملائک اور مارنا اور جلانا

اور انتظام عالم اور غلہ اوگانا اور پانی برسانا وغیرہ یہ سب چیزین آپ ہی
سے موجود ہون ضرور ان کائنات و موجودات کا کوئی موجد باعث
اور سبب و موثر و خالق ہے اور بدیہیات سے ہے ہر شخص سمجھتا ہے
جب کہ اسطرح کی تقریر اوس اعرابی بادیہ نشین نے بیان کی تو جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ معرفتہ ویقین
اس اعرابی سے حاصل کرو اور اوس اعرابی کی تقریر مذکور کا یہ فقرہ زبان زد
خلائق ہین یا ہے۔ اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلٰی اَلْبَعِیْرِ وَ اٰثَارُ الْاَقْدَامِ تَدُلُّ
عَلَی الْمَسِیْرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ لَا تَدُلَّانِ
عَلَی اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرِ یعنی ایک ادنے چیز یعنی مینگنیان دلالت کرتی
ہین اونٹ کے وجود پر اور نقش قدمون کے دلالت کرتے ہین چلنے والے
تو کیونکر یہ تمام عالم اپنے صانع پر دلالت نکریگا پس جبکہ ایسا جاہل
بادیہ نشین تک اس معرفتہ کو سہل اور آشکار تر جانتا ہے تو کیونکر
ہوسکتا ہے کہ جو شعور وحواس و پارۂ عقل رکھتا ہو وہ اس معرفتہ
اجلے سے خالی ہو۔ علی الخصوص ایسے اشخاص کہ علوم وفنون مین
ماہر ہون نظریات و عملیات مین پوری دستگاہ رکھتے ہون یا حقائق
امور و دقائق علوم مین موشگافیان کرتے ہون اور تہذیب اخلاق
و تدبیر منزل و سیاستہ مدنیہ و معاملات مشکلہ مین گوئی سبقت لے گئے

ہون اور عقلائے نامدار و حکمائے روزگار و دانایان زمانہ ہون اس معرفت روشن تر سے اور ثمرۂ ہر معارف سے خالی ہون یا کچھ تشکیک کرتے ہون بہرکیف جو صاحبانِ علوم تشحیذ اً للاذہان دلائل عقلیہ (تشحیذ = تیز کرنا ۱۲) و براہین فلسفیہ کی طرف خواہش رکھتے ہین تو اس لئے کچھ عرض کئے دیتا ہون پس مین نے اپنے اس بیان کے کئی حصہ کئے یعنی مقدمات اور دو باب اور ایک خاتمہ مین بیان کرونگا خاتمہ مین دلائل نقلیہ ہین اثباتِ واجب تعالےٰ پر اور باب دوم مین دلائل عقلیہ ہین اوسکی وحدانیت کے اثبات پر اور باب اول مین دلائل عقلیہ ہین اثباتِ وجود باری تعالیٰ پر۔ مقدمات بیان مین اون چند چیزون کے ہین کہ دلائل کا سمجھنا جن پر موقوف ہوا اور علم و عالم و معلوم کے مباحث کو ترک کیا اس لئے کہ طوالت بیضرورت ہے اور معنی علم کا ایک بدیہی چیز ہے فقط اتنا ہی سمجھنا کافی ہے کہ علم کے معنی جاننا اور دانش اور عالم جاننے والا اور اہلِ دانش اور معلوم جو شئے جانی جائے یا جانی گئی

پہلا مقدمہ جو شئے کہ موجود ہے اور اوس کی تعبیر موجود کے ساتھ کی جاتی ہے اوسکو واقعی موجود سمجھنا چاہیئے مثلاً خودِ شخص اگر موجود ہے تو اپنے کو بحالت موجودیت معدوم نہ سمجھنا چاہیئے کہ خلاف عقل ہے جو شئے موجود ہے وہ حقیقتہً موجود ہے آگ آگ ہے

پانی پانی ہے مکان یا اولاد زمین اور فرش اسباب و آلات جو ہین وہ سب واقعاً موجود ہین نہ یہ کہ جو شئے ہے وہ حالت موجودیت مین حقیقۃً نہین ہے کوئی شئے موجود نہین ہے سب معدوم ہین بیٹا بیٹا نہین جو باپ ہے وہ باپ نہین زمین زمین نہین روپیہ روپیہ نہین صحت صحت نہین مرض و حیوۃ و موت کوئی چیز کچھ نہین ہے جیسا کہ بعضے وہمی مذہب والونکا قول ہے حالانکہ اوسکے مسلک کی بنا پر اوسکا مسلک بھی مسلک نہین وہمی وہمی نہین وہ قائل قائل نہین اوسکا قول قول نہین ہر شئے شئے نہین ہے بلکہ جس شئے کو معدوم کہیگا جب وہ شئے شئے ہی نہین تو پھر معدوم کس شئے کو کہتا ہے اور موہومیت کو کس کی صفت قرار دیتا ہے پناہ بخدا ایسے جنون سے کہ اس سے بڑھ کے کسی قسم کا جنون ہو نہین سکتا کہ تمام نظم عالم اور کاروبار اپنا اور دوسرونکا اور کل شئے کو باطل و معدوم بحالت موجودیت جانتا ہے صانع و مصنوع و خالق و مخلوق سبکو باطل و معدوم و لاشئے سمجھتا ہے پھر ایسے شخص کے تمام افعال و حرکات و سکنات وغیرہ مع اوسکے خود کے جب باطل و لاشئے ہین تو وہ کیونکر دنیا مین رہتا ہے کہ نہ دنیا دنیا ہے نہ عقبیٰ عقبیٰ ہے نہ جزا نہ سزا نہ خدا نہ بندہ نہ اوس شخص کو حیوۃ ہے نہ اوسکی ممات نہ زندہ ہے نہ مردہ بلکہ بقول جو داوس کے اوسکا وہمی ہونا وہمی نہین تو اپنے مسلک کے

خلاف پر ہے اور خلاف مسلک نہی لا شئے ہی ہے تو پھر وہ کیا ہے عجیب تدافع اور تناقص ہے اور اعلی درجہ کی شیطنت سے بہی بدرجہ یا ترقی کئے ہوئے ہے ایسا شخص وحوش وطیور وحشرات الارض سے بدتر بلکہ جمادات و دیوار و اشجار سے بہی بدتر ہے اوسکا کوئی فعل کوئی قول ہرگز اعتبار کے قابل نہین اور کسیطرحکا اعتماد عقلاً نہین ہو سکتا کیونکہ اوس کے نزدیک باپ بیٹے مین کوئی فرق نہین بیٹا خود باپ ہونے باپ کا اور دادا پوتا ایک ہی ہے سگ وگوسفند و مادر و زوجہ اور دادا اور خنزیر سب ایک ہی ہے بلکہ کچھہ نہین ہے خدا بندہ ہے بندہ خدا ہے بلکہ یہ سب کچھہ نہین ہے - اس مذہب کا نام سوفسطائی ہے حق یہ ہے کہ ایسا شخص دو حال سے خالی نہین ہے یا یہ کہ واقعًا مخبوط الحواس بلکہ مسلوب الحواس ہے کہ مطلق حس و مس اوسکو نہین ہے تو ایسا شخص زندہ ہی نہین رہ سکتا بجائے غذا آگ کو کھائیگا آگ مین غسل کریگا کیونکہ وہ آگ اور پانی مین کوئی فرق نہین کرتا بلکہ لاشئے کہتا ہے یا آگ پانی ہے پانی آگ ہے لکڑی کو پانی سے جلانا چاہتا ہے جسم کو آگ سے دہوتا ہے اوسکے نزدیک گرسنگی کوئی چیز نہین اور احتیاج بول و براز معدوم ہے پس ضرور وہ جلد مرجائیگا نہین ہوسکتا کہ کامل سوفسطائی ہو اور زندہ رہے اگر زندہ رہیگا بہوک کو

بھوک سمجھتا ہی غذا کو غذا آگ کو آگ پانی کو پانی اور آگ سے بدن نہین رہتا
اور بول و براز کی حاجت کو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ مذہب اوسکا فقط
لسانی ہے اعتقاد اوسکا اوس کے قول کے خلاف ہے تو محض جھوٹا
اور شیطان مجسم ہے بہر حالت ایسی سے پرہیز واجب ہی کیونکہ وہ نہ انسان
ہے اپنے زعم مین اور نہ حیوان ہے کچھہ نہین ہے اور سب کچھہ ہے
اور سوفسطائی مذہب والونکی سزا جناب شاہ عبد الحق صاحب
محدث دہلوی نے اپنی کتاب تکمیل الایمان مین خوب تجویز فرمائی ہے کہ
اوسکو آگ مین ڈالنا چاہئے اگر آگ کو پانی سمجھتا ہے یا لاشئے جانتا ہی تو بلا
تامل آگ مین جائیگا اور وہ جل جائیگا فہو المطلوب اور اگر ڈرا اور
تامل کیا تو تَعْلَمُوْنَ مَا لَا یَقُوْلُوْنَ مین داخل ہے اعتقاد اوسکا
محض لسانی ہے مگر اوسکا ظاہر ہو جائیگا کذب صریح معلوم ہو جائیگا
اور ایسی شیطنت سے باز آئیگا - اور بعضے سوفسطائی یون کہتے ہین کہ
ہمارے حواس سے جو چیز دریافت ہوتی ہے اور جس طور کی ثابت
ہوتی ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ حقیقتہً واقع مین بھی ویسی ہی ہی ایک کو
دیکھنے سے اوسکو ایک ہی نہین سمجھنا چاہئے شاید دو ہون کہ ہمیرے دیکھنے
مین ایک معلوم ہوتا ہی جسکو سنتے ہین شاید مطابق واقع کے نہین ہو اپنے
دیکھنے اور سننے اور چکھنے اور اپنے ادراک کا کچھہ اعتبار نہین ہے کلیتہً

یعنے کوئی مسموع کسی مبصر کسی معلوم کسی موجود کو ہم کہہ نہین سکتے
کہ واقع مین بھی ویسا ہی ہے لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پس خلاصہ
یہ ہے کہ ہر موجود کو موجود سمجھنا ایک بدیہی امر ہے ماکول کو ماکول مشروب کو
مشروب زمین کو زمین دریا کو دریا وغیرہ سمجھنا روشن تر امر ہے جو بہ یقین
قائل و معتقد ہے ہوش و حواس و انسانیت مین ہے قول کو قول
کتاب کو کتاب ذہن کو ذہن علم کو علم مضمون کو مضمون سمجھتا ہے
گفتگو میری بلکہ ہر شخص کی ایسون سے ہے کہ تمام عالم کو عالم اور
تمام موجودات کو موجودات حقیقتہً جانتا ہو بہ یقین و اعتقاد یعنی
معتقد ہو اس امر کا کہ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ مَوْجُوْدَةٌ سب چیزین
موجودات سے موجود و متحقق ہین یقیناً و بداہتہً نہ یہ کہ کُلُّ مَوْجُوْدٍ
لَيْسَ موجود عین الموجودیۃ اور کل موجود لیس علی حقیقتہ
جب موجود کو موجود جانیگا تو البتہ اوسکو حواس و ادراک ہے تو ایسون
کے لئے دوسرا مقدمہ جو آئیگا مفید ہے پھر کل مضامین جو آیندہ
آئینگے مفید ہون گے یعنی اہل عقل کو مفید ہین مرفوع القلم کیطرف
خطاب نہین ہے ✻

دوسرا مقدمہ جب علم کا معنے دانش ہے جیسا کہ اوپر
معلوم ہو چکا تو جو چیز کہ ہمارے ذہن مین آئے یعنی صورت ذہنیہ

یا یہ کہ ایک چیز کا ادراک ہو جیسے زید کو ادراک کیا یا کئی شے کا ادراک ہو جیسے تصور زید و بکر وغیرہ اور تصور زَیدٌ قَائِمٌ در حالت صفت یا تصور غلام زید مرکب اضافی کا یا تصور زَیدٌ قَائِمٌ بے نسبت کا یا تصور نسبت تامہ انشائیہ کا جیسے تصور اسکا کہ جاؤ کہ سب قسمین تصور کی ہین تصدیق اسکو نہین کہتے ہین یا تصور موضوع و تصور محمول کے بعد تصور نسبتہ تامۂ خبریہ کا ہو اور اسکی دو صورتین ہین یا یہ کہ ہم اپنی صورت ذہنیہ کو مطابق واقع اور موافق نفس الامر کے جانتے ہین یعنی ایسا سمجھتے ہین کہ شئے جیسا کہ خارج از ذہن مین ہے ویسا ہی ہو بہو ہمارے ذہن مین یہ شئے حاصل ہے یا ایسا ہم نہین سمجھتے ہین کہ بالکل ہو بہو مطابق خارج کے ہے اگر اول صورت ہے دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ حقیقتہً بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم سمجھتے ہین ویسا ہی خارج ذہن مین بھی ہو بہو ہے عام اس سے کہ خارج مین موجود بھی ہو یا فرضی وغیرہ ہو تو اگر وہ صورت علم کی ہے کہ ہم مطابق واقع کے سمجھتے ہین اور حقیقتہ مطابق بھی ہے اسکو یقین یا قطع اور اذعان کہتے ہین اور اگر یون ہے کہ ہم تو مطابق نفس الامر کے یقین کئے ہوئے ہین مگر حقیقتہً ہمارے ذہن سے خارج مین ایسا نہین ہے بالکل خلاف ہے تو اس علم کو جسکو ہم یقین سمجھتے ہین جہل مرکب کہتے ہین تو ہمارے

مطابق واقع کے سمجھنے کی دو صورتین ہوئین ایک یقین دوسرا جہل مرکب یہ دونون اعلٰے درجہ کا علم ہے ان دونون کو تصدیق کہتے ہین جہل مرکب جاننے والے کے نزدیک علم ہے اور اس کے غیر کے نزدیک جہل ہے اور مرکب اس لئے کہتے ہین کہ یہ شخص حقیقت مین ایک شئے کو نہین جانتا ہے اور نہین جاننے کو جاننا سمجھتا ہے تو دو جہل ہوئے اور وہ جو کتب اخلاق یعنی علم تہذیب النفس مین جہل مرکب کی مذمت لکھی ہے وہ وہ شئے ہے جسکو عوام جہل مرکب کہتے ہین ورالا جہل مرکب سوائے خدا اور معصوم کے اورون مین پایا جا سکتا ہے کسی مین کم کسی مین زیادہ اور اس کی تحقیق مین نے دوسری کتاب مین تفصیلاً لکھی ہے۔ اور اگر وہ صورت ہے کہ ہم خود ہی اپنے علم کو مطابق واقع کے جزماً نہین کہہ سکتے یعنی اعتقاد نہو یا اعتقاد ہو مگر اعتقاد کامل نہو ایسا علم ظن ہے اور شک اور وہم ہے ظن اور شک اور وہم مین فرق یہ ہے کہ اگر ہم جیسا اپنے علم کو مطابق واقع کے سمجھتے ہین ویسا ہی غیر مطابق ہونے کا بھی ہمکو تصور ہے یعنی دونو جانب میزان برابر ہے مطابقت و عدم مطابقت دونون برابر ہین میرے ذہن مین تو اوسکو شک کہتے ہین اور وہ علم کہ جسکے مطابق واقع ہونیکا زیادہ تصور ہے اور عدم مطابقہ کا تصور کم اور مرجوح ہے

تو جانب راجح کے علم کو ظن کہتے ہین اور علم جانب مرجوح کو وہم کہتے
ہین پس دانش یا تصور ہے یا تصدیق تصورات نسبتہ تامہ خبریہ بے
اعتقاد و تصدیق کے بہی مثل سائر امثلہ تصورات گذشتہ کے
تصورین داخل ہین اور تصدیق مین یقین وجہل مرکب وتقلید
وظن داخل ہے - اور یقین کے درجات ہین یقین اور حق الیقین
اور عین الیقین - اور مطلق یقین کو قطع کہتے ہین جیسا کہ مطلق تصدیق
کو اذعان بعض جزم تشکیک مشکک سے رفع نہین ہوتا اور جو بعضے جزم کسی
کے شک ولانے سے جاتا رہے تو اوسے تقلید کہتے ہین - اور چونکہ
شک ور وہم بہی نہو وہ علم نہین ہے جہل ہے اور جہالت کے طبقات
مین مثلاً جہل مطلق یا مجہول فی الجملہ اور جہل بسیط اور جہل مرکب
غیر عالم کے نزدیک *
تیسرا مقدمہ کسی شئے کی حقیقت و ماہیت وکنہہ کا پہچاننا
امر عسیر ہے پس راہ معرفت خدائے تعالے بدرجۂ اولے راہ باریک
ہے کہ بائے عجز و نیستی سے سلوک اوس راہ باریک و پاک سے نہین
ہوسکتا مشت خاک کو خالق پاک سے جو عدم مناسبت ہی ظاہر ہے
أَيْنَ التُّرَابُ وَأَيْنَ رَبُّ الْأَرْبَابِ الْمُسْتَطَابُ پس جیسا کہ
ہر شئے کو ہم بعوارض و اعتبارات وبطور تعریف لفظی کے سمجہہ لیتے

ہین ویسا ہی خالق مطلق کو اوسکے صفات و متعلقات کے ذریعہ سے پہچانتے
ہین کنہ بیچون سبحان تک ہم نہین پہونچ سکتے پس جیسا کہ اوسکے تعیّن اور
اوسکی معرفت کا یقین بدیہی ہے ویسا ہی نظری تر ہے باعتبار کنہ و حقیقت
کے بلکہ ہر نظری سے نظریتہ اسکی بمراتب فوقیت رکھتی ہے - ہان جسقدر
سمجھنا بدیہی ہے اوسیقدر کے سمجھنے کے لئے دلائل عقلیہ وغیرہ بھی قایم ہین
اور یہ امر بھی کیسا بدیہی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم مٹی کے ہین اور مٹی ہی پر
ہمارا سکون حرکت اور ساری معیشت ہے مگر مٹی تک کو ہم نہ سمجھے کہ کیا
ہے اگر سمجھا ہے تو اتنا ہی سمجھا کہ مٹی کیا ہے تراب ہے جسکو ارض کہتے
ہین یعنی خاک کہ اوسکو زمین کہتے ہین یعنی مٹی یہ سب تعریفات لفظیہ
ہین باختلاف السنہ پس جو چیز کہ ہم سے کلیتہً مبائن ہے بدرجہ اولی اگر جانینگے
تو یہ تعریفات لفظیہ جانینگے خصوصًا صانع عالم کی ماہیتہ و حقیقت و کنہ
بدرجۂ اولے نہ سمجھہ سکینگے اِلّا بتعریفاتِ لفظیہ مگر مقصود معرفت سے
اسیقدر ہے کہ سمجھین کہ وہ ایک شئے ہے موجود و متحقق ہے اس
شئے کا متحقق ہونا میرے یقین و اعتقاد جازم مین بس یہی کافی ہے
جاہیئے اوسکی تعبیر کسی لفظ سے کسی لغت سے کرین -

چوتھا مقدمہ دلیل کے معنی مرشد اور دال یعنی ہدایت و رہنمائی
کرنے والا اور ہادی اور بتلانے والا اور بمعنے راہ کے ہے ازروئے لغت کے

مگر علوم عقلیہ کی اصطلاح مین اوس شئے کو کہتے ہین کہ جسکے جاننے سے
دوسری چیز کا جاننا لازم آئے اور وہ دوسری چیز یعنی اوس کا دعوے
علم اوسکا تصدیق ہو نہ تصور یعنی تصدیق مجہول دعوے ہو تو اوس کے
لئے تصدیق معلوم دلیل ہے *

پانچوان مقدمہ بدیہی اور نظری مین جو شئے بے مرشد و دلیل کے
جانی جائے اوس شئے معلوم کے علم کو بدیہی کہتے ہین مگر بعضی ایسی چیزین
کچھہ مجہول سی ہوتی ہین تو وہ بہی محتاج بدلیل نہین ہین بلکہ ادنٰے توجہ
یا چھونے یہ چکھنے وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہین - مثال پہلے کی جیسے یہ کاغذ
موجود ہے یا اس قلم سے اس سیاہی سے مین لکھہ رہا ہون اور دوسرے کی
مثال جیسے بیس دونا ہے دس کا اور پچیس ایک تہائی ہے پچہتر کی اور
مثال تیسرے کی جیسے یہ آگ ہے یہ کھٹا ہے یا کڑوا ہے مثلاً - اور
جو شئے کہ اسوقت معلوم ہے مگر جب حاصل ہوئی تھی تو بدلیل حاصل
ہوئی تھی ایسے معلوم کے علم کو بدیہی نہ کہینگے کیونکہ اصل مین وہ شئے
محتاج دلیل کی ہے کہ بے دلیل کے حاصل نہین ہوئی تھی - اور جو شئے
بے ہادی و دلیل کے نجانی جائے اوس شئے لا معلوم و نا آشکار کے
جاننے کو نظری کہتے ہین کیونکہ وہ شئے نا معلوم محتاج دلیل کی اور بتلانے والے
کی ہے - اگرچہ وہ شئے نظری مجکو اسوقت معلوم ہے مگر جب معلوم ہوئی

تھی تو بے دلیل کے معلوم نہ ہوئی تھی - پس جو شئی جانی جاتی ہے یا بدیہی
ہے یا نظری یعنی جاننا اوس شئے کا بدیہی ہے یا نظری - یعنی شئے یا خود
بخود پہچانی جاتی ہے یا کسی کے واسطہ و ذریعہ سے - پس حقیقتہً علم کی
دو قسمیں ہین علم بدیہی اور علم نظری - اور مجازاً معلوم کو بھی بدیہی اور نظری
کہتے ہین جیساکہ دعوے کا جاننا بدیہی یا نظری ہوتا ہے دلیل کا جاننا
بھی بعضے بدیہی ہوتا ہے بعضے نظری کہ یہ دلیل بھی محتاج ہے اپنے ثبوت
مین کسی دوسری دلیل کیطرف اسی لئے اثباتِ اثبات کے سبب سے دلیل طولانی
ہوجاتی ہے پس جیساکہ بدیہی مین درجات ہین نظری مین بھی درجات اور
طبقات ہین کوئی جلد سمجھہ مین آجاتا ہے کوئی دیر مین کوئی مشکل ہے کوئی
آسان اور سہل الحصول ہے *

چھٹا مقدمہ دلیل یا عقلی ہے یا نقلی عقلی وہ کہ اجزائے دلیل
و مقدمات اوسکے محض عقل کی روسے ہون - اور نقلی دلیل محض نقل ہی
کی روسے نہین ہوتی ہے کیونکہ تصدیق مقدماتِ نقلیہ کی بعقل ہوتی
ہے پس مرکب عقل و نقل سے ہوتی ہے پس گویا نقلی بھی عقلی ہے مگر
بسبب دخل نقل کے اور واسطے فرق رکھنے عقلی محض سے اطلاق اسپر
دلیلِ نقلی کا ہوتا ہے اور دلیل عقلی ہو یا نقلی ظاہراً فائدہ یقین دعوے
کا بھی دیتی ہے اور دعوے کے مظنون غیر متیقن ہونے کا بھی - اور حق

یہ ہے کہ جو دلیل فائدہ قطع ویقین کا نہ دے وہ دلیل نہیں ہے بلکہ اوسکو
امارت کہنا چاہیئے یعنی امارة وقرینہ فائدہ ظن کا حاصل ہوتا ہے پس
امارہ بھی عقلیہ اور نقلیہ ہوتا ہے اور دلیل نقلی کو دلیل سمعی بھی کہتے
ہین اور دلیل نقلی فائدہ قطع ویقین کا جو دیتی ہے وہ بسبب انضمام عقل
کے پس یقین منحصر ہے عقل مین حقیقۃً اور جب دلیل عقلی سے ایک
دعوے ثابت ہوا اور مثلاً اوس دعوے کے خلاف مین دلیل نقلی ہو
تو دیکھینگے کہ نقل صحیح اور قابل اعتبار کے ہے یا نہین اگر ہے تو دلیل
عقلی مین تاویل محل اور خلاف عقل ہے چاہیئے کہ دلیل نقلی مین تاویل
کرکے اوسکو دلیل عقلی کے موافق کرین گے اگر عقل کے مطابق نکرینگے
تو وہ دلیل نقلی از روے عقل کے باطل ہوجائیگی اور جواز روے
عقل صحیح باطل ہے وہ حقیقۃً باطل ہے اس لئے کہ عقل سے ایک چیز
معلوم ہوئی اور نقل سے اوسکے خلاف یعنی مثلاً نقیض اوسکا معلوم ہوا
تو اگر دونوں پر عمل کرین تو اجتماع النقیضین لازم آئیگا یا دونوں کو
چھوڑدین تو ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر نقل پر عمل کرین تو خلاف
عقل ہے اور خلاف عقل ہونے سے عمل بر نقل بھی باطل ہوجائیگا تو چوتھی
صورت ثابت ہوئی کہ عقل پر عمل کرنا اور نقل کو تاویل کرکے
موافق عقل کے کرنا جیسا کہ عقل ہدایت کرتی ہے اسبات کی کہ دوسیرکا

مال بے اوسکی اجازت کے غصب کرلینا بہت برا ہے اور اگر بالفرض حکم شرعی سے ثابت ہو کہ کسیکا مال اوس شخص سے چھین لینا چاہئے تو اوس کے معنی مثلاً یہ بھی ہو سکتے ہین کہ اگر کوئی ظالم کسیکو بے قصور محض ظلم صریح سے قتل کرتا ہے تو تلوار اوس سے چھین لینا چاہئے اور اگر خوف اسکا ہو کہ جب تلوار اوسکو ملے گی تو پھر وہی فعل کرے گا تو اوسکو محل خوف مین ندینا چاہیئے کیونکہ عقل اور نقل سے ثابت ہے کہ رد ظلم بشرطِ قدرت مظلوم مستحقِ رحم کو واجب ہے ازین قبیل اور شئونکو اسی پر قیاس کرنا چاہیے یا یہ کہ عقل سے ثابت ہے کہ قتل نفس حرام ہے اور نقل سے اگر ثابت ہوا کہ تلفِ نفس جائز ہے تو اوس کے یہ معنی ہون گے کہ اگر کوئی کسی کا قاتل بظلم ہے تو عوض قتل تلفِ نفسِ ظالمِ قاتل جائز ہے اور یہ مطابق عقل کے ہے -

ساتوان مقدمہ وجود و عدم کا مقصود و معنے لعبن کو شئے یا چیز کہ سکین یا وہ موصوف بصفتِ وجود ہے یعنی موجود ہے اور پایا گیا ہے یا وہ موصوف بصفتِ وجود نہین یعنی موجود نہین ہے اوسکو معدوم کہتے ہین اور موجود کو ثابت یا کائن یا متحقق یعنی ہونے والا کہتے ہین اور معدوم کو منفی یا غیر ثابت و غیر متحقق نہ ہونے والا کہتے ہین اور شئے موجود یا ذہن مین موجود ہے یا خارج مین نفسِ ہستے

اَور بعض شئے موجود ایسی ہوتی ہین کہ ذہن ہی مین موجود ہوتی ہین
اور خارج مین موجود نہین یا خارج مین موجود ہونے کے قابل ہی نہین
اور جو شئے خارج مین موجود ہوتی ہین وہ ذہن مین بھی موجود ہوجاسکتی
ہین جب کوئی اوسکو ذہن مین لائے - اور وجود کے معنی بدیہی ہے
ہر شخص سمجھتا ہے اور کون اور ثبوت اور تحقق اور شیئیتہ کی ساتھ
وجود کی تعریف کی جاتی ہے وہ تعریف حقیقتہً نہین ہے بلکہ تعریف
لفظی ہے اس لئے کہ وجود معروف تر و مشہور تر ہے سب معارف سے
کہ جسکو سب سمجھتے ہین اور اس لئے کہ وجود سے بڑھ کرکے عام تر کوئی
شئے نہین ہے تو کیونکر اسکی تعریف ہو سکتی ہے کیونکہ تعریفات شئے مین
ایسی قیدین لائی جاتی ہین کہ جسکے تحت مین وہ شئے ہو اور خاص ہو اور
وجود کسی شئے سے خاص نہین بلکہ سب سے عام تر ہے لہذا اس کی تعریف
نہین ہوسکتی مگر تعریف لفظی یعنی وجود کیا چیز ہے وجود ثبوت ہے
یا ہوتا ہے یا پایا جاتا ہے - علاوہ اسکے وجود و عدم کی تعریف مین
دور لازم آئیگا اور دور محال ہے اس لئے اسکی تعریف نہین ہوسکتی
اور دور کا محال ہونا آگے آئیگا - اور وجود صفت شئے کے ہے اگر
وہ شئے ذہن مین متصور ہو تو اوسکا وجود ذہنی ہے و اِلّا اوس کا
وجود خارجی ہے یعنی خارج از ذہن اور موجود موصوف لصفتہ وجود ہے

اگرچہ بعضے حکماء قائل ہوئے ہین کہ وجود خود شئے موجود ہے صفت موجود کی نہین ہے بلکہ خود وہ حقیقت متاصلہ رکھتی ہے مثل ورماہیات مجردہ کے مگر یہ صحیح نہین ہے جیساکہ اسکی تحقیق دوسری کتابون مین موجود ہے - اور ہم نے بہی وجود کی حقیقت متاصلہ ہونے کے اور ماہیتہ مستقلہ ہونے کے ابطال مین بہت سے دلائل حاشیہ میرزاہد شرح مواقف مین لکھے ہین پس خود وجود ذہن سے جدا ہوکے خارج مین ثابت نہین بلکہ ذہن مین ہے اس حیثیت سے کہ صفت ہے کسی موجود کی پس عدم بدرجۂ اولے ذہنی ہے نہ خارجی یعنی عدم مفروض ذہنی ہے والا نہ ذہنی ہے نہ خارجی وجود کے سمجھنے کے لئے عدم فرض کیا جاتا ہے اگرچہ بعضے حکما عدم کو فرضی نہین کہتے ہین اور اس مین قیل و قال ہے *

آٹھوان مقدمہ کلی جزئی کے بیان مین چونکہ عام لوگ عام و خاص کو سمجھتے ہین اس لئے اونکی سمجھ کے موافق ہم کلی اور جزئی کو سمجھاتے ہین کلی یعنی عام شئے جیسے انسان کہ بہت سی چیزون پر کہا جاتا ہے زید کو انسان کہتے ہین بکر و خالد وغیرہ کو سبکو انسان کہتے ہین اور جزئی یعنی خاص شئے جیسے زید بکر خالد کہ ہر ایک جزئی تحت مین کلی کے ہوتا ہے اور کلی سے خاص ہوتا ہے اور کلی عام ہوتا ہے

جزلی سے اور تمام جزئیات کو شامل ہے اگرچہ ایک جزئی کے پائے جانے سے بھی اوسپر کلی کا صدق ہوتا ہے ٭

نوان مقدمہ علتہ اور معلول سے کیا مقصود ہے - لواحق و عوارض ماہیتہ سے علتہ اور معلول بھی ہے یعنی جس شئے سے کوئی شئے صادر ہو وہ شئے صادر کنندہ علتہ ہے اور ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتھا صادر ہو تو سابق علت لاحق کی ہوگی اور لاحق معلول سابق کا ہوگا - خواہ علت مستقل ہو جب کہ علت و معلول مین کسی اور علت کا فاصلہ ہو خواہ غیر مستقل جبکہ علت و معلول مین کسی اور علت کا فاصلہ ہو - پس علت یا بلاواسطہ ہوگی یا علت بواسطہ ہوگی اور جو شئے موجود صادر ہو غیر سے وہ معلول ہے یعنی جو شئے اپنے وجود کو استفادہ کرے غیر سے وہ معلول ہے اور علت بلاواسطہ اور بالواسطہ کی دو قسمین ہین ایک علت تامہ کہ بے ملائے ہوئے دوسری علتہ کے خود صدور فعل مین کافی ہو اور دوسرے علتہ ناقصہ کہ جو علت محتاج ہو اپنے فعل مین دوسرے ممد و علت کا اور مطلق علت کی چار قسمین ہین ایک علت فاعلی دوسری علت غائی تیسری علت مادی چوتھی علت صوری فاعلی ظاہر ہے جیسے کہ اس کتابت موجودہ کے سلئے مین کاتب و فاعل کتابت ہون اور مطالعہ کرنا میرا یا اور لوگون کا علت غائی ہے یعنی غرض کتابت

سے ہے اس لئے کہ خطوط ونقوش وسائل مطالب ہین اور جس چیز سے حروف ونقوش لکھے جاتے ہین یعنی سیاہی مثلاً علتِ مادّی ہے اور صورت وہیئت ونقوش حروف علتِ صوری ہے یا جیسے بڑہئی علتِ فاعلی ہے۔ اور تخت پر بیٹھنا علتِ غائی ہے اور لکڑی اور لوہا تخت کا علتِ مادی ہے۔ اور ہیئت وصورت تخت کی علتِ صوری ہے آور جب اجتماع شرائط اور رفعِ موانع ہوگا تو علت تامہ سے معلول واجب ہے کہ پیدا ہو ورنہ علت علت نہین ہے اور جب معلول پیدا ہوا تو علتِ تامہ کہ جو تاثیر بخشنے والا ہے معلول مین اگر باقی نرہے معلول بھی باقی نرہیگا۔ اگر کوئی کہے کہ معمار نے مثلاً دیوار بنائی اور مرگیا تو چاہیے کہ دیوار بھی اوسکے مرنے کے بعد ساتھ ہی گرجائے اور اینٹ مٹی گچ وغیرہ سب فنا ہوجائین حالانکہ بعد مرنے کاریگر کے بھی مدتون باقی رہتی ہے تو کہونگا یہ غلط فہمی ہے کیونکہ بقائے دیوار کی علت خدا ہے اور معمار بقدرت واعانت خدا حرکت پر قادر ہوا کہ ہاتھ پاؤن کی حرکت سے اینٹین اور پتھر وغیرہ کو حرکت دے سکا اور ایک پر ایک کو ساکن کرنیکا ذریعہ ہوا ایس حقیقتہ معمار علتِ موثرہ اور اثر کرنے والا وجود دیوار مین نہین ہے کیونکہ دیوار بسبب ممکن الوجود ہونے کے وجود و عدم کی طرف نسبت مساوی رکھتی ہے اور اپنے وجود مین محتاج ہے قادر مطلق کا یعنی واجب الوجود کا

کیونکہ ہر ممکن واجب الوجود کا محتاج ہے اور معمار خود ممکن الوجود ہی واجب الوجود نہین علت موثرہ ممکن الوجود کے باقی نرہنے سے ضرور ہے کہ معلول فوری معدوم ہو جائے کیونکہ وجود ممکن الوجود بے اپنی علت کے مستغنی عن الغیر ہوکے نہین پایا جا سکتا اور معمار اپنے ارادہ اور قصد اور معونت و تسلط واجب الوجود سے اسباب و آلات کو حرکت و تیار رہا مگر تاثیر فعل علت موثرہ واجب الوجود کیطرف سے ہے اور علت موثرہ مین ایک یہ صورت ہے کہ ساتھہ امکان اس بات کے ہو کہ غیر مین اثر نکرے اور ایک یہ صورت ہے کہ ساتھہ امتناع اسبات کے ہو کہ غیر مین اثر نکرے جیسے آگ کہ سوختگی شئے سوختنی کی علت ہے جب کوئی مانع نہو تو ممتنع ہے کہ اثر نکرے پس آگ علتہ موجبہ ہے جل جانے شئے کی اور انسان مثلاً علتِ حرکت و سکون ہے مگر چونکہ با امکانِ عدم فعل ہے اس لئے انسان علت موجبہ نہین ہے بلکہ فاعل قادر مختار ہے اس جگہہ اسی قدر کافی ہے باقی مباحث ذی المقدمہ مین آئینگے *

دسوان مقدمہ قدیم و حادث کے معنے جس موجود کے وجود کی ابتدا اور اول ہوا ور لا وجود اوس شئے کے لئے اوس شئے پر مقدم ہو یعنی جس شئے کے لئے اوس سے پہلے عدم ہو وہ شئے حادث ہے یا ایسا

نہو تو وہ شئے قدیم ہے یا ازلی ہے یعنی جس کے وجود کی ابتدا اور آغاز نہو وہ قدیم ہے اور قدیم یا ذاتی ہے یا زمانی - قدیم ذاتی وہ ہے کہ جس شئے کے وجود سے پہلے نہ عدم ہو نہ وجود نہ زمانہ یعنی اوسکی خود ذات قدامت اور سبقت کی مقتضی ہے نہ غیر کے ذریعہ سے یعنی قدیم علی الاطلاق ہو - اور قدیم زمانی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے وجود سے پہلے صرف عدم ہو عام اس سے کہ غیر عدم مثل وجود و زمان وغیرہ کے اُس سے پہلے ہو یا نہو پس قدیم زمانی عام ہے اور قدیم ذاتی خاص اور اس محل مین اتنا ہی بس ہے *

گیارہوان مقدمہ

جوہر و عرض کے بیان مین جس شئے کے لئے نہ وجود ضروری ہو نہ عدم یعنی جسکو ممکن کہتے ہین دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ پایا جائے مستقلاً قائم بالذات ہوکے نہ یہ کہ کسی مین ہوکے پایا جائے اور خارج مین اوسکا وجود ہو تو اوسکو جوہر کہتے ہین جیسا کہ انسان جوہر مجرد ہے یا بدن انسان جوہر مادی ہے مثلاً - اور اگر شئے ممکن مستقلا نہ پائی جائے بلکہ غیر مین ہوکے پائی جائے اوسکو عرض کہتے ہین بفتح راے مہملہ جیسے رنگ کہ جسم مین ہوکے پایا جاتا ہے کہ جسم جوہر ہے اور رنگ عرض اور تفصیل اعراض کی مثلاً حیوۃ شہوۃ و نفرت و قدرت و ارادہ و کراہتہ و اعتقاد و ظن وغیرہ اور الم و سرور و حرکت و سکون اجتماع و افتراق و ثقل و خفت و حرارۃ و برودۃ و رطوبت و یبوست و رنگ

وصوت و بو و ذایقہ و فنا رو موت یا طول عرض عمق لاغری و فربہی وغیرہ
اور زیادہ طول دینا مناسب حال اس رسالہ مختصرہ کے نہین ہے۔
بارہوان مقدمہ وجوب و امکان و امتناع کے بیان مین جسکو
شئے اور چیز وغیرہ کے ساتھ عبارت کرسکین دو حال سے خالی نہین یا
موجود ہے یا معدوم جیسا کہ اوپر گذرا اگر موجود ہے تو اوسکا وجود یا ضروری
ہے یعنی واجب و لازم ہے یا وجود اوسکا ایسا نہین ہے یعنی عدم اوس پر
طاری ہوسکتا ہے۔ اور جب عدم اوس پر آسکتا ہے تو نہ اوس کا وجود
ضروری ہے نہ عدم اوسکا ضروری ہے پس موجود کی دو قسمین ہوئین ضروری
الوجود اور غیر ضروری الوجود۔ اور اگر معدوم ہے تو اوسکا عدم یا ضروری ہے
یا نہین اگر معدوم کا عدم ضروری نہین ہے تو اگر کبھی موجود ہوگا تو وجود
بھی اسکا ضروری نہوگا پس معدوم کی دوسری قسم وہی موجود کی دوسری
قسم ہے کہ نہ وجود ضروری نہ عدم ضروری صرف فرق یہ ہے کہ موجود بوجود
غیر ضروری ہے اور معدوم بعدم غیر ضروری ہے موجود بوجود ضروری
کو واجب الوجود کہتے ہین اور معدوم بعدم ضروری کو ممتنع الوجود کہتے ہین
اور موجود بوجود غیر ضروری اور معدوم بعدم غیر ضروری کو ممکن الوجود کہتے ہین
پس شئے یا واجب ہے یا ممکن یا ممتنع چوتھی کوئی صورت نہین ہے یعنی
شئے یا موجود ہے یا معدوم اگر موجود ہے تو غیر سے مستغنی ہے اپنے وجود مین

یا اپنے وجود مین غیر سے مستغنی نہین ہے مستغنی از غیر واجب الوجود ہے
اور غیر مستغنی ممکن ہے اور معدوم بھی یا مستغنی غیر سے ہے اپنے عدم مین
وہ ممتنع بالذات ہے اور اگر اپنے معدوم ہونے مین غیر شئے مستغنی نہین
ہے تو وہ ممتنع بالغیر ہے یعنی غیر کی وجہ سے معدوم ہے والا موجود ہوتا
پس ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہے جیساکہ زید ابھی موجود نہین ہوا ہو
کل پیدا ہوگا تو اسوقت ممتنع بالغیر ہے اور حقیقتہً ممکن بالذات سے ہے
کہ اگر کوئی اوس کے وجود کی علت موثرہ ہوا اور اوسکے ایجاد کا قصد
کرے تو زید وجود مین آجائیگا - اور واجب الوجود کا وجود اگر کسی غیر
سے حاصل نہین ہوا ہے بلکہ خود اوس کی ذات اپنے وجود کو مقتضی
ہے تو اوسکو واجب الوجود لذاتہ کہتے ہین یعنی آپ ہی آپ واجب الود
ہے - اور اگر واجب الوجود کے وجود کو کسی غیر نے حاصل کرا دیا تو اوس کو
واجب الوجود لغیرہ یا عن غیرہ یعنی واجب الوجود اپنے غیر کے سبب سے
ہے پس جو واجب الوجود بسبب غیر کے ہو وہ محتاج ہوگا اپنے وجود
مین غیر کا اور اپنے وجود مین خود اوسکی طبیعت مقتضی نہین سے ہے
پس اپنی طبیعت کی رو سے نہ وجود کو مقتضی ہے نہ عدم کو لو اوسکو
واجب الوجود بالغیر ممکن الوجود بالذات کہتے ہین آور رہا ممکن بالذات
ہے تو اوسکی ذات کی نسبت وجود و عدم کیطرف برابر ہوگی کوئی اولے وا قدام

نہو گا جب تک کسی ایک جانب رجحان نہو اور باعث رجحان وجود علت تامہ ہے کہ اگر کوئی غیر اوسکا موجد ہوگا اور علت ہوگی تو وہ ممکن موجود ہوگا اور اگر کوئی غیر موجد و علت نہو تو وہ ممکن معدوم رہیگا کیونکہ عدم موجد و علۃ علۃ و موجد عدم ہے - پس واجب بالذات اور واجب بالغیر اور ممکن بالذات اور ممتنع بالذات اور ممتنع بالغیر یہ پانچ قسمین ہوئین مگر واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر ممکن بالذات ہے پس واجب بالذات اور ممکن بالذات اور ممتنع بالذات یہ تین ہی قسمین ہوئین جیساکہ گذرا اور ممکن بالغیر کوئی شئے نہین اس لئے کہ جب اوسکی ذات خود ممکن ہے تو غیر کی وجہ سے ممکن ہونا کوئی معنے نہین رکھتا - اور اگر ممکن کا موجد و علۃ تامہ غیر ہے تو ممکن واجب الوجود اور ضروری الوجود ہوجائیگا ضرور وجود مین آئیگا جیساکہ اسکی تحقیق آگے آئیگی کہ علت تامہ کی وجہ سے ضروری الوجود ہوا ہے ورنہ نسبتہ اوسکی طرف وجود و عدم کی برابر ہے پس ضروری الوجود بسبب غیر کے وہ ممکن بالذات ہے اور ممتنع اگر ممتنع بالغیر ہو تو اوس کے یہ معنے ہون گے کہ غیر اسکا جو علت تامہ ہے اوس نے ممتنع کردیا یعنی کبھی وجود مین نہ لائیگا والا خود ممتنع مین صلاحیت وجود کی بھی ہے پس ممکن بالذات ہوجائیگا پس ممتنع بالغیر اگرچہ لاشئے محض نہین ہے مگر وہ دوسری شئے نہین ہے وہ ممکن بالذات ہے نہ غیر - اور واجب

اور ممکن اور ممتنع کی تعریف بھی تعریف لفظی ہے مثل تعریف وجود و عدم کے والا درصورت اس کے کہ تعریف واجب و ممکن و ممتنع کی تعریف حقیقی ہو تو تعریف باطل ہوجائیگی اس لئے کہ ایسی تعریفات مین دور محال لازم آئیگا اور اس مطلب کو اس مختصر رسالہ عام فہم مین خصوصًا رسالہ مختصرہ کے مقدمہ مین لکھنا مناسب نہین اسکو ہم حاشیہ میرزاہد شرح مواقف مین لکھ چکے ہین اور دَور کے معنے اور اوسکا محال ہونا سترہوین مقدمہ مین آئیگا اور اس محل مین اتنا ہی سمجھنا کافی ہے - اور ممکن بالذات اور واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر یہ تینون ایک ہی چیز ہے یعنی ممکن بالذات ہے ممکن بالذات کی تعداد کی کوئی حد نہین اور ممتنع بالذات لاشئے و فرضی ہے اور واجب بالذات ایک ہی ہے دو نہین ہوسکتا پس زیادہ بدرجہ اولے نہوگا اور بیان توحید سے ثابت ہوگا کہ ایک ہی ہے اور واجب الوجود بالذات عین واجب بالغیر نہین ہوتا والا غیر کے عدم سے واجب الوجود بالذات معدوم ہوجائیگا کیونکہ بعدم علت تامہ عدم معلول ہوتا ہے جیساکہ گذرا اور واجب بالغیر ضروری الوجود نہین ہے تو اس کے عدم سے اسکا عین یعنی واجب الوجود بھی معدوم ہوجائیگا تو واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائیگا اور نہ وجود اور وجوب واجب الوجود بالذات مین زاید برذات ہوتا ہے اگر صفت زائدہ

ذات کے علاوہ ہو تو واجب الوجود محتاج ہوگا اپنے وجود مین غیر کا بلکہ
عین ذات ہے کیونکہ محتاج نہین ہے والا محتاج و ممکن ہوجائیگا واجب بالذات
الوجود بالذات نرہیگا اور واجب الوجود مرکب نہین ہوتا اگر واجب الوجود
بسیط مرکب ہو تو محتاج ہوگا اپنے وجود مین وجود اجزا کی طرف کہ اجزا چاہئے
پہلے پائے جائین بعد اوس کے مرکب کا وجود ہو اور محتاج اپنے وجود
مین ممکن ہوگا واجب بالذات نرہیگا اور واجب بالذات کسی کا جزو نہین
ہوتا ہے کیونکہ اگر جزو کسی کا ہوگا تو یا ممکن بالذات کا جزو ہوگا یا کسی واجب
بالذات کا جزو ہوگا اگر ممکن کا جزو ہے تو واجب بالذات ممکن بالذات ہو
جائیگا کیونکہ جزو ممکن کا ممکن ہے اور اگر واجب بالذات کا جزو ہے تو جزو
جزو کے ساتھ اثر شی و فعل و انفعال ہو کے مرکب ہوگا اور انفعال
یعنی اثر فعل کو قبول کرنا شان سے ممکن کی ہے نہ شان سے واجب بالذات
کی کیونکہ حالت انفعال مین واجب بالذات ممکن بالذات ہو جائیگا اور
یہ بھی جانا گیا کہ جو موجود بالذات ہے یعنی اوسکی طبیعت خود مقتضی ہے
وجود کو بے احتیاج طرف غیر کے تو وہ ضرور موجود ہوگا یعنے واجب الوجود
بالذات ہوگا کیونکہ جب اوس کی طبیعت خود ہی چاہتی ہے وجود کو تو معلوم
ہوا کہ معدوم نہین ہے اور کبھی معدوم نہین ہوگا وجود و عدم کی نسبت
اوسکی ذات کیطرف مساوی نہین ہے بلکہ عدم اوسپر ہرگز نہ آسکیگا ۔

تیرہواں مقدمہ ذات اور صفات کے بیان مین ذات ماہیۃ متاصلہ مستقلہ ہے یعنی کسی شئے کی ماہیۃ ہے بلکہ حقایق موجودہ مستقلہ فی الخارج سے ہے پس اگر فرضی نہو تو جوہر ہو سکتی ہے اور صفتہ ماہیہ متاصلہ مستقلہ نہین ہے حقایق موجودہ مستقلہ سے نہین ہے اگرچہ خارج مین ہی ہو پس قایم بالذات نہین ہے عام اس سے کہ ذات کی عین ہو یا ملحق بذات و منضم بذات و زائد برذات ہو یا ن - اگر ملحق بذات اور زاید بر ذات ہو تو قائم بالغیر اپنے وجود مین محتاج محل وجود کا ہوگا پس وہ صفات کہ بحیثیت صفیتہ و احتیاج بموصوف ہو تو وہ جواہر نہین ہین بلکہ اعراض سے ہین عام اس سے کہ عرض ہو یا عرض کا عرض ہو *

چودھواں مقدمہ تناقض و تضاد کے بیان مین دو شئے دو نون ذات ہون یا دو نون صفات ہون یا ایک ذات ایک صفت ہو یا دو نون جوہر ہون یا عرض یا مختلف - دو حال سے خالی نہین یا ایک دوسرے پر طرفین سے صادق آئے یا ایک دوسرے پر صادق نہ آئے نہین کہا جا سکے کہ یہ وہ ہے اگر پہلی صورت ہے یعنی یون کہا جا سکے کہ یہ وہ ہے وہ یہ ہے تو ان دو نون مین سے ایک دوسرے کا مساوی ہوگا اور یہ نسبتہ مساواۃ کی دو عام شئے مین ہوتی ہے جیسے انسان و ناطق و منعم و رازق و وجود و تحقق مثلاً *

اور اگر دوسری صورت ہے کہ ایک دوسرے پر صادق نہ آسکے
تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ ایک طرف سے پورے طور سے صادق
آسے اور دوسری طرف سے پورے طور سے صادق نہ آسکے یعنی دوسری
طرف سے کچھہ صادق آئے یا دونون طرفون سے ایک دوسرے پر کچھہ
کچھہ صادق آئے پس دو حالتین ہوئین ایک یہ کہ ایک صادق آسکے
دوسرے پر پورے طور سے اور دوسرا اوس پر پورے طور سے صادق
نہ آئے یا طرفین سے صادق آنا بطور کلیہ ہوا اول نمین کا عام و خاص
مطلق ہے اور دوسرا انکا عام خاص من وجہ ہے عام خاص مطلق کی
مثال جیسے گھوڑا اور کمیت کہ گھوڑا ہر کمیت پر صادق آتا ہے ہر کمیت
گھوڑا ہونے مین داخل ہے اور کمیت کل گھوڑے مین داخل نہین
بلکہ کمیت بعضے گھوڑے کو کہتے ہین پس کمیت ہر گھوڑے پر صادق
نہ آیا اور عام خاص من وجہ کی مثال جیسے ہر گوشت کھانے کے قابل
نہین اور ہر کھانے کے قابل جیسے چاول گوشت نہین یعنی بعضی گوشت کھانے کے قابل
ہے جیسے بکری کا گوشت اور بعضے گوشت کھانے کے قابل نہین جیسے اپنا
گوشت پس تین صورتونکا بیان ہوچکا - یعنی ایک یہ کہ طرفین سے
پورا صدق ہو دوسرے یہ کہ ایک طرف سے پورا صدق ہو تیسرے
یہ کہ طرفین سے صدق پورے افراد پر نہو - اول مین نسبت تساوی کی

ہے کچھہ بہی طرفین سے مغائرت ہنین اور دوسرے اور تیسرے مین
کچھہ کچھہ مغائرت ہے - چوتھے یہ کہ طرفین سے صدق مطلقاً ہنو یعنی
کچھہ بہی ایک دوسرے پر صادق نہ آسکے بلکہ ایک دوسرے کا
بالکل مغائر ہو یعنی یا دو شئے مین کچھہ بہی مغائرت ہنو تو اون دونون
مین مساوات ہے یا اون دونون مین کچھہ مغائرت ہو تو عام خاص مطلق
اور عام خاص من وجہ ہے یا اون دونون مین بالکل مغائرت ہو پس
یہ تیسری قسم یعنی مغائرت کلیۃً کہ حقیقتۃً چوتھی قسم ہے اس مغائرت کو
تباین کہتے ہین اسکی دو حالتین ہین ایک یہ کہ از روے وجود وعدم
دونون صورتون مین مغائرت اون دونون مین ہو یا صرف وجود
کی روسے اون دونون مین غیریت ہو - پس اگر ان دو متبائن مین
وجوداً اور عدماً بہر حالت غیریت ہے تو اس تبائن کو تناقض کہتے ہین
اور اگر صرف وجود مین غیریت ہو تو اس تبائن کو تضاد کہتے ہین مثال
اون دونون کی کہ ایک دوسرے کی نقیض ہو جیسے زید اور لا زید انسان
اور لا انسان شجر اور لا شجر - اور مثال اون دونون کی کہ ایک دوسرے کا
ضد ہو جیسے زید اور بکر انسان اور شجر تساوی اور عموم وخصوص مطلق
اور عموم وخصوص من وجہ عام شئے مین واقع ہوتا ہے اور تبائن یعنے
تناقض وتضاد عام شئے مین بہی ہوتا ہے اور جزئیات مین بہی واقع ہوتا ہے

مگر چونکہ ایسے جزئیات کہ جو بالکل خاص ہون کسی طرحکا عموم اون مین
نہو یعنی جزئی حقیقی تو کسی دو جزئی حقیقی مین کسیطرحکا التباس و اشباہ
نہین ہے پس اسکی بھی احتیاج نہین کہ دو جزئی مین نسبتہ تغائر کی بیان
کی جائے اسلئے کہ تبائن یعنی تناقض و تضاد درمیان دو عام شئے
کے کہا جاتا ہے مثل تساوی و عموم و خصوص مطلق و عموم و خصوص من وجہ
کے۔ کیونکہ تضاد اون مین ہوتا ہے کہ جنکی شان سے تساوی یا تباین یا
عموم و خصوص ہوا اور تناقض بھی اون مین ہوتا ہے کہ جنکی شان سے تساوی
وغیرہ ہو پس سمجھنا چاہیئے کہ انسان و حجر مین تضاد ہے یعنی نہین ہو سکتا
کہ کسی شئے پر انسان و حجر دونون صادق آئین مگر عدم دونوںکا ایک جگہہ
یعنی ایک مادہ سے ہو سکتا ہے مثلاً شجر کہ نہ حجر ہے نہ انسان اور اس سے
معلوم ہوا کہ کسی کلی یعنی عام شئے پر حرف نفی لانے سے اوس شئے کی نقیض
ہو جاتی ہے جیسے مکان و لامکان کتاب و لاکتاب وغیرہ پس موجودات
یا متماثلہ ہوتے ہین یا متخالفہ ہوتے ہین۔ متماثلہ جیسے دو سفیدی مساوی
درجہ کی اور متضادہ متخالفہ کی قسم ہے جیسے دو رنگ ایک سفید ایک سیاہ
کہ ایک محل مین یعنی ایک کپڑے پر مثلاً دونو جمع نہین ہو سکتے بیک وقت
مگر مختلف وقتون مین ایک کپڑے پر یا مختلف کپڑون مین ایک وقت مین
دو رنگ متضاد یعنی سیاہی اور سفیدی جمع ہو سکتی ہے اور سیاہی

اور سفیدی دونون سے کپڑا خالی ہو یہ بھی ممکن ہے مثلاً زرد ہو یا سرخ اور یہ
مثال ضدِ مشہور کی ہے اور ضد حقیقی وغیرہ کی تحقیق اس رسالہ مختصرہ مین
بے محل ہے ÷

پس حاصل تضاد و تناقض یہ ہوا کہ اجتماع ضدین بیک وقت ایک جگہہ
مین محال ہے اور ہوسکتا ہے کہ بیک وقت ایک جگہہ مین دونون نہون جیسے
سرخ کپڑے سے سیاہی اور سفیدی دونون زائل ہین مگر کوئی کپڑا ایسا نہین
کہ سیاہ اور سفید بیک وقت ہو اور جہان پر سیاہی ہو وہین سفیدی
بھی ہو یہ محال ہے پس سفیدی سیاہی ضدین ہین اور اجتماع نقیضین
بیک وقت بیک جا محال ہے اور ایسا ہی ارتفاع نقیضین بھی محال یعنی نہین
ہوسکتا کہ ایک وقت مین ایک جگہہ سے دونون نقیضین معدوم ہون جیسے
انسان اور لاانسان کہ ان دونون مین سے ضرور ایک ہوگا ایک نہوگا نہ
دونون کا جمع ہونا جائز نہ دونونکا رفع ہونا جائز اجتماع النقیضین محال
ہے اس وجہ سے کہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی شئے ایک ہی وقت مین موجود
بھی ہو اور معدوم بھی ہو یعنی بحیثیت موجودیت معدوم ہو اور بحیثیت
معدومیت موجود ہو بیک وقت اور یہ محال ہے اور ایسا ہی ارتفاع
نقیضین *

پندرھوان مقدمہ جب دلیل عقلی صحیح کا علم و یقین حاصل ہو

تو بسبب ایسے علم بدلیل عقلی کے علم ویقین اوس کے نتیجہ کا یعنی دعوی
کا حاصل ہونا ضرور ولازم ہے کیونکہ بعد حصول علم ویقین بدلیل صحیح
اب یہ دعوے کسی دلیل کا محتاج ہنین تو حصول اوسکا ضروری و بدیہی
ہوا اس لئے کہ جب کوئی جانے اس بات کو کہ دس نصف ہے بیس کا
اور بیس نصف ہے چالیس کا تو ضرور بلا حالت منتظرہ اسکا علم ویقین
ہوجائیگا کہ دس نصف نصف ہے چالیس کا یا یہ کہ دس
نصف ہے بیس کا اور جو نصف ہے بیس کا وہ جُفت ہے تو بالبداہۃ
اسکا علم ہوگا کہ دس جفت ہے نہ طاق پس ثابت ہوا کہ دلیل عقلی صحیح کا
نتیجہ یعنی دعوے کا علم ویقین ضرور ہوگا محض دلیل عقلی کے مقدمون
کے ذریعہ سے ضرور حاصل ہوگا یعنی یقین بدعوے لازم ہے اپنی دلیل
کے علم ویقین کو *

سولھواں مقدمہ العالم ماسوے اللہ یعنی عالم اوسکو
کہتے ہین کہ جو واجب الوجود بالذات کا غیر ہو اور جو اپنے کو موجود
سمجھتا ہے وہ دوسرے موجودات کو بھی ضروری موجود جانے گا نہ
یہ کہ سب چیزین موہوم ہین یا ہنین ہین بلکہ آگ کو آگ پانی کو پانی زمین
کو زمین جانے گا اور موجود سمجھیگا نہ یہ کہ اپنے کو موجود سمجھے اور
دوسرے کو معدوم *

سترہواں مقدمہ دور اور تسلسل کے بیان مین جب ایک شئے موقوف ہو دوسری شئے پر یعنی وجود اول شئے کا یا جاننا اول شئے کا بے وجود ثانی شئے کے یا بے جانے ثانی شئے کے نہو سکے اور پھر شئے ثانی موقوف ہو اول شئے پر یعنی وجود ثانی شئے کا یا جاننا اوسکا نہو سکے بدون وجود یا جاننے اول شئے کے تو یہ توقف کا دوران ہوا درمیان دو شئے کے کہ یہ اوس پر موقوف ہے وہ اس پر موقوف ہے یعنی مثلاً (آ) کا جاننا یا پایا جانا موقوف ہے (ب) کے جاننے یا پائے جانے پر اور (ب) کا جاننا مثلاً موقوف ہے (آ) کے جاننے پر پس ایک کا علم یا وجود دوسرے کے علم یا وجود پر موقوف ہے اور دوسرے کا اول پر پس اس سے لازم آیا کہ (آ) کا وجود موقوف ہے (آ) کے وجود پر یعنی (آ) نہین پایا جائیگا جب تک کہ (آ) نہ پایا جائے پس ایک ہی شئے اپنے پر موقوف ہوئی یعنی نہین پایا جائیگا جب تک نہ پایا جائے اسیکو توقف شئے علی نفسہ کہتے ہین اور یہ محال و ممتنع الوجود ہے کیونکہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی شئے اپنے ہی پر مقدم ہو اور تقدم شئے علی نفسہ محال ہے اور اس لئے کہ عدم حالت وجود مین لازم آتا ہے ایک ہی شئے کے لئے ایک ہی حالت مین یعنی موجود و معدوم دونون ہون ایک ہی حالت مین

اور یہ اجتماع النقیضین بھی ہے پس توقف شئے علی نفسہ یا تقدم شئے علی نفسہ یا ایک شئے موجود و معدوم ہوگا اور اجتماع النقیضین سب محال ہین اسکو پھر یون سمجھنا چاہئے کہ (آ) موقوف ہے (ب) پر اور جو موقوف ہے (ب) پر منجملہ موقوفات کے (آ) بھی ہے وہ موقوف ہے (آ) پر پس (ا) موقوف ہے (آ) پر اور یہ مثال دو شئے مین ہے اوسکو دور مصرح کہتے ہین اور توقف شئے علی نفسہ اگر بواسطہ تین شئے یا زیادہ کے لازم آئے تو اوس کو دور مضمر کہتے ہین یعنی اسمین کچھہ خفا ہے - مثال اول ظاہر تر ہے یعنے معلول علت ہوا اپنی ہی علت کی بلا واسطہ یا بالواسطہ اور رہنا خراس حیثیت سے کہ متاخر ہو مقدم ہوا یعنے مقدم پر اور مقدم اس حیثیت سے کہ مقدم ہو اپنے متاخر سے اور اگر یہ توقف کا سلسلہ سابق کی طرف سے نہ پلٹے اور نہ کہین پر منتہی ہو بلکہ توقف ایک کا دوسرے پر دوسرے کا تیسرے پر تیسرے کا چوتھے پر اسیطرح سے چلا جائے بے انتہا یعنی بغرض اس کے کہ کہین پر منقطع ہو تو اس توقف کے سلسلہ کو تسلسل کہتے ہین یعنی بشرط ثبوت توقف و عدم انقطاع لازم آتا ہے کہ امور غیر متناہیہ جمع ہون اور اجتماع امور غیر متناہیہ و اعداد غیر متناہیہ کا محال ہے عقل کے روسے کیونکہ ایسا اجتماع ممکن نہین ہے اور اس تسلسل کے ابطال کے لئے

ایک سو کے قریب دلیلین مختلف کتابون مین مندرج ہین بعضے اون دلیلون
کا نام برہان تضعیف ہے بعضے کا برہان سلمی بعضے کا برہان تطبیق یا برہان
ترسی وغیرہ کہ ان دلیلون مین سے ہر ایک دلیل سے صاف طور سے
تسلسل باطل ہوجاتا ہے اس رسالہ مین اون براہین کا ذکر موجب تطویل
رسالہ ہے یہان پر اتنا ہی سمجھنا چاہیئے کہ تسلسل یقینًا باطل ہے سب کے
نزدیک اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ عدد متناہی ہوتا ہے اس لئے کہ جس
عدد کو فرض کرو وہ قابل اس کے ہے کہ اوس مین سے کچھ گھٹا سکین یا اوس
کچھ بڑھا سکین اور جو گھٹاؤ بڑھاو کے قابل ہوتا ہے وہ غیر متناہی نہین
ہوتا بلکہ متناہی ہوتا ہے - اور جس عدد کے لئے اول ہو مگر آخر نہو بلکہ
ایک کے بعد ایک ہو ختم کہین پر نہو تو یہ اکثرون کے نزدیک محال نہین ہے
اور آحاد غیر متناہیہ کا وجود دفعتًہ بلا انتہا و نو بلا ابتدا نہو سبکے
نزدیک محال ہے پس جسکی ابتدا و انتہا نہو تو بدرجہ اولے محال ہے *

اٹھارہوان مقدمہ جب ایک شئے کے وجود کا دوسری
شئے کا وجود تابع ضروری ہو یا ایک کے جاننے کے تابع دوسرے کا جاننا
ضرور نہو تو اوسکو یعنی تابع کو لازم کہتے ہین - اور چونکہ وجود یا جاننا عوارض
شئے سے ہے پس لوازم عوارض سے ہوگا ماہیۃ ماہیۃ کو لازم نہین ہوتی اور
جس کو کوئی چیز لازم ہو اوسکو ملزوم کہتے ہین جیسے آگ ملزوم ہے حرارت

اوسکولازم ہے مشروط کے وجود کو شرط کا وجود لازم ہے معلول کے
وجود کو علت کا وجود لازم ہے - یعنی علم بوجود معلول کو علم بوجود علت
لازم ہے اور علت تامہ موثرہ کے وجود کو معلول کا وجود لازم و تابع
نہین ہے ہان علت موجبہ کے وجود کو اثر لازم ہے جیساکہ احراق
لازم ہے وجود نار کو جب ارتفاع موانع ہو دلیل عقلی قطعی کو لازم ہے
دعویکا علم ثبوت ضد کو لازم ہے سلب ضد آخر اور سلب ضد کو ثبوت
ضد آخر لازم نہین ہے مثلاً اس طور پر لازم و ملزوم کو سمجھنا چاہیئے اور
لازم بَیّنُ ہے اور غیر بیّن اور لزوم کی بحث کو کتاب رد الاجابۃ الشیخیہ
مین تفصیلاً لکھ چکا ہون*

اونیسوان مقدمہ

مقدم اور تالی کے بیان مین قضیہ
یعنی جملہ مین نسبت ہوتی ہے درمیان دو شئے کے پس اگر وہ دو شئے
مفرد ہین یا حکم مین مفرد کے تو ایسے جملہ کو قضیہ حملیہ کہتے ہین اور اگر
وہ دو شئے مفرد نہون تو ایسے جملہ کو قضیہ شرطیہ کہتے ہین - پس
شرطیہ مین وہ جو دو شئے ہین اور مفرد نہین ہین ان مین سے پہلے
کو مقدم کہتے ہین - یعنی شرط اور دوسرے کو تالی یعنی جزا جیسے اگر آفتاب
نے طلوع کیا ہے تو دن ہے پس وہ پہلا مرکب یعنی اگر آفتاب نے
طلوع کیا ہے شرط ہے یعنی مقدم ہے اور دوسرا مرکب یعنی تو دن ہے

جزا سے یعنی تالی ہے ایسی مثال مین تالی لازم ہوتی ہے مقدم کو - اور جیسے
یہ عدد یا جفت ہے یا طاق ہے - پس پہلا مرکب یعنی یہ عدد یا جفت ہے
مقدم ہے اور دوسرا مرکب یعنی یا طاق ہے تالی ہے اور اس طرح کی
مثال مین جس مین یا حرف تردید ہو تالی لازم نہین ہوتی ہے مقدم کو
اور اس بارہ مین بہت طول دینا مناسب محل نہین ہے -

بیسوان مقدمہ جسم اوس موجود شئے فی الخارج کو کہتے
ہین کہ جسمین طول اور عرض اور عمق ہوا اور اوس کے لئے کوئی جگہہ ہو
کسی جہتہ مین ہو عام اس سے کہ مرئی ہو یعنی دیکھائی دے یا کسی موانع
کی وجہہ سے دیکھائی نہ دے یا اس وجہ سے کہ دیکھنے والے مین موانع ہون
یا اس لئے کہ اوس جسم مرئی مین موانع ہون یا رائی اور مرئی کے درمیان
مین موانع ہون اور جو شئے مجسم ہے اوسیکو مادّی کہتے ہین اور جو موجود
ذات فی الخارج مجسم نہون وہ مجردات ہین یعنے مادّہ جسمیہ سے مجرد یعنی
خالی ہین - جیسے روح مثلاً مجرد ہے ہاتھہ پاؤن مادی ہین مجرد قابل دیکھنے
کے نہین ہوتا اور جسم حرکت و سکون سے خالی نہین ہوتا اور تغیرات
اوسکو لازم ہین *

اکیسوان مقدمہ جو شئے موجود ہو ضرور نہین کہ اوسکو
ہم دیکھین یا دیکھہ سکین جیسے روح کہ موجود ہے مگر کوئی اسکو کسیطور سے

دیکھہ نہین سکتا ایسا ہی عقل کو کوئی نہین دیکھہ سکتا حالانکہ موجود ہے اور
کھٹا میٹھا اور خوشبو و بدبو یہہ سب موجود ہین مگر نہین دیکھہ سکتے علم نحو
سے ہے مگر دیکھنے کے قابل نہین کیونکہ حس بینائی کا کام عین نہین ہے
حس لمس کے کام کا فعل ذوق عین فعل شم نہین ہر ہر حاسہ کا علیحدہ
علیحدہ کام ہے چھونے سے سفیدی سیاہی نہین معلوم ہوتی یہ سب
بدیہیات سے ہین اس مین شک کو کچھہ دخل نہین ہے پس محض وجود شئے
مقتضی نہین ہے اسکو کہ وہ شئے دکھلائی دے جب تک دکھلائی دینے
کے قابل ہو اور یہ بدیہی ہے *

بائیسوان مقدمہ وجود اور عدم اور وجوب امکان امتناع
قدم حدوث ماہیتہ اور علتہ و معلول کا علت و معلول ہونا اور کلیتہ
اور جزئیتہ اور ذاتیہ اور عرضیتہ اور جنس ہونا فصل ہونا موجود ہونا
محال کا یعنی لازم آنا اوسکا مثلاً اجتماع النقیضین کا لازم آنا اور دور
تسلسل اور دیگر محالات کا لازم آنا یہ سب ذہنی ہین انکا وجود خارج
مین نہین اور یہہ سب چیزین وہمی مختص نہین ہین بلکہ ذہن مین حقیقتہً
موجود ہوتی ہین اور انپر آثار مترتب ہوتے ہین *

تئیسوان مقدمہ نظر و فکر کرنا وجود واجب الوجود
مین اور دلیل سے معرفتہ اوسکی حاصل کرنا واجب ہے ضرور ہے ہم

ہر فرد بشر پر کہ اپنے مالک قادر مطلق منعم حقیقی کو پہچانے عقل ہر شخص کی مقتضی ہے اس بات کو کہ پہچاننا اوسکو ہر شخص پر ضرور ہے - اور جب عقل گواہی دیتی ہے اس بات کی تو دلیل نقلی بھی اس بات کو مقتضی ہے کہ پہچاننا خالق منعم حقیقی کو ہر شخص پر واجب عین ہے فرض مطلق ہے - باری تعالے کی معرفت مین نظر و فکر کرنا اور اوسکو بیقین حاصل کرنیکی فکر کرنا واجب ہے عقل ہر شخص کی اس بات کی تصدیق کرتی ہے اور اس مین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہر شخص کی عقل اس بات کو قبول کر لیتی ہے اور اوسپر بھی اگر دلیل عقلی چاہئے تو منجملہ ادلہ کی یہ دلیل ہے کہ جب کوئی نظر کرے طرف عالم کے یا طرف اپنے یا کسی کیطرف تو ضرور سمجھیگا کہ اوسکا کوئی صانع و خالق ہے جیسا کہ اوسکا بدیہی ہونا اوپر مذکور ہو چکا اور اوسکی توضیح بدلیل فلسفی مروج اثبات صانع مین آئیگی اور لا اقل سمجھنا اپنے کو ضرور ہے اپنی عقل سے اپنے کو پہچانے اور ہر شخص اپنے کو پہچانتا ہے اور جب ملزوم کو بعقل سمجھنا ایک ضروری امر ہے تو اسکا لازم یعنی معرفت صانع ضرور ہے - اور صانع مین غور و فکر و تدبر ایک ضروری شئے ہوگی نہین ہو سکتا کہ اسکے لازم کو بعقل نہ سمجھے اور ملزوم کو بعقل سمجھا ہو کیونکہ بانتفاے لازم انتفاے ملزوم ہوتا ہے پس اگر اپنے کو بقدر طاقہ سمجھا تو لازم آتا ہے کہ اسکے

صانع کو سمجھ چکا ہے والا مصنوع بے صانع موثر نہین سمجھا جائیگا - علاوہ
برین جب اوس نے فکر کی اس مین کہ کوئی صانع ہے یا نہین اگر ہے تو
کیسا ہے اور کون ہے اور ایک ہے یا کئی اس مین فکر کرکے خود ہی بعقل سمجھا
کہ صانع موجود ہے اور ایسا ہے اور ایک ہے اور فلان ہے فہو المطلوب
اور اگر کسی کے ذریعہ سے سمجھا ہے تو وہ سمجھانے والے اور ہادی کو اور
اوسکے سچے ہونے کو بعقل سمجھا تو جب مخبر کو بعقل سمجھا تو خبر بھی بعقل سمجھی
گئی اور اگر مخبر کو بعقل نہ سمجھا بلکہ مخبر کو کسی دوسرے کے ذریعہ سے سمجھا تو
کلام میرا دوسرے مخبر مین ہے کہ اوسکو بعقل سمجھا فہو المطلوب اور اوسکو
اگر تیسرے کے ذریعہ سے سمجھا تو وہ تیسرا بھی اگر چوتھے کے ذریعہ سے اور
چوتھا کسی پانچوین کے ذریعہ سے اگر یونہین سلسلہ مخبرین کا چلا گیا تو اوسکو
تسلسل کہتے ہین اور تسلسل محال ہے باطل ہو چکا ہے تو ضرور سلسلہ کہین پر
منقطع ہوگا پس اوس اخیر مخبر کو بعقل سمجھا فہو المطلوب اور یہ ظاہر ہے کہ
دلیل سمعی بھی دلیل عقلی ہے پس جسطور سے صانع مطلق کو سمجھیگا لامحالہ
ذریعہ عقل کا ہوگا پس جو چیز کہ بعقل سمجھی جائے اوسکے پہچانتے مین نظر و فکر و
تدبر کرنا از روے عقل کے ضرور اور واجب ہے کیونکہ خود صانع کی معرفت
بعقل ہوتی ہے پس اوس مین فکر کرنا بھی بعقل واجب ہے اور اس تقریر
مین یہ جو مین نے کہا کہ اپنے کو جسقدر سمجھنا ضرور ہی چاہئے کہ سمجھے اگر یہ صحیح

ہے تو اوس کے صانع منعم قادر علی الاطلاق کا پہچاننا بعقل ضرور ہوجائیگا
اور اس ملزوم کی صحت ظاہر ہے بدیہی ہے اس لئے کہ یہ ضرور ہے عقلاً کہ
پہچانے کہ مین کون ہون کسکا باپ ہون کسکا بیٹا کسکا تابع کسکا متبوع
کسکا حاکم کسکا محکوم کہان کا باشندہ کہانکا جانے والا کہانکا رہنے والا
ازین قبیل جملہ امور بدیہیات سے ہین اور سمجھے کہ مین کیونکر وجود مین آیا۔ آیا یہ وجود
میرا ہمیشہ سے ہے یا ایک مدت معینہ سے اگر مدت معین سے ہے تو معلوم
ہوا کہ مجھہ مین صلاحیت عدم کی بھی ہے والا ہمیشہ سے موجود رہتا اور
اب موجود ہون تو معلوم ہوا کہ مجھہ مین صلاحیت وجود کی بھی ہے والا
ہمیشہ سے معدوم رہتا پس میری نسبت وجود و عدم کی طرف برابر ہے
کبھی معدوم ہونے کی صلاحیت ہے کبھی موجود ہونے کی پس اگر مین
نے اپنے کو خود ہی موجود کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے ہی موجود تھا معدوم
نہ تھا۔ اور یہ باطل ہے بداہت کیونکہ ابھی معلوم ہوچکا کہ مین پہلے
معدوم تھا اور صلاحیت وجود و عدم کے برابر ہے تو ضرور کوئی غیر میرا
صانع ہے اور صانع مین ایسی صنعت کے لئے کیطرحکی قدرت و اختیار
وغیرہ درکار ہے اسکو بھی اگر سمجھا فہو المطلوب والا ابھی اپنے ہی کو
نہین سمجھا ہے پس صانع کو سمجھنا یا اپنی عقل سے ہو یا خبر متواتر اور
عام جمعیت سے ہو یا کسی ایک شخص خاص کے ذریعہ سے اور ان سب

مین عقل کو دخل ہے اور یہ ظاہر ہے کیونکہ اگر پیغمبر کے ذریعہ سے معلوم
ہوا تو پیغمبر کو عقل سے پہچانا اور ایک جمعیت کثیر کے ذریعہ سے جانا تو
تصدیق ایک گروہ کی بعقل ہوئی کیونکہ خبر متواتر مین تصدیق ایک گروہ
کی بعقل ہوتی ہے تب وہ خبر قابل عمل کے ہوتی ہے اگر بعقل نہو تو خبر کا
یقین بہی نہوگا اور گفتگو اس مین ہے کہ صانع خالق کو بہ یقین معلوم کرے
اگر یقین نہوگا تو اوسکو اعتقاد جازم بہی نہ کہینگے اور گفتگو اعتقاد مین ہے
اعتقاد کے معنی اذعان و یقین کے ہین نہ ظن و گمان قوی نہ شک نہ وہم
پس یہان سے ثابت ہوا کہ معرفت باری تعالی کو تبقلید حاصل کرنا باوجود
امکان یقین کے اسلام و ایمان کو کفایت نہین کرتا کیونکہ تقلید کے معنی
اخذ قول غیر ہے بدون دلیل اور اس مین صاحب قول کے صدق و
کذب کا احتمال باقی رہتا ہے ایک قسم کا ظن البتہ حاصل ہوجاتا ہے جب ہی
تو بہ تشکیک مشکک سیرا علم تقلیدی زایل ہوجاتا ہے کیونکہ علم تقلیدی
کے معنی یہ ہین کہ کسی شک دلانے والے کی وجہہ سے تجکو ظن مین شک
آجائے پس ایسا اعتقاد وجود باری تعالی مین کس کام کا کہ ذرے سے
شک دلانے مین کہنے لگے کہ خدا نہین ہے یا شاید ہے یا کئی ہین مثلاً اگر جہ
ایسا تقلید بہی موجب یقین ہوجاتی ہے جبکہ دیگر قرائن بہی علاوہ تقلید کے
باعث ہون پس پہر بہی عقل کو داخل ہوا بلکہ جسکی تقلید کی اوس کی معرفت

وتصدیق مین بہی عقل کو دخل ہے پس معلوم ہوا کہ معرفت باری تعالی بعقل
ضرور ہے اور پیغمبر کے زمانہ مین محض بفرمان واجب الاذعان حضرت کے لوگ
اعتقاد لاتے تہے خدا کو خداے واحد جانتے تہے وہ علم اون لوگون کا
تقلیدی نہ تہا بلکہ دیگر قرائن بسیار سے تصدیق پیغمبر کی اوریقین حکم کا
کرکے ایمان لاتے تہے۔ علاوہ برین شکر منعم واجب عقلی ہے اور یہ شکر
موقوف ہے معرفت منعم پر اگر منعم کو نہ پہچانا تو شکر کسکا کریگا۔ پس شئے
واجب جو ہمارے اختیار مین ہے جسپر موقوف ہے کہ بے اوسکے یہ واجب
عمل مین نہ آسکیگا تو وہ موقوف علیہ بہی واجب ہوگا پس معرفت منعم
واجب ہے تا شکر واجب عمل مین آسکے۔ اور اسکو سمجہنا چاہیے کہ ہمین
کوئی نعمت ملی ہے یا نہین مثلاً موجود ہونا جوان ہونا صحت وچلنے پہرنے
کی طاقت یا مال و دولت یا علم وشجاعت یا جو صفت ہو پس نعمت بے
منعم کے نہین ہوتی پس ہمارا کوئی منعم ضرور ہے تو اسکی معرفت بہی ضرور
ہوگی تا اداے شکر واجب عقلی عمل مین آوے پس حاصل اس دلیل کا
یہ ہوا کہ اپنے کو اور اپنے عوارض کو بعقل پہچاننا چاہئے والا سوفسطائی
ہے اور جب بعقل پہچانا تو ضرور اپنے کو علم علت ہے گا بعقل پس معرفت
واجب واجب عقلی ہے یعنی معرفت حق تعالی اپنی معرفت عقلیہ ضرورتی
کا لازم ہے اور ملزوم واجب کا لازم واجب ہے اگر علم لازم نہو تو علم ملزوم ہی

نہین ہوا ہے اور علم ملزوم بدیہی ہے تو علم لازم ضرور حاصل ہوا ہے کہ شخص اپنے کو مخلوق و معلول سمجھتا ہو تو ضرور اپنے کسی غیر کو علت جانیگا والا اپنے کو مخلوق ہی نہین جانتا ہے تو اپنے ہی کو نہین سمجھا ہے کہ ہم کیا ہین*

یہ تیئیس ۲۳ مقدمات ہین کہ جنکو ہم نے مقدم کرنا چاہا تھا اور جنکا جاننا قبل مقصود اصلی کے ضرور ہے - اب مقصود اصلی کا بیان سمجھنا چاہئے -

باب اول - یعنی حق سبحانہ و تعالی کے وجود کا ثبوت اگرچہ کئی طور سے ہے اور تقریر ہائے مختلفہ سے ثبوت ہوتا ہے مگر سب کا حاصل اسی قدر ہوگا کہ جب ایک کے لئے دوسرے کا ثبوت ہوگا تو وہی دوسرا موجد ہوگا اوسکا اور پھر سب موجودات کی رجوع علیحدہ علیحدہ اسی دوسرے کیطرف ضروری ہوگی وجود کو ہر شخص سمجھتا ہے مثلاً ہم تم یا مثلاً کاغذ قلم یا مثلاً مضمون و تقریر و تحریر یا ازین قبیل جس شئے کو لیجئے اوس موجود کے وجود مین گفتگو نہین کہ بدیہی ہے یعنی ہرگز شک نہین ہے وجود مین اشیا کے مثلاً آگ پانی مکان آسمان یا انسان وغیرہ ہر ایک موجود ہے پس اگر جمیع موجودات عالم موجود بوجود ضروری ہون تو چاہئے کہ ہمیشہ سے سب چیزین تھین اور ہین اور سب ہمیشہ رہینگی حالانکہ بالبداہت ہم جانتے ہین اور سب لوگ جانتے

اور دیکھتے ہین کہ کبھی کسی کے لئے عدم تھا پھر وجود ہوا اور جسکے لئے وجود
تھا وہ معدوم ہوگیا اور جو موجود ہے وہ بداہتہً و بتجربیات جانتے ہین
کہ یہ موجود موجود نرہیگا اور جو کبھی موجود نتھا اور نہ ہے وہ آیندہ وجود
مین شاید آجائے کیونکہ آیندہ موجود ہونیکا کوئی مانع نہین اور جس چیز کو
دنیا مین ہم دیکھتے ہین وہ ایسی ہی ہے کیونکہ تمام عالم مین سب شئے مین
ہم تغیر دیکھتے ہین کوئی شئے عالم مین بے تغیر کے نہین اور تغیر یعنی وجود
وعدم ہر شئے مین پایا جاتا ہے مثلاً پہلے اور طور کا تھا پھر دوسرے طور پر
ہوا اب دوسرے طور پر ہے اور نہ تھا اور پھر ہوا اور پھر نہین ہے
یا نرہیگا ہر شئے عالم مین ایسی ہی ہے پس معلوم ہوا کہ تمام عالم حادث
ہے قدیم نہین کیونکہ عالم کی ہر شئے مین وجود بعد العدم عدم بعد الوجود
پایا جاتا ہے۔ پس متغیر ہوگا تو اوسکے وجود کی ابتدا ہوگی یعنی عالم کے
وجود کی ابتدا اور اول ہے یعنی وجود بعد العدم ہے۔ اور جب عالم
معدوم تھا تو اوسکو وجود مین لانے والا یا کوئی غیر ہے یا خود ہی ہے نہین
ہوسکتا کہ خود ہی حالت معدومیت مین فعل ایجاد کا کرے اور اپنے کو
موجود بنادے کیونکہ حالت فعل مین وجود فاعل درکار ہے اور حالانکہ
معدوم ہے تو لازم آئیگا حالت معدومیت شئے مین موجودیت اوس
شئے کی ہو یعنی معدوم بھی ہوا اور موجود بھی ہوا ایک ہی حالت مین

اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور اجتماع النقیضین محال ہے ایک ہی
شئے مین پس معلوم ہوا کہ عالم جو متغیر ہے اوس کے متغیر ہونے کی وجہ
سے حادث ہونا ثابت ہوا یعنی اوسکے وجود کے لئے ابتدا ثابت ہوئی
تو نو پیدا شئے ہے کہ پہلے نہ تھی اور اب جو وجود مین عالم آیا تو اوس کی
خود ہی ذات موجود نہین تو اِس صورت مین اوسکا غیر موجد
و خالق ہوگا نہین ہوسکتا کہ غیر بھی موجد نہ ہو ورنہ جب کہ اوسکی خود
ذات موجد ہوا ورنہ غیر موجد ہوا اور ذات و غیر ذات کے سوا
کوئی تیسری چیز نہین تو ہرگز وجود ہی مین نہ آئیگا اور معلوم ہے کہ
عالم موجود ہے پس کوئی موجد ہے اور خود موجد نہین تو غیر موجد ہے
اگر غیر بھی موجد نہو تو معدوم ہوگا حالانکہ موجود ہے تو کوئی موجد
بھی ہے پس غیر عالم موجد و خالق عالم ہے پس وجود غیر کا ثابت
ہوا نہین ہوسکتا کہ غیر عالم موجد عالم ہوا اور خود معدوم ہو کیونکہ
حالت معدومیت فاعل مین یہ فاعلِ معدوم فعل نہین کرسکتا پس
وجودِ فاعل و علتہ و خالق عالم ثابت ہوا اور یہی مطلوب تھا *

اِس تقریر اثباتِ واجب الوجود مین یہ جو بیان ہوا کہ عالم خود
اپنا موجد و خالق نہین اسکا بیان دوسری تقریر سے یون سمجھنا چاہیے
کہ اگر کوئی بالفرض عالم خود ہی فاعل و علتہ ہوا اپنے وجود کا تو معلوم ہو

کہ پہلے وجود نہ تھا بعد اسکے اوسکی اپنی ذات نے اوسکو موجود کردیا تو معلوم
ہوا کہ خود ذات عالم موجود تھی حالانکہ معلوم ہوچکا کہ معدوم تھی تو اجتماع
وجود عدم ایک ہی حالت مین عالم کے لئے ثابت ہوا اور یہ محال ہے
کئی طور پر ایک یہ کہ ایک ہی علتہ کے لئے وجود عدم ایک ہی حالت
مین مجتمع ہون۔ دوسرے یہ کہ ایک ہی معلول کے لئے وجود و عدم
ایک ہی حالت مین مجتمع ہون۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی شئے اپنے سے مقدم ہو
اور ایک ہی شئے اپنے سے موخر ہو۔ چوتھے یہ کہ ایک ہی شئے کے
لئے بہت سی ذاتین ہون یعنے ایک ہی شئے بہت سے ہون۔ پانچوین
یہ کہ ایک ہی شئے فاعل ہو یعنی نہو فاعل ہو یعنی فاعل و علتہ ہو۔ پس
اس تقریر سے اتنا ثابت ہوا کہ عالم کے ہر شئے کا بلکہ تمام عالم کا صانع
کوئی دوسرا ہے اور تمام عالم مخلوق و مصنوع ہے اور یہ ثابت ہوا
کہ کوئی اپنا آپ خالق ہنین ہوسکتا اب یہ سمجھنا چاہئے کہ تمام عالم کا جو
غیر ہے وہ خالق ہے یا ایسی عالم مین سے ایک دوسرے کا خالق ہے
اسکو یون سمجھنا چاہئے کہ اگر (آ) خالق (ب) کا ہو اور (ب)
خالق (آ) کا تو لازم آئیگا کہ (آ) خالق (آ) کا ہو اس مین
وہی قباحت ہے یعنی دور لازم آتا ہے یعنی تقدم شئے علیٰ نفسہ یا
تاخر شئے عن نفسہ یا اجتماع نقیضین یا بحالت موجودیت شئے

معدوم ہونا شئے کا اور توقف شئے علی نفسہ آورؔ یہ محال ہے ایسی چیز ممتنع الوجود ہے یا تمام عالم کا ایک سلسلہ ہو اس طرح سے کہ (آ) خالق (ب) کا (ب) خالق (ج) کا (ج) خالق (ء) کا (ء) خالق (ہ) کا اسی طور سے شروع سے سلسلۂ خالقیت و مخلوقیت چلا آتا ہے آورؔ چلا جائیگا یا کئی سلسلہ علیحدہ علیحدہ ہون اور خالقیت و مخلوقیت بہ ترتیب یکے بعد دیگرے ہو تو یہ دونون صورتین سلسلہ کے ہی محال ہین کیونکہ (آ) کا خالق ہونا (ب) کے لئے اس مین خالقیت (آ) کو ترجیح ہوگی اوپر خالقیت (ب) کے (آ) کے لئے مثلاً اور ترجیح کی کوئی وجہ نہین کیونکہ عالم مین سب موجودات برابر ہین ترجیح بلا مرجح خلاف عقل ہے اور محال ہے کہ بے مرجح کے سبقت کسیکو ہو کسی فعل مین۔ علاوہ اس کے جب تمام عالم مین حیثیت ہو عالم متغیر ہے تو وجود و عدم دونون کی طرف عالم کی نسبت مساوی ہوگی یعنی ممکن ہوگا تو اسمین لیاقت نہین ہوسکتی اس بات کی کہ عالم مین سے ایک دوسرے کا خالق ہو اگر لیاقت خالقیت کی ہے تو کیا وجہ ہے کہ عالم مین ایک شئے اپنے سوا خالق تمام عالم کا نہو والا ترجیح بلا مرجح ہوگی اور اگر اپنے سوا تمام عالم کا خالق ہو درانحالیکہ خود اوس مین بھی وجود و عدم کی نسبت مساوی ہے تو اوسکا کوئی خالق دوسرا سوائے عالم

کے ہوگا فہو المطلوب کہ ایک غیر عالم نے پیدا کیا ایک کو اوس ایک نے
پیدا کیا تمام عالم کو سواے اپنے یا غیر عالم نے پیدا کیا کئی کو اور یہ کئی نے
عالم کو پیدا کیا سواے اپنے پس صانع عالم کی صنعت مین وہ ایک یا کئی
ذرایع ہوئے کہ مخلوق عالم کے غیر کا ہے اور خالق عالم کا ہے پس یا یہ کہ
ایک شریک ہے خالق کے فعل مین یا کئی شرکا رہین خالق کے فعل مین یا
یا خالق غیر عالم کا صرف یہی مشغل ہوا کہ اوس ایک ذریعہ کو
یا ان کئی ذریعون کو پیدا کیا اور اوس کے بعد خالق
غیر عالم کا تعطل لازم آیا اوس سے بڑہ کے ان ذریعون سے افعال
صادر ہوئے مگر وجود ذرائع اصل اثبات واجب تعالیٰ مین مضر نہین اثبات
واجب تعالیٰ ہوچکا باقی رہا ابطال ذرائع وہ یہ ہے کہ عالم کا غیر جو عالم کا
خالق ہے وہ اگر محتاج ہوا اپنے افعال مین کسی غیر کا تو اپنے وجود مین
بدرجہ اولیٰ غیر کا محتاج ہوگا پس اوس کا بھی کوئی خالق ہوگا پس یہ ممکن
بالذات ہے نسبتہ وجود و عدم کی اسکی طرف مثل سائر ممکنات و اعداد
عالم کے مساوی ہوگی اور ابھی ثابت ہوچکا کہ وہ سب کا خالق ہے اور
غیر عالم ہے تو خلاف مفروض لازم آیا اور یہ صورت اجتماع النقیضین
کی ہے کہ سب کا خالق ہے اور پہر یہ ثابت ہوا کہ سبکا خالق نہین بلکہ
بعض کا مخلوق ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو واجب الوجود ہے وہ ممکن

نہین ہوسکیگا اور جب احتیاج ثابت ہوگی تو واجب الوجود ممکن الوجود
ہوجائیگا اور یہ خلاف ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جو اپنے افعال مین
با وجود اپنی موجودیت کے محتاج سوثر فعل کا اور محتاج غیر کا ہوگا
تو وہ اپنے پیدا ہونے مین بدرجہ اولے غیر کا محتاج ہوگا خود مین اثر
فعل کی لیاقت نہین *

۲- اور اسی تقریر کو بدل کرکے یون بھی کہہ سکتے ہین کہ اسمین شک
نہین کہ عالم موجود ہے پس اگر عالم کے احاد موجودات مین کوئی موجود
بالذات بھی ہے یا سب موجود بالغیر ہین یعنی خود ہی مقتضی ہے
وجود کو یا شل اور موجودات عالم کے اوس کی اپنی طبیعت مقتضی
وجود کو نہین ہے اگر ہے تو وہ ضروری الوجود ہوگا کیونکہ غیر کیطرف اوسکو
احتیاج نہین اور اپنی طبیعت اپنے وجود کو بے موانع کی چاہتی ہے
تو وہ ضرور ہمیشہ سے موجود ہے اور ضرور وجود اوسکا ہمیشہ رہے گا
وجود و عدم کی نسبت اوس کیطرف مساوی نہین ہے بلکہ عدم اوسپر
ہرگز آ نہین سکتا اور یہی واجب الوجود بالذات ہے اور اسیکو خالق
و صانع عالم کہتے ہین کہ خود کسی کیطرف محتاج نہین اور دیگر موجودات
اپنے وجود ہی مین محتاج ہین اسی کیطرف اور واجب الوجود ایک ہی
ہوتا ہے جیساکہ گذرا اور اثبات توحید مین آئیگا تو یہی سب کا خالق ٹھرا

اور اگر احاد موجودات عالم مین کوئی ایک موجود بھی ایسا نہین
کہ موجود بوجود ضروری اپنی اقتضائے طبع کے روسے ہو بلکہ مثل سائر
موجودات کے محتاج اپنے غیر کا ہے اپنے وجود مین کیونکہ دوحال سے
خالی نہین کہ وجود شئے کا یا اوسکی طبیعت کی روسے ہے یا غیر کی وجہ سے
ہے پس جب مثل سائر موجودات عالم کے اپنے وجود مین محتاج کسی
غیر عالم کا ہے کیونکہ فرض یہ ہوا کہ احاد عالم میں سے کوئی
ایسا نہین ہے کہ اپنے غیر کا محتاج نہو پس ضرور ایک ذات غیر عالم کا
محتاج ہوگا کہ اوس غیر عالم کا وجود اپنے ہی طبیعت کی اقتضا سے ہوگا
فہوالمطلوب اور اگر وہ بھی ایسا نہین ہے بلکہ وہ بھی غیر کا محتاج ہے
مثل سائر موجودات عالم کے تو وہ غیر عالم اگر محتاج ہے اپنے وجود
مین کسی ایک آحادِ موجودات عالم کی طرف اور یہ اپنے وجود مین اوس
غیر عالم کی طرف محتاج ہے اور اوس کا مخلوق تو وہ محتاج اسکا اور یہ
محتاج اوسکا وہ مخلوق اسکا یہ مخلوق اوسکا یہ دور ہے اور دور محال ہے
جیسا کہ سابق مین گذرا کہ تقدم شئے علی نفسہ اور توقف شئے علی نفسہ
اور وجود درحالت عدم عدم درحالت وجود اور اجتماع نقیضین محال ہے
پس ضرور اپنے وجود مین وہ غیر عالم محتاج ہوگا اور مخلوق کسی اور غیر کا
تو وہ دوسرا غیر عالم واجب الوجود بالذات قرار پائیگا اور یہی مطلوب ہے

اور اگر یہ دوسرا غیر عالم واجب الوجود بالذات نہو بلکہ اپنے وجود مین محتاج
کسی غیر کا ہو تو وہ غیر کہ خالق وعلت وجود ہو تو یا وہ غیر پہلا ہے یا وہ غیر
انہین آحادِ موجودات عالم سے ہے دونون صورتون مین پھر دور لازم
آئیگا اور دور محال ہے تو ضرور کسی تیسرے غیر عالم کا محتاج ہوگا اور وہی تیسرا
خالق وعلت دو واجب الوجود بالذات ہوگا فہو المطلوب اور اگر بالفرض
وہ تیسرا بھی محتاج ومخلوق ہوا اور واجب الوجود بالذات نہو تو اگر محتاج
ومخلوق اوس دوسرے یا پہلے یا یکے از موجودات عالم کا ہوگا تو پھر
دور محال لازم آئیگا تو ضرور وہ تیسرا بھی محتاج ومخلوق کسی اور چوتھے کا
ہوگا پس جب کسی ایک مین اس سلسلہ کے صفت واجب الوجود بالذات
اور علیتہ وخالقیت کے ہوگی اوس مین مطلب حاصل ہے اور اگر کہین یہ
یہ سلسلہ منقطع ومنتہی نہوگا تو تسلسل لازم آئیگا یعنے امور غیر متناہیتہ جمع
ہونگے اور تسلسل محال ہے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا اور دور وتسلسل جس کو
لازم آیا ہے وہ بھی محال ہوگا کیونکہ جسکا لازم غیر منفک محال ہو تو ایسے لازم
محال کا ملزوم بھی محال ہوگا اور معلوم ہو چکا کہ دور وتسلسل لازم آیا ہے
کسی ایک کو ان مین سے واجب الوجود بالذات قرار ندینے اور اعتقاد نکرنے
سے پس کسی ایک کو واجب الوجود بالذات قرار ندینا محال عقلی ہے ممکن بامکان
عقلی نہین ہے کہ واجب الوجود بالذات کوئی ثابت نہو اور واجب الوجود

بالذات کا اعتقاد نہو اور یہی مطلب ہے۔

۳ - اور یون بھی کہ سکتے ہین کہ ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ عالم بے شک حادث ہے نو پیدا ہے کیونکہ عالم کے کل موجودات مین تغیر دیکھتے ہین وجود عدم برابر سب مین متعلق ہے اور جو متغیر ہے اور وجود گا وعدماً حالت بدلتی رہتی ہے تو ضرور نسبت وجود و عدم کی ہر شئے موجود کی طرف مساوی ہے تو حادث ہوئی کہ پہلے سے موجود کو وجود نتہا تو ضرور ہر حادث کے لئے کوئی محدث اور پیدا کرنے والا ہوگا وہی محدث خالق و علت و واجب الوجود ہے اگر بالفرض وہ محدث بھی خود حادث ہو تو وہ بھی محتاج کسی محدث کیطرف ہوگا وہ دوسرا محدث اگر محدث اول کیطرف محتاج ہے اور مخلوق محدث اول کا ہے تو اول مخلوق ثانی کا ثانی مخلوق اول کا یہ دور محال ہے جیساکہ اوپر محال ہونا اسکا بیان ہوا تو ضرور کہین نہ کہین محدث ایسا ثابت ہوگا کہ وہ مخلوق کسیکا نہوگا حادث نہوگا فہو المطلوب اور اگر سلسلہ محدث کا کہین پر منقطع اور منتہی نہووے نہایتہ محدث جمع ہون تو تسلسل محال لازم آئیگا اور یہ باطل ہو چکا ہے تو لابد از روئے عقل کوئی محدث ایسا ثابت ہوگا کہ سب حادث اوسکیطرف محتاج ہون اور وہ محدث کسی کا محتاج و مخلوق نہوا اور یہی مطلوب ہے۔

۴ - یون بھی کہ سکتے ہین وہ یہ ہے کہ جو شئے موجود ہے یا بوجود ضروری

ہے تو وہی مطلب ہے اور اگر بوجود غیر ضروری ہے تو جب وجود ضروری
نہوا تو چاہیئے وجود ہو یا نہو پس معلوم ہوا کہ عدم بھی ہو یا نہو نہ وجود ضروری
نہ عدم ضروری تو وجود و عدم دونون اس موجود کے لئے برابر ہین تو ممکن
ہوا کہ ذات اسکی خود مقتضی نہین ہے وجود کو اگر ذات اسکی خود ہی وجود
کو چاہتی ہے تو اقتضاے طبع عدم کے لئے نہوگا پس ضروری الوجود ہوگا
اور ثابت ہوا کہ غیر ضروری ہے پس ایسا ہی اگر سب موجودات عالم ہین
تو سب غیر ضروری ہوئے تو طبیعت کسی کی مقتضی نہین ہے نہ وجود کو
نہ عدم کو تو سب موجودات کا ایسا ہی حال ہے کہ وجود و عدم کی طرف سب
کی نسبت مساوی ہے تو جب تک کوئی مرجح وجود کا یا عدم کا نہوگا یہ موجود
وجود مین یا عدم مین نہین آسکتا ہے کیونکہ خود کچھ بھی مقتضی نہین ہے تو
غیر ہوگا وجود یا عدم کا مقتضی اور جب عالم کا غیر وجود عالم کو خواہان
ہے اور باعث ہے تو وہی موجد ہوگا عالم کا تو وہ موجد ضرور موجود ہوگا
کیونکہ فعل فاعل سے درحالت معدومیت فاعل نہین ہو سکتا تو موجد
عالم موجود ہوگا اور وجود اس موجد کا اگر محتاج و مخلوق دوسرے موجد کا
ہوگا تو یہ موجد عالم مثل سائر موجودات عالم کے ہوگا تو یہ موجد مع سائر
موجودات عالم کے اوسی دوسرے موجد کا محتاج ہوگا اور فرض یہ ہے
کہ عالم محتاج ہے موجد اول کا تو خلاف مفروض لازم آئیگا پس وہی

موجد جو پہلے مرتبہ مین ثابت ہوا ہے موجد ہے تمام عالم کا اور یہی مطلب ہے کہ مطلب ضروری الثبوت اس سے بہی ثابت ہو گیا *

۵ - جو موجود غیر ضروری الوجود ہو گا وہ ممکن ہو گا ضروری الوجود نہو گا یعنی وجود و عدم کی نسبت اس مین مساوی ہو گی اور جو ایسا ہو گا وہ حادث ہو گا کیونکہ یہ اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہو گا بغیر فعل کسی موجد کے معدوم رہیگا کیونکہ نہین ہو سکتا کہ موجد ایجاد کا فعل کرے کسی مین درحالت موجودیت اوس حادث کے والا تحصیل حاصل لازم آئیگی اور تحصیل حاصل بہی محال ہے پس لازم آیا کہ موجد اوس ممکن کو حالت عدم مین وجود مین لاوے پس ممکن کا وجود حادث ہوا کہ اول عدم تھا بلا وجود کے تھا پس ثابت ہوا کہ جو موجود سوا ے ضروری الوجود یعنے واجب الوجود کے ہو گا وہ حادث ہو گا اور جتنے حادث ہین سب محتاج محدث وموجد کے ہین کہ وہ اوس ممکن حادث کو وجود مین لاوے پس ثابت ہوا کہ جتنے اجسام وجواہر و اعراض ہین عالم مین سب ممکن ہین اور حادث ہین محتاج ہین محدث وموجد کے اور محدث وموجد عالم غیر ممکن وغیر حادث وغیر محتاج وغیر موجد ہے اور یہی مطلب ہے *:

۶ - موجودات دو حال سے خالی نہین یا ضروری الوجود ہونگے یا اونکا وجود غیر ضروری ہو گا یعنے موجود یا واجب ہو گا یا ممکن - تیسری کوئی

صورت ہنین ہوسکتی اور جو ممکن ہے یعنی وجود اوسکا ضروری نہین ہے یعنی عدم بھی اوسکا ضروری ہنین ہے چاہے موجود ہو چاہے معدوم ہو تو ایسی صورت مین ممکن یعنی غیر ضروری الوجود اپنے وجود مین ضرور محتاج اور مخلوق کسی موجد و موثر کا ہوگا اگر موجد و موثر کا وجود واجب بالذات ہے فہو المطلوب اور اگر بالفرض موجد و موثر بھی محتاج و مخلوق کسی اور موجد اور موثر کا ہوگا تو ثابت ہوا کہ سب موجودات یعنی جسکو موجود کہ سکین وہ سب کے سب ممکن و حادث و غیر ضروری الوجود ہونگے پس تقسیم موجود کی ضرور الوجود اور غیر ضروری الوجود کی طرف نہوئی اور حالانکہ ثابت ہوچکا کہ موجود کی دو قسمین ہین ہذا خلف پس ضرور موجد ضروری الوجود ہوگا یعنے واجب غیر ممکن ہوگا اور یہی مطلوب ہے *

۷ — حرکت کو لازم ہے ہونا ایک شئے کا بعد دوسرے کے کیونکہ معنی حرکت کے یہ ہین کہ جو شئے موجود ہو بعض حیثیت سے اور معدوم ہو بعض دوسری حیثیت سے اوسکا خارج ہونا قوۃ سے طرف فعل کے بتدریج مثلاً عدم سے وجود مین آنا و بالعکس اور سکون بھی شئے وجودی ہے نہ عدمی یعنی استقرار شئے موجود کا زمان حرکت مین یا ہونا جسم کا ایک حیز اور جگہہ مین بعد ہونے اوسکے اوسی جگہہ مین پس حرکت و سکون آپس مین ضد ہین ایک دوسرے کی —

پس جو اجسام کہ ثابت و برقرار ہون اپنی اپنی حالتون پر تو سکون حفظ و نگاہ داری کرتا ہے ان اجسام ثابتہ کی نسبتون کو پس سکون کو بھی لازم ہے ہونا ایک کا بعد دوسرے کے یعنی حرکت کے اول بھی ایک شئے ہوگی اور سکون کے اول بھی ایک شئے ہوگی اور اول حرکت غیر حرکت اور اول سکون غیر سکون ہے تو معلوم ہوا کہ حرکت مسبوق بالغیر ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس سکون بھی مسبوق بالغیر ہے وہ حادث ہے جیساکہ ثابت ہوا پس حرکت و سکون حادث ہے نہ قدیم اور کوئی جسم حرکت یا سکون سے خالی نہین جو حرکت و سکون سے خالی ہو وہ جسم نہین ہے جسم کو باعتبار مکان جسم کی دو حالتین ہونی ضرور رہین جیساکہ اجتماع و افتراق عوارض جسم سے ہے باعتبار انضمام اجسام کے اور یہ سب بدیہیات سے ہین اور جسکا عرض لازم حادث ہو وہ حادث ہی نہین ہوسکتا کہ ملزوم قدیم اور لازم غیر منفک حادث ہو پس کل اجسام حادث ہین۔ اور جو حادث ہوگا یعنی مسبوق بالغیر ہوگا یعنی اوس کی ابتدا کا کوئی زمانہ ہو تو وہ واجب الوجود بالذات نہوگا بلکہ اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا پس جمیع اجسام عالم اپنے وجود مین محتاج غیر کے اور مخلوق سوجد کے ہونگے اور یہی مطلب ہے۔

مگر اس دلیل سے اتنا ثابت ہوا کہ عالم جسمانیات ممکن الوجود بالذات

ہے اور اس کے لئے موجد واجب الوجود بالذات ضرور چاہئے - مگر یہ نہین ثابت ہوا کہ مجردات مثلاً نفس ناطقہ کے لئے بھی موجد کی ضرورت ہے یا نہین تو اوسکو سمجھنا چاہیے کہ یہ دلیل اون کے موافق ہے جو لوگ عالم کو محض جسمانی ہی جانتے ہین اور بنابر اون کے بھی جو نفس انسانی کو جسم لطیف جانتے ہین اور نفوس فلکیہ و نباتیہ کو محض فرضی جانتے ہین اور از ین قبیل - علاوہ اس کے نفس جب حال ہے محل بدن مین تو محل متحرک سے حال بھی متحرک بالعرض ہے اور جو متحرک ہوگا ذاتاً ہو یا عرضاً وہ محل تغیر ہے دلو تغیر بالعرض ہوا اور تغیر کو حدوث لازم ہے پس نفوس بھی حادث ہین اور ہر حادث کے لئے محدث و موجد کی ضرورت ہے اور یہی مطلوب ہے *

۹ - جو موجود ہے یا اوسکا وجود ضروری ہے یا نہین تیسری کوئی صورت نہین - اگر وجود ضروری نہین ہے تو عدم بھی اوسکا ضروری نہوگا تو ممکن و حادث و مسبوق بالغیر و مخلوق دوسرے کا ہوگا - اور یہ دوسرا کہ جو خالق و سابق ہے ممکن و حادث اگر ہو اور ایسا ہی تیسرا اور چوتھا اور پانچواں الیٰ غیر النہایۃ لا محالہ سلسلہ منقطع ہوگا کیونکہ جائز نہین کہ قبل ہر حادث کے حادث ہو الیٰ غیر النہایۃ اس لیئے کہ حوادث ماضیہ مین زیادۃ و نقصان عارض ہوتا ہے اس لئے کہ حوادث

غیر متناہیہ سے جب بقدر اعداد متناہیہ کے کم کر دین تو محال ہے کہ یہ سلسلہ
کم شدہ مساوی حوادث غیر متناہیہ کے ہو کیونکہ زیادہ و نقصان ایک
چیز نہین ہے جزو مساوی کل کے نہین ہوتا کیونکہ جب ناقص کو زائد سے
مطابق کرین گے ایک سرے سے تو ناقص کا سلسلہ منقطع و منتہی ہو جائیگا
اور زائد کا سلسلہ بعد انتہای سلسلۂ ناقصہ علیحدہ چلے گا اور زائد کا سلسلہ جو اب
علیحدہ چلا ہے اوس مین ہم کسی جگہہ سے کاٹ سکتے ہین اور اوس مین
ایسا ہی ہوگا کہ ناقص کا سلسلہ منتہی ہوگا اور زائد کا سلسلہ پھر علیحدہ
چلے گا اور علی ہذا القیاس تو ثابت ہو جائیگا کہ ہر ناقص متناہی ہوگا اور
جس کے اجزا متناہیہ ہین تو اوسکا کل بھی متناہی ہی ہوگا۔ پس غیر متناہی
ہونا باطل ہوا پس سب حوادث متناہیہ ایک ہی رتبہ مین ہین اور ہر ایک
ذات کی اپنے اپنے وجود کا موجد نہین ہے ورنہ موجود ہوتا حالانکہ مسبوق
بالعدم ہے تو ضرور کوئی موجد و باعث و سبب ہوگا پس جس کیطرف ایک کی
احتیاج ہے ضرور دوسرے حادث کی بھی احتیاج اوسی طرف ہوگی ورنہ
ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور ترجیح بلا مرجح نہین ہو سکتی ہے خلاف عقل ہے اور
یہی مطلب ہے جو ثابت ہوا *

۹ — عالم مین جو موجود ہے وہ ضرور حادث ہے بسبب اوسکے
تغیرات بدیہیہ کے اور جو حادث ہے اوسکی ابتدا ہے کیونکہ حادث کے

یہی معنی ہین پس ہر حادث کا کوئی موجد ہوگا تو جب موجد ثابت ہوا تو مطلب ثابت ہوا اگر مطلب ثابت نہو بلکہ ہر موجد محتاج کسی غیر کا ہو تو ہر حادث کیلئے موجد کا سلسلہ غیر متناہیہ ہوگا اور وہ حادث موجد ہے تو لازم آئیگا کہ موجد کے سلسلہ کا بہی وجود ہو بلکہ موجد کا سلسلہ پہلے حادث سے پایا جائیگا تب حادث موجود ہوگا اور مانی ہوئی بات ہے کہ حادث موجود ہے اور محال ہے کہ حادث پایا جائے الا بعد انقضائے جمیع احاد سلسلہ حوادث موجدہ تا اینکہ نوبت اس حادث کی پہونچے اور غیر متناہیہ حوادث کا انقضا کہ سب موجود ہو لیوین اس کے کوئی معنی نہین کیونکہ سب موجود ہولینگے تو وہ متناہی ہو جائیگا اور فرض ہوا ہے غیر متناہی پس اجتماع النقیضین ہوا اور یہ محال ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی حادث موجود محتاج حوادث غیر متناہیہ کا نہین ہے بلکہ محتاج ایک کا ہے جو حادث نہو اور جب اس موجد کو حادث مانوگے تو پھر غیر متناہیہ لینا ضرور ہوگا ورنہ دوسرے کے لئے تیسرا اور تیسرے کے لئے چوتھا نہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی *

پس دوسرے سے تجاوز کرنا محال ہے ضرور ہر حادث کے لئے کوئی دوسرا موجد ہے اور اوسی موجد کیطرف سب حوادث مین سے ہر ہر حادث کی علحدہ علحدہ رجوع ہوگی اوسی موجد کیطرف رجوع جمیع کی نہ ماننے سے

ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہی مطلب ہے *

۱۰ - **عالم متغیر ہے** اس مین شک نہین کہ ہر موجودات عالم چہ آسمان چہ آفتاب ماہتاب وزمین وغیرہ مین عجائب وغرائب تغیرات ہین کہ جسکو ہر شخص سمجھتا ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے کیونکہ متغیر یعنی قبول کرنے والا وجود و عدم کا یعنی مثلاً قبول کرنے والا ایک حالت موجودہ کا بعد دوسری حالت موجودہ کے ضرور ایک حالت کے سابق دوسری حالت ہوگی یعنی مسبوق بالغیر ہوگا اپنے وجود کی حالت مینا اور جو محتاج ہوگا اپنے جمیع حالات متعددہ کے وجود مین تو وہ اپنی ذات کے وجود مین بدرجۂ اولی محتاج ہوگا کیونکہ وجود اعراض وصفات وحالات فرع ہے وجود ذات کی جو فروعات مین محتاج ہوگا تو اصول مین بدرجہ اولی محتاج ہوگا ورنہ زیادتی فرع کی اصل پر اور اعلی ہونا فرع کا اور اشرف ہونا فرع کا اصل سے لازم آئیگا اور یہ باطل ہے تو عالم اپنی ذات کے وجود مین اور اپنے اعراض کے وجود مین بہر صورت محتاج موجد کا ہوگا وہو المطلوب *

۱۱ - **نہین ہوسکتا کہ** کسی موجود کی خود ذات موجد ہو اپنی ورنہ در حالت عدم وجود لازم آئیگا اور یہ اجتماع المتنافیین ہے اور محال ہے تو ضرور کوئی غیر ہوگا نہین ہوسکتا کہ وہ غیر بھی محتاج و مخلوق غیر کا ہو

والا وہ شئے موجود اول بھی محتاج و مخلوق اسی غیر ثانی یعنی ثالث کی ہوگی والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی کہ ثالث ثانی کو وجود مین لائے اور شئے موجود اول کو وجود مین نہ لا سکے کیونکہ موجود اول اور غیر اول دونون حادث ثابت ہو چکے اور ایک ہی مرتبہ مین احتیاج کے درجہ مین ثابت ہوئے اور نسبت اس کے غیر کی طرف مثل نسبت موجود اول کے ہے غیر کیطرف اور یہی مطلب ہے *

۱۴- عالم مین سے کسی ایک موجود کو لو تو اوسکے وجود کی علت یا خود اوسکی ذات ہے یا اوسکا غیر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اور کسکی عقل مین یہ امر آتا ہے کہ ایک ہی شئے معلول بھی ہوا اور اپنی ہی علت بھی ہو خود ہی موجد خود ہی موجَد کیونکہ وجود در حالت معدومیت محال ہے تو ضرور محتاج غیر کا ہوگا پس وہ غیر جو موجد اس موجد موجود کا ہے وہ حادث و محتاج غیر کا اور مخلوق غیر کا ہوگا اگر غیر کا مخلوق ہوگا تو موجود اول ہی کے مرتبہ کا اور اوسی کے ہم صفات ہوگا پس ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی کہ موجود اول محتاج ہو موجود ثانی کا اور موجود ثانی محتاج نہو موجود اول کا درحالیکہ دونون ایک رتبہ حدوث و امکان و مخلوقیت مین ہون-

پس عالم کے جس موجود کو لو وہ محتاج غیر کا ہوگا اور وہ غیر

کسیکا محتاج و مخلوق نہوگا تو حادث نہوگا قدیم ہوگا ممکن نہوگا واجب ہوگا مخلوق نہوگا خالق ہوگا پس سب موجودات عالم کے مخالف ہوگا ذات و صفات مین اگر مخالف نہو تو مثل موجودات عالم ممکن و حادث و مخلوق ہوگا جیسا کہ ابھی اس تقریر مین مانی ہوئی بات ہے پس وہ غیر پھر ممکن و حادث و مخلوق ہوگا اور کسی ایک کا بھی خالق و موجد و علت نہین ہوسکتا اسلئے کہ ابھی اسی تقریر مین گذرا ہے کہ درحالت مخلوقیت خالق نہین ہوسکتا بسبب ترجیح بلا مرجح کے۔ اور حالانکہ ثابت ہوچکا اور یہ بات مانی جاچکی ہے کہ وہ غیر جو ہے وہ خالق و قدیم و واجب ہے اس ایک موجود مفروض کا پس وہ غیر جو ہے مخالف ہے جمیع موجودات عالم کا والا در صورت اتفاق و اتحاد یا تشابہ لازم آئیگا کہ جمیع موجودات عالم خالق ہون اس ایک موجود مفروض کا اور مانا جاچکا ہے کہ صرف ایک ہے خالق و موجد ہے اس ایک مفروض موجود کا۔ پس جب ایک موجود کا کوئی غیر موجد ہو تو جمیع موجودات عالم کے مخالف ہوگا حدوث و امکان مین پس یہ غیر واجب بالذات ہوگا۔ اور جب واجب بالذات کا وجود ثابت ہوچکا اس ایک موجود مفروض کے لئے اور دیگر موجودات عالم جو ہم صفات و ہم رتبہ ہین اس ایک موجود مفروض کے تو وہ غیر سب موجودات عالم کا موجد ہوگا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہ خلاف عقل ہے پس جب

ایک کا موجد موثر و خالق و علت واجب الوجود ہے تو سب موجودات عالم کا ہوگا اور یہی مطلب ہے *

۱۳ — عالم کے سب موجودات مین سے جب کسی ایک موجود کو اختیار کروگے تو ہم پوچھینگے کہ اسکا موجد خود البتہ نہین ہوسکتا ورا لاتقدم شئے علیٰ نفسہا ور توقف شئے علیٰ نفسہا ور اجتماع وجود و عدم ایک شئے مین بیک حالت اور اجتماع النقیضین لازم آئیگا تو ضرور اسکا موجد غیر ہوگا وہ غیر انہین موجودات عالم سے نہین ہوسکتا اس لئے کہ ابھی مانا جا چکا کہ جس موجود عالم کو لو وہ غیر کا مخلوق ہوگا - پس سب کی ایک ہی حالت اور سب کا ایک ہی مرتبہ مساواۃ کا ہوگا - پس اگر انہین مین سے کوئی خالق ہو کسی ایک کا انہین مین سے یعنی متساوئین سے ایک خالق ہو ایک مخلوق تو متساویان متساویان نرہے حالانکہ ہر ایک موجودات کا یہ حال ہے کہ محتاج ہے غیر کا پس سب محتاج بغیر ہونگے اور وہ غیر بعض غیر کا ہوگا سب کا اس احتیاج مین یعنی غیر عالم واجب الوجود بالذات ہوگا اور یہی مطلب ہے *

۱۴ — بسبب تغیرات بے غایات و بے حساب کے کہ عموماً سب موجودات مین پائے جاتے ہین ثابت ہوا کہ ہر ایک موجود خواہ آباے علویہ سے ہو یعنی فلکیات سے یا امہات سفلیہ سے ہو یعنی عنصریات سے

یا موالید ثلثہ سے ہو یعنی معدنیات و نباتات وحیوانات سے اپنے اقتضائے
طبع سے موجود نہیں ہے والا محالات لازم آئینگے یعنی توقف شئے علی نفسہ
وتقدم شئے علی نفسہ واجتماع دو نقیض اور وجود و عدم کا اجتماع بحالت
واحدہ شئے واحد مین جیساکہ مکرراً بیان ہوچکا پس موجود غیر کی وجہ
سے ہوگا تو ممکن وحادث ہوگا کیونکہ اقتضائے طبیعت کی روسے
وجود و عدم مساوی ہے نہ وجود کو ترجیح ہے نہ عدم کو جب تک کہ غیر محرک
و باعث وعلت نہو تو ضروری الوجود اپنی ذات کی روسے نہوا پس غیر
اوسکا موجد ہوگا نہین ہوسکتا کہ غیر ہی موجد نہوا اور خود بھی موجد نہو
اور موجود ہے تو مجموع سلسلہ موجودات بھی محتاج غیر کا ہوگا اور ممکن
وحادث ہوگا ضروری الوجود بالذات نہوگا کیونکہ بسبب احتیاج جزو کے
احتیاج کل کی مسلم ہے علی الخصوص جب کہ ہر ایک جزو محتاج غیر ہو تو کل
محتاج غیر کا ہوگا وہ غیر جو ہے وہ موجد و خالق اور غیر اس مجموع سلسلہ
آحاد موجودات کا ہوگا - اور یہ فطری القیاس ہے یعنی علم اسکا بدیہی
وضروری ہے اس لئے کہ تین صورتون سے خالی نہین یا یہ کہ یہ موجد
مجموع موجودات کا عین مجموع موجودات ہے یا جزو مجموع موجودات
ہے یا غیر ہے عین وجزو ہونا باطل ہے پس غیر ہونا ثابت ہوا اور عین
وجزو ہونا اس سبب سے باطل ہے کہ اگر عین مجموع موجودات ہو تو

لازم آئیگا کہ اپنا آپ خالق ہو تو محالات مذکورہ لازم آئینگے اور اگر جزو ہو
مجموع موجودات کا تو اس سلسلہ موجودات عالم مین سے کوئی موجود موجد
مجموع کا ہوگا اور منجملہ مجموع خود بھی ہے تو اپنا آپ موجد ہوگا اور اسمین
محالات مذکورہ لازم آئینگے تو ضرور اپنے کو چھوڑ کے اور باقی مجموع موجودات کا
موجد ہوگا یعنی کل مجموع موجودات کا موجد نہوگا بلکہ بعض کا موجد ہوگا
اور فرض ہو چکا اور مانی ہوئی بات ہے کہ موجد مجموع کا ہے اور ذیل کی تقریر
مین اسکے خلاف ثابت ہوا کہ موجد بعض مجموع کا ہے ہذا خلف - پس مجموع
موجودات کا غیر و خارج از جملہ موجودات عالم موجد مجموع کا ہوگا اور یہی
مطلوب ہے - اور نہین ہو سکتا کہ مجموع سلسلہ مذکورہ مین ایک دوسرے
کی علت ہو تا اینکہ اپنے نفس کی بھی علت ہو اور محالات لازم آئین اور
اور ترجیح بے مرجح بھی لازم آئے اور نہ مجموع مجموع کی علت ہے کہ چونکہ مجموع
مین خود بھی داخل ہے اپنی علت ہو جائیگی اور محالات لازم آئینگے -

۱۵ - عالم اور وجود عالم کو - ہر شخص جانتا ہے تو عالم یا قدیم
ہے یا حادث اگر قدیم ہے تو اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہے یا نہین اگر اپنے
وجود مین محتاج غیر کا نہین ہے تو یا اپنا محتاج ہے یا نہین اگر اپنا بھی
محتاج نہین ہے وہ ہمیشہ سے ہے تو یہی معنی واجب الوجود کے ہین تو عالم واجب
الوجود ہے تو چاہیے کہ کل عالم اور عالم کا ہر ہر جزو واجب الوجود ہو اگر

ایک جزو بھی واجب الوجود نہو گا تو لازم آئیگا کہ کل بھی واجب الوجود نہو کیونکہ
جزو مقدم کل پر ہوتا ہے اور کل محتاج جزو کا ہے کل فرع ہے جزو کی کیونکہ
اجزا کے اجتماع سے کل موجود ہوتا ہے اور اصل جب واجب الوجود نہیں ہے
تو فرع بھی واجب الوجود نہو گی اور جب ہر ہر جزو اوسکا واجب الوجود ہے
اور سب واجب الوجود کے اجتماع سے عالم حاصل ہوا تو اس سے معلوم
ہوا کہ قبل اجتماع اجزا کل نہ تھا مگر بعد اجتماع اجزا تو کل کے وجود سے پیشتر
عدم مفروض ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا - علاوہ اس کے اجزاے عالم کا واجب
الوجود ہونا بھی غلط اور بدیہی البطلان ہے اسلئے کہ سب لوگ صراحتہ جانتے
ہین حوادث یومی و حوادث زمانی کو کہ بعد عدم کے وجود مین آتا ہے اور
بعض اجزاء عالم کا وجود چونکہ بہت پیشتر سے ہے تو اسکے وجود سے پیشتر
عدم اگرچہ ہمری موجودیت مین نہ تھا مگر چونکہ اون اجزا مین بھی انواع
واقسام کے تغیرات ہم دیکھتے ہین اگر وہ تغیرات اون کی اپنی اپنی ذات سے
ہوتے ہین بے احتیاج غیر کے تو ان تغیرات کا فاعل اگر خود اوس کی ذات
ہے تو یا بے ارادہ وشعور اوس واجب کے ہے یا بارادہ و قصد اگر بغیر
ارادہ و قصد کے اوسکی ذات فاعل تغیرات ہے تو چاہئے کہ کبھی وہ
تغیرات وجود مین آئین اور کبھی وہ تغیرات نہ پائے جائین یہ تغیرات
دایمی نہ ہونگے اور ایک ہی نظم پر بھی نہ ہون گے کیونکہ یہ افعال اتفاقی

هون گے علاوہ اس کے چاہیئے کہ ہر جزو عالم مین محض اونکی ذات سے
تغیرات ہون بغیر ارادہ وشعور کے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جب
بے ارادہ وشعور وقصد کے تغیرات اجزاء عالم مین صادر ہون تو سب
اجزا اس صفت مین شریک ہون گے والا بے وجہ تخصیص بعض اجزا
لغو ہون گی تو ضرور بار ادہ وقصد فاعل پائے جائینگے پس یہ قصد
اوسکا باختیار ہے یا باضطرار اگر باضطرار ہے تو معلوم ہوا کہ اوس کی
ذات مجبور غیر کی وجہ سے ہے فہو المطلوب اور اگر باختیار ہے تو چاہیئے
کہ اوسکی ذات کو اختیار تغیرات وعدم تغیرات دونون کا ہو والا مجبور
غیر سے ہو گا تو لازم آیا کہ یہ تغیرات پہلے نہ تھے یا بعد نرہینگے یا کبھی ہون
کبھی نہ ہون تو یہ تغیرات قدیم نہ ہون گے حادث ہونگے اور جو ذات کہ انہی تغیرات کا
محل ہوا ور خود اوسکی ذات مقتضی ہوان تغیرات کا اپنے لئے اور ذات
فرض ہو چکی ہے کہ قدیم ہے تو یہ حوادث بھی قدیم ہونگے حالانکہ ابھی ثابت
ہو چکا کہ قدیم نہین ہین ہذا خلف علاوہ اس کے حوادث قدیم ہون یا
ہون محل حوادث قدیم نہین ہو سکتا والا حال یعنی خود حوادث بھی قدیم
ہون گے اور یہ باطل ہے اور جب بعضے اجزا عالم اپنے تغیرات کے خود
مقتضی نہین ہین بلکہ غیر کیوجہ سے متغیر ہین تو یہ اجزائے عالم بھی حادث ہونگے
پس ثابت ہوا کہ عالم قدیم نہین ہے حالانکہ مانا جا چکا ہے کہ قدیم ہے ہذا خلف

اور یا یہ کہ عالم قدیم ہو اور اپنا محتاج ہو خود ہی علت ہو خود ہی معلول تو دور لازم آئیگا اور دور کا محال ہونا ثابت ہو چکا تو ضرور عالم محتاج غیر کا ہوگا اور جو محتاج غیر کا ہے وہ ممکن الوجود ہے اور ممکن الوجود حادث ہے نہ قدیم اور مانی ہوئی بات ہے کہ عالم قدیم ہے ہذا خلف اور قباحتین لازم آتی ہین عالم کو قدیم ماننے سے پس عالم کا قدیم ہونا باطل ہے تو ضرور حادث نو پیدا اور محتاج غیر کا اور مسبوق العدم ہے اور ہر حادث کے لئے محدث ضرور ہے تو تمام عالم کے لئے کوئی خالق غیر عالم ضرور ثابت ہوا اس غیر عالم کے خالق ہونیکو نہ ماننے سے جو جو قباحتین ابھی گذرین لازم آتی ہین اور اس خالق عالم کو محتاج اپنا یا غیر کا ماننے سے دور یا تسلسل لازم آتا ہے اور وہ بھی محال ہے تو طرفین کے منع سے ضرور ثابت و لازم ہوا کہ غیر عالم جو ابھی قرار پایا وہی خالق ہے و ہو المطلوب ـ

۱۶ ـ کسی موجود کا ـ وجود ضروری ہے یا نہین اگر کسی کا وجود ضروری نہین ہے تو ہر موجود کے لئے عدم بھی ماننا ہوگا تا وجود غیر ضروری ثابت ہو اور جب موجود ہے تو عدم بھی غیر ضروری ہوگا تو اوس مین وجود کی صلاحیت ہے والا موجود نہوگا اور اوسمین عدم کی بھی صلاحیت پائی جاتی ہے والا معدوم نہوگا اور جب دونون طرح کی صلاحیت اور قابلیت ہے تو دونون قابلیتین مساوی ہونگی اگر گھٹ بڑھ ہونگی

تو درصورت ترجیح وتفضیل وجود کے معدوم ہونا اوسکا تفضیل مفضول لازم آئیگی اور یہ باطل ہے اور ایسا ہی درصورت ترجیح عدم کے موجود ہونا باطل ہے - اورجب دونون قابلیتین اور دونون طرحکی استعدادین اوس مین برابر ہین کسیطرح سے ایک کو دوسرے پر رجحان نہین تو پھر وجود کو ترجیح دینے والا اوریا عدم کو ترجیح دینے والا خود ہی اپنے لئے نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اوسکی طبیعت کی نسبت دونون کی طرف برابر ہے صلاحیت اور قابلیت یکسان ہے ورنہ ترجیح بلامرجح لازم آئیگی تو ترجیح دینے والی شئے اور وجود مین لانے والی چیز کوئی دوسری ہوگی اگر یہ دوسری شئے ضروری الوجود ہے تو ثابت ہوا کہ کوئی موجود ضروری بھی ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے - اور دوسرا اپنے وجود مین محتاج غیر کا ہوگا ورنہ جو اپنے ہی وجود مین محتاج غیر کا ہوگا تو دوسرے کے وجود مین اور دوسرے کو موجود کرنے مین بدرجہ اولی محتاج غیر کا ہوگا اور ثابت ہوا کہ دوسرے کا وجود یا عدم اسی سے ہے پس یہ محتاج غیر کا ہوگا اور یہی ثابت کرنا تھا -

۱۷ - اوران تقریرون مین - جہان کہین دور یعنی تقدم شئے علی نفسہ اور توقف شئے علی نفسہ اور اجتماع النقیضین اور عدم درحالت وجود وجود درحالت عدم لازم آیا ہے وہ ایجاد شئے لنفسہ مین ہے یعنی اپنے کو آپ ہی پیدا کرے پس یہی شبہ واجب الوجود بالذات مین بھی ہوتا ہے

کہ اوس نے اپنے کو کیونکر پیدا کیا - تو اسکا جواب یہ ہے کہ جس علت مین
وجود زاید بر ذات ہے عارض ذات ہے اور صفت زائدہ بر ذات ہے
وہان اس دور کی تقریر جاری ہوگی یعنی حوادثات و ممکنات مین نہ واجب
الوجود بالذات مین اس لئے کہ واجب الوجود بالذات کا وجود عین ذات
واجب الوجود ہے یعنی جو واجب الوجود ذاتاً ثابت ہوگا اوسکے معنی یہ ہین
کہ وجود عین ذات ہے اگر عارض ہوگا اور غیر ذات ہوگا تو وہ وجود یعنی
عارض محتاج ہوگا موجود یعنی معروض کا کیونکہ حال محتاج محل ہوتا ہے
بے وجود محل وجود حال کا نہین ہوسکتا پس وجود اوسکا ممکن ہوگا بسبب
احتیاج بغیر کے تو محتاج بغیر پستند علت کی طرف ہوگا اس وجود کے لئے
کوئی علت ہوگی اور علت موثرہ اگر ذات واجب الوجود کی ہوگی لازم
آئیگا کہ ذات واجب الوجود بالذات قبل اپنے وجود کے پائی جائے کیونکہ
علت موجدہ شئے کے وجوداً مقدم معلول پر ہوگی پس شئے موجود
ہوگی قبل اپنے وجود کے اور یہ محال ہے جیسا کہ مکرر اگذرا اور معدوم کی
تاثیر موجود مین لازم آئیگی اور یہ بھی محال ہے تو ضرور غیر واجب الوجود
بالذات علت ہوگی واجب الوجود بالذات کے وجود کی تو واجب الوجود
محتاج غیر کا ہوگا اپنے وجود مین تو واجب الوجود بالذات ممکن الوجود
بالذات ہوجائیگا اور کلام ہے واجب الوجود بالذات مین ہذا خلف

اور جسکو واجب الوجود بالذات ہونا ثابت کرچکے وہ محال ہے کہ ممکن بالذات ہو تو جو واجب الوجود از روئے اپنے ذات کے ہوگا وہ ضرور محتاج کسی کا ہوگا اور وجود اوسکا اوسکی ذات کا عین ہوگا اور یہی مطلب ہے اور شل وجود کے واجب تعالےٰ کے لیے وجوب اور تعین یعنی متشخص ہونا عین ذات ہے۔ اگر وجوب وجود عین ذات واجب تعالےٰ ہو تو یا جزو ذات واجب تعالےٰ ہو یا خارج مگر عارض ذات واجب ہوگی کیونکہ وجوب وجود صفت ہے نہین ہو سکتا کہ جزو ذات ہو والا ذات باریتعالےٰ مرکب ہوگی اور مرکب بسبب احتیاج باجزاء ممکن ہے تو ذات واجب ممکن ہوگی اور یہ محال ہے تو ضرور عارض ذات واجب ہوگا اور عارض محتاج معروض کا ہے تو یہ عارض ممکن ہوگا اوسکے لیے کوئی علت موثرہ ہوگی اور چونکہ یہ عارض وجوب وجود ہے کیونکہ اس کے لیے غیر علت ہوگی تو وجوب وجود علت ہوگی وجوب وجود کی یعنی اپنے لئے آپ ہی علت ہو تو توقف شئے علےٰ نفسہ لازم آئیگا یعنی وجوب وجود نہین پایا جائیگا جب تک کہ وجوب وجود نہ پایا جائے اور یہ اجتماع النقیضین بھی ہے اسکو تقدم شئے علےٰ نفسہ بھی کہینگے کیونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول پر اور یہان خود ہی علت خود ہی معلول ہے اور یہ بالبداہت باطل ہے تو ثابت ہوا کہ وجوب وجود باریتعالےٰ عین ذات باریتعالیٰ ہے اور تعین

وتشخصات واجب تعالےٰ کے عین ذات واجب تعالےٰ کے ہین اگر عین
نہوین تو یا جزو ہون گے یا عارض اگر جزو ہون تو واجب الوجود بسیط نہ ہیگا
مرکب ہو جائیگا اور مرکب ہوگا تو واجب نہ ہیگا ممکن ہو جائیگا کیونکہ
مرکب محتاج اجزا اوسکا ہوتا ہے اور اگر عارض ہون زائد اور غیر واجب
تعالےٰ سے تو محتاج معروض کا ہوگا اور ممکن ہوگا تو اوسکے لئے علت
چاہئے اور اوسکی علت ذات واجب الوجود کی نہین ہوسکتی کیونکہ واجب
تعالےٰ ابھی متعین ومتشخص نہین ہوا کیونکہ اوسکے تعین و تشخص مین
تو ابھی گفتگو ہے اور علت کو پہلے معلول سے متعین و متشخص ہونا
چاہئے تو چاہئے کہ خود تعین و تشخص علت اپنی ہو اور اس
مین تقدم شئے علی نفسہ وغیرہ لازم آئیگا پس تعینات و تشخصات باریتعالےٰ
حادث نہونگے والا پہلے سے ذات واجب تعالےٰ معین و متشخص نہو گی
اور نہ علٰحدہ قدیم ہونگے والا کئی قدیم موجود ہون گے حالانکہ قدیم
ایک ہے یعنی خدا وبس جیسا آئیگا اور نہ عارض ذات واجب تعالےٰ
اور نہ جزو ذات واجب تعالےٰ ہون گے بلکہ جملہ تعینات و تشخصات
باریتعالےٰ عین ذات واجب تعالےٰ ہین - اگر کوئی کہے کہ وجود عارض
ہوتا ہے موجود کو اگر وجود عین ذات واجب الوجود ہو تو عارض عین
معروض ہوگا حالانکہ عارض محتاج معروض ہوتا ہے حال و محل ایک

نہین ہوتا بلیش ازین نیست کہ عارض لازم ہوگا معروض و اجب الوجود
کو عین نہین ہو سکتا تو کہونگا کہ جب عارض حقیقتہً عارض ہو اور معروض
معروض ہو تو دونون مین فرق ضرور ہے اور عارض و معروض کا اطلاق
وہان کیا جاتا ہے جہان کوئی شئے علت ہو عارض و معروض دونون کے
لئے کیونکہ معروض علت نہین ہو سکتا عارض کے لئے والا عین العلیت تجرد
وعلیحدگی عارض کی معروض سے لازم آئیگی علی الخصوص عارض لازم کی علت
معروض نہین ہوسکتی والا جبری العلیتہ انفکاک لازم و ملزوم مین لازم
آئیگا تو غیر معروض علت ہوگا عارض و معروض دونون کے لئے جیسا کہ جمیع
ممکنات مین عارض و معروض کے لئے دونون کا غیر علت ہے تو وجود عارض
موجود ممکن کو ہوگا اور وجود زائد موجود پر ہوگا اور واجب الوجود جب
علت ہے کل موجودات کے لئے تو وجود واجب تعالےٰ کے لئے بہی خود
واجب تعالےٰ چاہئے کہ علت ہو غیر ذات واجب علت نہین ہوسکتا کیونکہ
ثابت ہوچکا کہ سبکی علت ذات واجب تعالےٰ ہے تو چاہئیے کہ اس اپنے
وجود کی علت بھی خود ہی ہو نہ غیر اور علت کو پہلے سے موجود ہونا چاہیے
اگر پہلے معلول سے علت موجود نہو تو محال ہے کہ معلول پایا جائے کیونکہ
وجود علت واجب ہے تا اوسکے وجود سے معلول کا وجود ضرور ہو
اور یہان پر علت کا وجود واجب لغیرہ نہین ہے تا واجب الوجود ممکن الوجود

ہوجائے اور یہ محال ہے تو اس علت کا وجود واجب بذاتہ ہوگا تو یہاں تک وجود واجب بالذات کے لئے ایک دوسرا وجود واجب بالذات کا ثابت ہوگا تو کلام اس دوسرے وجود میں ہوگا کہ یہ وجود اگر واجب بالذات کو عارض ہے اور غیر اوسکا ہے تو اس دوسرے وجود کے لئے کون علت ہے کوئی دوسری چیز علت نہیں ہوسکتی سوائے ذات واجب الوجود کے تو واجب بالذات کو پہلے سے وجود کے موجود ہونا چاہئے کیونکہ واجب ہے وجود علت کا قبل از وجود معلول کے تو اس تیسرے وجود علت میں گفتگو ہوگی اور اس تیسرے وجود کے لئے بھی کوئی علت نہیں بجز ذات واجب الوجود کے ذات واجب الوجود کو پہلے سے پایا جانا چاہئے تو اس چوتھے وجود واجب الوجود بالذات میں گفتگو ہوگی یہاں تک کہ وجودات غیر متناہیہ کا اجتماع ہوجائیگا اور یہ محال ہے کیونکہ تسلسل لازم آتا ہے تو ضرور وجود زائد عارض ذات واجب الوجود کے لئے نہیں ہوسکتا تو اس سے ثابت ہوا کہ ممکنات میں وجود عارض ہوتا ہے اور زاید ذات موجود پر اور واجب الوجود بالذات میں ضرور عین ذات موجود ہوگا والا کوئی واجب الوجود بالذات ثابت ہوگا اور واجب الوجود بالذات ثابت وسبرہن ہے تو وجود واجب الوجود عین ذات واجب الوجود ہوگا یعنی ذات واجب الوجود وہی اوسکا وجود محض ہے نہ اور کوئی چیز ہے اسی لئے ذات واجب الوجود میں ہو موجود بمعنی ہو وجود کے

یعنی موجود بمعنے وجود نہ یہ کہ وہ موجود ہے یعنی صاحب وجود ہے یعنی حمل
اشتقاقی نہین بلکہ حمل اولی ہے پس هوموجود کے معنی هوالله بھی کہہ سکتے
ہین بسبب عینیت ذات و وجود کے ہان جو صفات کہ عین ذات واجب
نہین ہین اونمین ایسا حمل صحیح نہوگا بلکہ حمل اشتقاقی ہوگا اور ممکنات مین
بھی حمل اشتقاقی ہے یعنی صاحب وجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ وجود
ساتھہ ہی شئے موجود کے ہے - اور اس محل مین عینیت وجود و واجب الوجود
کو زیادہ طول دینا مناسب معلوم نہین ہوتا ورنہ رسالہ مختصرہ ظاہرۃ
البیان مطول ومشکل ہوجائیگا اور محض اردو خوانان کے لئے بنا اس
رسالہ کی ہوئی ہے - اگر کوئی کہے کہ وجوب وامکان وامتناع کو منطقیین
قضایائے موجہات مین کیفیات سے کہتے ہین پس کیفیت عین ذات نہین
ہوسکتی تو کیونکر وجوب کو عین ذات واجب الوجود کہنا صحیح ہوگا تو کہون گا
کہ وجوب کا عین ذات واجب تعالے کا ہونا بدلائل عقلیہ ثابت ہے
اور اس رسالہ مین بھی ثابت کیا گیا عینیت مین وجوب کی شک نہین رہا
پھر وہ جو خلاف آرائے منطقیین کے لازم آتا ہے کہ وجوب کو کیفیت کہتے
ہین اور کیفیت عین ذات نہین ہوتی وجہین اوسکی بہت سی ہین مگر وقت
کرنی اس رسالہ مین نہین چاہتا ہون صرف اتنا سمجھنا چاہئیے کہ جس وجوب کو
منطقیین کیفیت جانتے ہین اوس وجوب کو ہم عین واجب الوجود نہین

کہتے ہین بلکہ عین ذات واجب الوجود جو وجوب ہے وہ اور ہے اور جو وجوب کیفیت ہے وہ اور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ہو واجب الوجود بالضرورۃ یہان ربط وجوب بذات تعالے ضروری اور واجب ہے یہ وجوب اور ضرورت نسبت سے متعلق ہے نہ ذات موضوع سے یا کہا جاتا ہے ہو موجود بالضرورت یعنی ربط وجود کا ذات واجب تعالے سے ضروری اور واجب ہے تو وجوب وضرورت نسبت سے علاقہ رکھتا ہے نہ خود ذات موضوع سے اور جو وجوب کہ عین ذات موضوع ہے وہ قضیہ موجہ مین جہتہ وکیفیت نہین ہے یا جیسے ممکنات مین کہا جاتا ہے یہ شئے موجود ہے بالضرورت تو موجود اور شئے مین جو نسبت ہے وہ نسبتہ ضروری ہے یعنی واجب ہے وجوب جہتہ نسبتہ ہے اور کیفیت نسبتہ کی ہے نہ کیفیت خود ذات موضوع کی یعنی شئے کی - اگر جو وجوب کہ عین ذات واجب الوجود ہے اوسکو کیفیت کہین اور جہتہ نسبتہ کی قرار دین تو قضیہ ہو ہو بالضرورۃ جس جگہ مساواۃ وحکم مین ہو غلط ہو جائے اس لئے کہ معنی ہو ہو بالضرورۃ کے ہو واجب ہو جائیگا حالانکہ مطلب اوس سے یہ ہے کہ ضروریہ وہ ہے نہ یہ کہ وہ واجب ہے *

خلاصہ یہ کہ نسبت کا ضروری ہونا اور چیز ہے اور موضوع کا ضروری ہونا اور شئے ہے خصوصًا موضوع اور ضروری کا ایک ہونا اور شئے ہی ہو واجب

وجوباً کے یہ معنی نہین ہین کہ وجوباً عین موضوع ہے بلکہ وجوباً صفت وجہت نسبتہ کی ہے اور جو عین موضوع ہے وہ وہ وجوب ہے جو محمول سے پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ معنی ہی ہو وجوب وجوباً یعنی ضرور وہ وجوب ہے یہان یہ ضرور اور وجوب ایک حیثیت سے نہین ہے جو کیفیت وجہتہ وصفت نسبتہ کی ہے وہ البتہ عین موضوع نہین ہے اور جو عین ہے وہ صفت اور کیفیت اور جہتہ نسبتہ کی نہین ہے وبس۔ اور آیندہ اوسکے صفات کے بیان سے بھی معلوم ہو سکتا ہے *

۱۸ - شخص یا موجود کو موجود جانتا ہے یا نہین صورت ثانیہ مین وہ شخص مجنون ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور صورت اولے مین موجود کا موجد خود اوسی موجود کو نہین جان سکتا ہے کیونکہ وجود در حالت عدم اور عدم در حالت وجود کو عقل قبول نہین کرتی تو ضرور موجود کے غیر کو موجد جانیگا اور موجد کا موجد موجد کا موجد بے انتہا بھی نہین ہو سکتا ہے کہ امور غیر متناہیہ کے اجتماع کو عقل محال جانتی ہے پس عقل کی رو سے چارہ نہین ہے کہ جنون اور دور اور تسلسل سے عقل کو بچا کے کسی موجد معین کو موجد موجود قرار دے وہو المطلوب *

اور جب عالم کے لئے علت تامہ موثرہ فی الوجود ثابت ہوا تو اس کے بعد اسکا یقین بدیہی ہے کہ واجب الوجود بالذات ہمیشہ سے ہے ازلی و

قدیم ہے اور ہمیشہ رہیگا باقی ابدی ہے اسکا بیان تفصیلا واجب الوجود کے صفات
کے بیان مین آئیگا مگر ہر ایک کی تفصیل سے لکھنے کی اس مختصر رسالہ مین ضرورت
نہین ہے *

باب دوم

واجب الوجود بالذات کی وحدانیت مین

۱ — **اثبات** واجب الوجود کی تقریرون مین بعضی ایسی تقریر ہے
کہ اوس سے کسی ایک موجد کے لئے علت موجد ضرور ثابت ہوا ہے پس
جب ایک موجود ممکن حادث کے لئے علت تامہ موجدہ موثرہ کافی ووافی
ہے تو دوسرے موجودات جو محتاج ہین کسی علت کیطرف تو ایسی صورت مین
دوسری علت غیر اس علت کی ثابت نہین ہوسکتی ہے کیونکہ علت تامہ ہے
بلکہ دوسری علت اگر ہو بھی تو اوسکو اس علت تامہ موثرہ پر کسیطرح سے
ترجیح نہین اور ترجیح بلا مرجح محال ہے علی الخصوص اس صورت مین کہ جب
ایک علت موثرہ کے ایک موجود کو یا ایک سلسلہ موجودات کو وجود مین
لانے کے لئے کافی ہو تو ترجیح اس علت تامہ کو ہوگی پس تفضیل مفضول
کی فاضل پر لازم آئیگی اور تفضیل مفضول کی فاضل پر خلاف عقل و باطل
ہے پس معلوم ہوا کہ جب ایک علت موجدہ موثرہ یعنی واجب الوجود

ثابت ہوا تو یہی ایک ہی سب کی علت ہوگی - جتنے افعال عباد مین بھی قوۃ موثرہ
کی علت ہے وہوالمطلوب *

۲ - جب - ثابت ہوچکا کہ کسی ایک موجود کے لئے ایک علتہ تامہ موثرہ
واجب الوجود بالذات ہے اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ سب موجودات عالم کی احتیاج
اوسی علت تامۂ موثرہ کی طرف ہے پس اس واجب الوجود کے سوا جو موجود
ہے وہ ممکن الوجود بالذات ہوگا کیونکہ واجب اور ممکن کے درمیان کوئی
تیسری چیز نہین ہے اور جب ممکن ہے تو حادث ہی ہے اپنے وجود مین محتاج
اوسی علت تامہ موثرہ کا ہوگا پس سوائے اس علت تامہ کے دوسری کوئی
علت اگر ہو تو وہ عالم و ممکنات مین داخل ہوگا نہ یہ کہ واجب الوجود ہو اور
ایک کوئی دوسرا ہو اور جب دو نہو سکا تو دو سے زیادہ کا وجود بدرجہ اولے
باطل ہے - پس ایک کے سوا اور کوئی خدا نہین ہے *

۳ - اگر ہم فرض کرین کہ دو خدا ہین یعنی دو واجب الوجود بالذات
ہین تو یہ دونون ذاتین شریک ہونگی وجود بالذات کے وجوب مین
دونون کی ماہیتین یکسان ہونگی اور وجوب دونون کی ذات کا عین ہے
تو از روئے صفت وجوب بھی دونومین فرق نہ ہوا پس فرق ان دونون واجب الوجود
مین از روئے ذات و ماہیت کے نہوگا مگر ہان عوارض و تشخصات و
تعینات یعنی صفات کی رو سے دونون مین فرق رہیگا یعنی اشتراک از روئے

ذات کے ہوگا اور امتیاز از روئے صفات کے ہوگی یعنی اشتراک اور حیثیت سے اور امتیاز اور حیثیت سے نہین ہو سکتا کہ دونون مین امتیاز و فرق دونون کی ذات کے رو سے ہو اس لئے کہ دونون کی ذات واجب الوجود بالذات فرض کی جاچکی ہے اگر بالفرض اگر ایک کی ذات واجب الوجود بالذات ہو اور دوسرے کی ذات ایسی نہو یعنی واجب الوجود بالذات نہو یعنی واجب الوجود بالغیر یا ممکن بالذات ہو تو عین مقصود میرا ہے کہ واجب الوجود بالذات ایک ہی ہے مگر فرض ہو چکا ہے بقول خصم کہ دو ذاتین واجب الوجود بالذات ہین پس ضرور امتیاز دونون مین صفات کے رو سے ہونا چاہئے اگر صفات کے رو سے بھی کچھ فرق نہ ہے تو دو ہونا باطل ہو جائیگا دونون ایک ہی شئے حقیقتہً و صفاتاً ہو گی۔ اور مقصود خصم اثنینیت اور دوتائی ہے۔ پس جب دونون مین فرق اور دو ہونا صفات کی رو سے ہے تو معلوم ہوا کہ ایک مین بعضے یا کل وہ صفات و خواص و عوارض ہین کہ وہ دوسرے مین نہین ہین بلکہ دوسرے مین بعضے یا کل دوسری صفات و عوارض ہونگی تو ہر ایک واجب الوجود بالذات مین دو قسم کی چیزین جمع ہون گی ایک ذات اور دوسری صفات اور غیر ذات ہونگی اگر صفات غیر ذات نہون بلکہ عین ذات ہون اور دونون کی ذاتین بھی عین ہین تو دونون واجب الوجود مین فرق نہ رہیگا کیونکہ صفات دوسرے

واجب الوجود کے عین ذات ہون اور دوسرے کی ذات عین ذات اس سے پہلی کی ہے اور مساوی مساوی مساوی ہے تو دوسرے کی صفات عین ذات پہلی کی ہونگی اور پہلی کی صفات بہی عین ذات اوسکی ہون اور پہلی کی ذات عین ذات دوسرے کی ہے اور مساوی کا مساوی مساوی ہے تو پہلی کی صفات عین ذات دوسرے کی ہونگی تو دونون واجب الوجود بجمیع جہات ایک ہی ہے اور یہی میرا مطلب ہے کہ دو نہین ہو سکتا۔ حالانکہ دو ہونا اور ایک دوسرے سے غیر ہونا بقول خصم جانا جا چکا ہے پس دونون واجب الوجود مرکب ہونگے دو چیز مختلف سے ایک ذات دوسری صفات جوکہ غیر ذات ہین یعنی جنس اور عرض عام یا جنس وخاصہ سے ماہیت واجب الوجود کی مرکب ہوگی یعنی دونون واجب الوجود تحت مین ایک جنس کے ہون گے اور فرق دونون مین بسبب عوارض وصفات کے ہوگا۔ جیسا کہ انسان کی تعریف حیوان ضاحک اور فرس کی تعریف حیوان وخاصہ فلانی مثلاً اور یہ ظاہر ہے کہ حیوان غیر ضاحک ہے اور ایسا ہی حیوان غیر خاصہ فرس ہے پس جسطرح سے انسان وفرس مرکب شئے ہے ویسا ہی دو واجب الوجود بہی مرکب شئے ہون گے بسبب اس کے کہ دونون متغائر ہین اور ایک ماہیت جنسیہ مین شریک ہین اور مرکب اپنے اجزا کیطرف محتاج ہوتا ہے تو واجب الوجود بالذات مرکب ہوگا اور محتاج

غیر کیطرف جو ہو وہ ممکن ہے تو دونون واجب الوجود واجب الوجود نہ ہے بلکہ دونون
مین انقلاب ماہیت لازم آئیگا کہ دونون ممکن ہوجائین اور فرض ہو چکا ہے کہ
دونون واجب الوجود بالذات ہین ہذا خلف اس دلیل پر اگر کوئی ایراد وارد
کرے کہ واجب الوجود خارج مین مرکب نہین ہے محض ذہن ہی مین مرکب ہے
پس صرف ترکیب ذہنی سوجب اسکو نہین ہے کہ واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائے
توجواب اسکا یہ ہوگا کہ اگر ترکیب ذہنی مطابق ترکیب خارجی نفس الامری کے
نہو تو وجود ذہنی خلاف وجود نفس الامری کے ہوگا اور یہ جہل ہے کیونکہ علم مطابق
واقع کے خود عالم کے اعتقاد مین بھی نہین ہے تو خواوسی کے اعتقاد مین
جہل ہے *

اوراس جواب پر یہ اعتراض نہین ہوسکتا کہ جہل جب لازم آئیگا کہ عقل حکم
کرے اسطور پر کہ یہ صورت ذہنیہ یعنی مرکب ذہنی مطابق واقع کے ہے اور
حقیقت مین مطابق واقع کے نہین ہے تو جہل لازم آئیگا اور اگر عقل حکم کرے
اس طور پر کہ صرف ذہن مین صورت ذہنیہ مرکب ہے نہ خارج مین تو جہل
کیون لازم آئیگا اس لئے کہ اگر عقل یون بھی حکم کرے کہ یہ مرکب ذہنی مطابق
واقع کے ہے اورحقیقت مین مطابق واقع کے نہین تو یہ علم ہے اس عالم کے
اعتقاد مین جہل ہان دوسرون کے نزدیک جہل ہو وہ اس کے علم کو مضر
نہین - علاوہ اس کے مطابقت و عدم مطابقت کا علم علم بمرتبہ ثانی ہے

اور گفتگو پہلے علم مین ہے - مگر ہان یون اعتراض اصل مطلب پر ہوسکتا ہی
کہ ذہن مین مرکب ہوا ہے کلیات سے یعنی جنس اور خاصہ سے مثلا اور چونکہ
کلیات کا وجود خارج مین نہین ہوتا پس خارج مین مرکب ہوا پس واجب الوجود
ممکن ہوگیا ذہن مین اور خارج مین واجب الوجود واجب الوجود ہی رہا اور گفتگو
ہے واجب الوجود خارجی مین تو اوسکا جواب ہم یون دینگے کہ یہ دو واجب الوجود
خارج مین جو پائے گئے آیا دونون دو کلی کے مصداق ہین یا دونون دو جزئی
مشخص ومعین کے مصداق ہین نہین ہوسکتا کہ دونون دو کلی ہون کیونکہ
کلی کا وجود یا اوس کے مصداق کا وجود خارج مین نہین ہوتا پس لا محالہ دونون
دو جزئی حقیقی کے مصداق مشخص ومعین ہین اور جزئی حقیقی کا مصداق خارج مین
مرکب ہوتا ہی عوارض خارجیہ سے کیونکہ مادہ اور صورت نوعیہ و صورت شخصیہ سے مرکب ہوگا اور
مادہ مرکب ہے اجزائے انفکاکیہ سے اور صورت شخصیہ مین کمیت داخل
ہے اور کم کی تقسیم اجزائے فرضیہ اور وہمیہ کیطرف ہوتی ہے اور یہ سب
موجب ترکیب ہین اور ترکیب موجب احتیاج باجزا ہے اور احتیاج باجزا
موجب امکان مرکب ہے پس مرکب واجب نہوگا بلکہ ممکن وحادث ہوگا
اور یہ نہین ہوسکتا کہ دونون جزئی حقیقی بھی ہون کیونکہ جب دو شئے تحت
مین ایک ماہیت اور ایک کلی کے ہون گے تو خارج مین وہ دونون دو جزئی
حقیقی ضرور ہون گے اگر خارج مین اونکا وجود ہوا ور محض عوارض خارجیہ

والتشخصات وتعینات کے روسے دونون مین فرق ہوگا اگر خارج مین وجود علیحدہ علیحدہ ہوگا تو وہ حقیقتہً دو ہونگی ۴

پس ثابت ہوا کہ واجب تعالی اگر دو ہون تو ذہن مین اور خارج از ذہن مین دونون مرکب ہون گے اپنے اپنے اجزا سے اور حادث ہونگے واجب الوجود نہون گے اور اگر واجب ہوگا تو ایک ہی ہوگا ذہن مین بھی خارج مین بھی اور جب ایک ہے تو وہ جیسا کہ کلی نہین ہے جزی حقیقی بھی نہین کیونکہ کلیات وجزئیات ازروے اشتراک و افتراق مفاہیم کے ہوتے ہین اور جب ایک ہے تو اشتراک و افتراق کو کیا دخل پس مطلب ثابت ہوا اور جو دلیل کہ مانع ہے دو موجود واجب الوجود ہونے کو وہ مانع نہین ہوسکتی دو موجود کو ایک واجب الوجود اور دوسرا عالم یعنی مخلوق اس لئے کہ یہ دو واجب الوجود اور ممکن الوجود نہ تحت مین ایک کلی کے ہین اور دو متبائن تو مین نہین ہین اور نہ ایسے ہین کہ ایک جنس عالی کی نوع ہو اور ایک جنس سافل کی نوع ہو اس لئے کہ وجود جو اعم الاشیا ہے وہی عین ذات واجب الوجود ہے تو وجوب وغیرہ بدرجہ اولٰی عین ذات واجب الوجود ہے پس واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی پس اوس کو اشتراک ممکنات سے نہین ہے تا انکہ ما بہ الامتیاز سے اون مین افتراق اور تخصیص ہو ۴

۴ — اور مختصر دلیل توحید یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگر واجب الوجود

دو ہون تو اشتراک ہوگا ایک حیثیت سے اور امتیاز و افتراق ہوگا دوسری حیثیت سے اور جس چیز مین مشترک ہین وہ غیر ہوگا اوس چیز کا کہ اوسکے رو سے دونون مین فرق ہے۔ یعنی مایہ الاشتراک غیر ہوتا ہے مایہ الامتیاز کا پس ہر ایک مین دو دو چیزین مغائر پائی جائینگی پس دونون مرکب ہونگی وہ ذہنی مین مرکب ہون کہ ترکیب ذہنی سے امکان احتیاج ذہنا ثابت ہوگا اور امکان و احتیاج و حدوث واجب الوجود بالذات کا ذہن مین بھی نہین ہوتا ہے کیونکہ جو واجب الوجود ہے وہ خارجا و ذہنا بہر حالت واجب الوجود ہے جو ممکن ہے وہ حادث و محتاج ہے اور ذہنا و خارجا بہر حال ممکن و محتاج ہے*

۵ - جب ثابت ہو چکا کہ وجود واجب الوجود عین ذات واجب الوجود ہے تو اگر دوسرا واجب الوجود بالذات مثل اسی کے پایا جائے تو وجود اوسکا بھی عین ذات ہوگا اور جب دونون واجب الوجود بالذات ہین تو دونون کی ذات ایک ہی ہوگی از رو ے ذات کے کچھ فرق نہین رہیگا جیسا کہ گذرا تو دونون ایک ہی وجود مین ایک ہی ذات مین شریک ہون گے یعنی دونون موجود ایک ہی چیز ہے وجود دوسرے کا علیحدہ نہین ہوا اور جب وجود علیحدہ نہوا تو عوارض و صفات بدرجہ اولے علیحدہ نہونگے کیونکہ لحوق عوارض فرع موجودیت ہے اگر عوارض علیحدہ ہون تو لازم آئیگا

کہ مختلف عوارض ایک ہی موجود ایک ہی معروض مین پائے گئے تو اجتماع
النقیضین یا اجتماع تضاد لازم آئیگا اور اگر عوارض بھی ایک طور کے ہین
کچھ فرق نہین ہے تو دونون معروض ذاتًا و وجودًا و صفاتًا بہر حیثیت ایک
ہی ہے فہو المطلوب -

۱۶ — واجب الوجود - بالذات ایک ہے اگر ایک نہو بلکہ زیادہ
ہون تو کم سے کم دو ہون گی پس دونون کی ذاتین دو ہون گی کیونکہ
دونون کی ذات اگر ایک ہے تو لازم آئیگا کہ جمیع جہات وجملہ صفات وعوارض
دونون ایک ہونگے اس لئے کہ وجود عین ذات واجب الوجود ہے اور جب
اعم اشیا کہ وجود ہے عین ذات ہے تو دیگر اشیا کہ خاص تر ہین وجود سے
بدرجۂ اولے عین ذات ہون گے اس لئے کہ عینیت خاص لازم ہی عینیت
عام کو کیونکہ جب حیوان مثلاً عین ہوگا کسی کا تو انسان بھی عین ہوگا اوسکا
اس لئے کہ خاص تحت مین عام کے داخل ہے پس دونون کو ضرور دو ذاتین
مختلف ماننا ہوگا - اور جب دو ذاتین مختلف ہین تو وجود کہ جو عین واجب
الوجود ہے وہی وجود عین واجب الوجود دوسرے واجب الوجود کا بھی
ہوگا اور دونون وجود مین کوئی فرق نہین ہے پس یہ واجب الوجود عین
وجود ہے اور وجود عین اوس واجب الوجود کا ہے اور عین کا عین
عین ہوگا مساوی کا مساوی مساوی ہوگا پس یہ ذات عین وہ ذات ہے اور

فرض کیا تھا کہ یہ غیر اوسکا ہے ہذا خلف پس دونون مغائر ہون گے تو ما بہ الاستیاز دونون کا مغائر ایک دوسرے کے ہوگا اور ما بہ الاستیاز مغائر نہین ہو سکتا بسبب اتحاد وجود کے تو عین ہوگا پس خلاصہ یہ کہ اگر دو ہون تو ایک ہونا لازم آتا ہے اور دو کو ایک کہو تو دو ہونا لازم آتا ہے اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور یہ محال دو فرض کرنے سے لازم آیا تو ملزوم بھی اوسکا باطل ہے یعنی دو ہونا باطل ہے اور یہی مطلوب ہے *

۷ - **خدا** - ایک ہی ہے اگر بالفرض دو خدا ہون یعنی دو واجب الوجود ہون بالذات تو دونون مین کچھ فرق نہو گا اس لئے کہ وجود واجب الوجود اور وجوب واجب الوجود اور تعینات وتشخصات واجب الوجود سب عین واجب الوجود ہین جیسا کہ اوپر ثابت ہوا اور جب ہر ما بہ الاشتراک ایک ہی ہے اور مساوی کا مساوی مساوی عین کا عین عین ہے تو یہ واجب الوجود عین اپنے وجود و وجوب وتشخصات وجمیع تعینات کا ہے اور وجود وجوب وجملہ تعینات عین اوس واجب الوجود کا ہے پس یہ واجب الوجود بالذات عین اوس واجب الوجود بالذات کا ہوگا بجمیع جہات وحیثیات پس دو بھی ہونگے تو ایک ہی ہے اور یہی مطلوب ہے -

۸ - **واجب الوجود** - بالذات ایک ہے اگر ہم فرض کرین کہ دو موجود واجب الوجود بالذات ہون تو دونون شریک ہون گے وجوب الوجود مین

اور جب دونوں مین اشتراک وجوب وجود مین ہے تو دونوں مین فرق و امتیاز بھی ضروری ہونا چاہئے ورنہ دو نہو سکیگا اور فرق کسی حیثیات سے ہو مثلاً ایک خالق ہو تو ایک رازق ایک عالم ہو تو ایک قادر ہو۔ پس جس حیثیت سے فرق ہے یعنی جو چیز کہ فرق دینے والی اور امتیاز دینے والی ہے تین حال سے خالی نہین یا یہ کہ ما بہ الامتیاز دونون مین عین و تمام حقیقت و ماہیت اوس واجب الوجود کی یا اوس واجب الوجود کی یا دونوں کی ہوگی یا جزو تمام حقیقت ہوگی اسکی یا اوسکی یا دونوں کی یا یہ کہ خارج تمام حقیقت سے ہوگی نہین ہوسکتا کہ ما بہ الامتیاز تمام حقیقت و ماہیت ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ دونوں مین مشترک مانی گئی ہے یعنی وجوب وہ خارج دونوں کی حقیقت سے ہوگی کیونکہ جسکی وجہ سے فرق ہے وہ ہی تمام حقیقت اور نوع ہے کہ جس نوع کے تحت مین وہ واجب الوجود ہے پس دونوں کی حقیقتین ایک نوع ہوگی تو فرق نرہیگا تو وجوب کو ما بہ الامتیاز قرار دینا پڑیگا کیونکہ سوائے وجوب کے جتنی چیزین ہین وہ سب ما بہ الامتیاز قرار پائی تھین اور وہ اب باعث اشتراک ہوگئین تو اب سوائے ان ما بہ الامتیاز کے کوئی چیز سوائے وجوب کے نہین ہے پس وجوب خارج از حقیقت ہوگا اور وہی ما بہ الامتیاز ہوگا اور یہ خلاف ہے اوس کے کہ جو ثابت ہوچکا کہ وجوب عین واجب الوجود ہے تو ضرور تمام حقیقت نہ ہوگا پس ما بہ الامتیاز یا جزو حقیقت ہوگا یا خارج

از حقیقت اگر جزو حقیقت ہے تو حقیقت واجب الوجود کی مرکب ہوگی جنس و فصل سے مابہ الاشتراک جنس ہوا اور مابہ الامتیاز فصل پس ذہن مین ترکیب واجب الوجود کی ہوگی اور مرکب محتاج اپنے اجزا کیطرف ہوتا ہے اور محتاج ممکن و حادث ہے پس ذہنًا ممکن ہوگا اور وہ نہ ذہنًا ممکن ہوتا ہے نہ خارجًا پس واجب الوجود نہ رہا اور فرض کیا تھا واجب الوجود کو ہذا خلف - علاوہ برین خارج مین بھی مرکب ہوگا اس لئے کہ واجب الوجود شخص ہے اور تشخص داخل ہوتا ہے متشخص مین - پس واجب الوجود متشخص و مرکب ہوا خارج مین - علاوہ برین جب ثابت ہوچکا کہ جمیع تعینات عین واجب الوجود ہوتے ہین تو پھر کیونکہ جزا واجب الوجود کا ہوگا -

اب باقی رہا یہ کہ مابہ الامتیاز کہ جو سوائے وجوب ہے وہ خارج حقیقت واجب الوجود سے یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ پہر بھی دونون واجب الوجود مرکب ہونگے بیش ازین نیست کہ مرکب مابہ الاشتراک سے یعنی جنس سے اور مابہ الامتیاز سے یعنی تعینات یعنی عوارض مشخصہ سے ہوگا پہر واجب الوجود واجب الوجود نہ رہیگا بلکہ ممکن الوجود و حادث ہوجائیگا اور فرض کیا گیا کہ دو واجب الوجود بالذات ہین پس دو ہونا باطل ہوا تو دو سے زیادہ ہونا بدرجہ اولے باطل ہوا پس ایک ہونا ثابت و متحقق ہوا اور یہی

مطلوب ہے *

۹ - واجب الوجود - بالذات کا اگر ثبوت ہو تو منع شرکت و اثنینیت ہوگا اور وہ ثابت ہوچکا تو دو واجب الوجود کا ہونا باطل ہے اس لئے کہ واجب الوجود ممکن الوجود نہیں ہو سکتا والا اجتماع النقیضین لازم آئیگا اور جب واجب الوجود دوسرا فرض کیا جائیگا تو لازم آئیگا کہ یہ واجب الوجود مانا ہوا ممکن الوجود بالذات ہوجائیگا یا دوسرا واجب الوجود ممکن الوجود ہوگا کیونکہ تمام عالم کی احتیاج اوسکے وجود و افعال و بقا وغیرہ مین - واجب الوجود بالذات کیطرف ثابت ہوچکی اور اوس کا واجب الوجود و علت تامہ موثرہ ہونا اوسکے کل غیر کے لئے ثابت و مبرہن ہوچکا پس اب جو دوسرا واجب الوجود و علت تامہ موثرہ تجویز کیا جاتا ہے وہ کیا چیز ہے اگر وہ غیر اوسکا ہے تو ممکن ہوگا کیونکہ واجب الوجود کا کل غیر نہین ہوتا مگر ممکن اور اگر وہی واجب الوجود ہے تو یہ واجب الوجود جو ثابت ہوچکا واجب الوجود نرہیگا بلکہ غیر اوس واجب الوجود کا ہوگا اور جو غیر ہے وہ ممکن الوجود بالذات ہے - خلاصہ یا وہ ہو یا یہ ہو ضرور ایک ہی واجب الوجود ثابت ہوگا اور باقی واجب الوجود کا غیر ہوگا اور واجب الوجود کا غیر نہین ہوتا مگر ممکن بالذات پس واجب الوجود ایک ہی ہے اور یہی مطلوب ہے *

١٠ - تمام عالم کے لئے کوئی ایک علت تامہ موجدہ مستقلہ ضرور
ہے - اس لئے کہ یہ ظاہر ہے کہ جو معدوم کہ سابق مین موجود تھے یا
نہ تھے اور جو معدوم کہ آیندہ موجود ہون گے یا نہون گے ان معدومات
کا حال تو ظاہر ہو چکا کہ اونکو اپنے وجود و عدم پر اختیار نہین ہے اگر سابق
والونکی طبیعت کو اپنے عدم پر اختیار رہتا تو درحالت معدومیت موجود
تھے یہ باطل ہے اور بے موجودیت فعل ظہور مین نہین آسکتا اور جب اونکو
اپنے عدم پر اختیار نہین تھا اور محتاج غیر کے تھے تو اپنے وجود پر اونکو
اختیار نتھا کیونکہ اگر اون کی خود طبیعت کو اپنے وجود مین اختیار رہتا اور
کسی سے مجبور نہ تھے تو ہمیشہ رہتے اور ایسا ہی آیندہ والون کی
طبیعت کو اپنے وجود پر اگر اختیار ہے تو موجود ہوتے ہمیشہ اور کسی
سے مجبور نہوتے اور جب موجود ہون گے تو اپنی طبیعت سے موجود ہونگے
والا وجود درحالت معدومیت لازم آئیگا پس یہ بحث و گفتگو ہی اپنی موجود اتنی ہے جو چیز مین پایا
کہ موجود ہین اگر ایک موجود کو دوسرے موجود کے وجود و عدم پر اختیار
ہو تو دوسرے موجود کو اپنے وجود و عدم پر بدرجہ اولے اختیار ہوگا کیونکہ
دوسرے پر اختیار رکھنا فرع اسکی ہے کہ پہلے اپنے پر اختیار رکھتا ہو
اور جب اپنے ہی پر اختیار رکھنے مین محتاج غیر کا ہے تو بدرجہ اولے
دوسرے پر اختیار رکھنے مین محتاج غیر کا ہوگا پیش ازین نیست کہ دونون

اگر اختیار رکھتا ہو بالفرض ورنہ فی الجملہ سہی تو علت مستقلہ اور موثرہ وجود
وعدم مین نہوا بلکہ علت بواسطہ اپنے خالق کے ہوا اور کلام اس مین ہے
کہ کون علت مستقلہ ہے عالم کا اور اثر کرنیوالا ہے عالم کے وجود
وعدم مین حالانکہ کوئی علت ناقصہ بھی نہین ہے والا علت تامہ مستقلہ
محتاج واسطہ کا ہوگا تو مستقلہ اور تامہ نرہا بلکہ یہ بھی ناقصہ ہوجائیگا۔
اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی اپنے وجود و عدم پر اختیار نہین رکھتا والا چاہیے کہ
اپنے کو موجود کرے اور آپ اپنے کو معدوم کرے تو لازم آئیگا وجود
درحالت عدم اول اور وجود درحالت عدم آخر اور یہ محال ہے اس سے
ثابت ہوا کہ ان موجودات بالفعل مین کوئی کسی دوسرے پر وجود
وعدم مین اختیار نہین رکھتا پس موجودات سابقہ اور موجودات آیندہ
اور موجودات بالفعل سب کے سب محتاج غیر کے ہوئے اور وہ غیر
چاہیئے کہ خود ہمیشہ سے موجود ہوا اور ہمیشہ موجود رہے اپنی طبیعت و اختیار
سے بے احتیاج غیر کے اگر وہ غیر ہمیشہ سے موجود نہ ہوا اور اپنے کو
موجود کرے تو وہی قباحت لازم آیگی کہ وجود درحالت عدم ہوگا اور ایسا ہی
اگر ہمیشہ آیندہ موجود نرہے تو اپنے عدم کو آپ ہی اختیار کریگا تو وجود
درحالت معدومیت ہوگا پس معلوم ہوا کہ کوئی غیر ہے کہ جو ہمیشہ سے
ہے اور ہمیشہ رہیگا وہ ہی دوسرون کے وجود و عدم پر اختیار

رکھتا ہے پس وہ غیر جو علت موجودہ ہے اگر کئی ہین تو انمین سے ایک دوسرے پر اختیار رکھتا ہے تو دوسرا اوس پر اختیار نہ رکھیگا و الا وہی قباحت پھر لازم آئیگی پس جو مختار ہے سب پر وہی واجب الوجود ہے اور باقی سب اس ایک کے محتاج ہونگے اپنے اپنے وجود و عدم مینا اور اگر ایک دوسرے پر اختیار نہین رکھتا ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی کیا وجہ ہے کہ سب اغیار پر اختیار رکھے اور اون اغیار پر جو شریک کہلاتے ہین اونپر اختیار نہ رکھے اگر کہا جائے کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ سب مساوی ہین واجب الوجود کے د'و برابر قوت والون مین کیونکر ایک دوسرے پر غالب آئیگا تو کہونگا کہ ابھی ثابت ہی نہین ہوا ہے کہ وجود و عدم مین یہ اوسپر اختیار نہ رکھتا ہے تا اونکی مساوات ثابت ہو اگر یہی مساوات مرجح ہے تو اول البحث ہے کہ ایک دوسرے کا مساوی ہے یا نہین جب مساوات ثابت نہین ہوئی ہے تو ایک کے دوسرے پر غالب نہ آنے کا کیا وجہ ہے جب تک کوئی وجہ نہ معلوم ہوگی تو ایسا ہی سمجھینگے کہ ایک دوسرے پر غلبہ و قوت و اختیار رکھتا ہے اور دوسرا اوسپر نہین رکھتا تو عدم مساوات مرجح ہے اس لئے کہ مساوات ثابت نہین ہوئی تو ایک ہی قادر مطلق و واجب الوجود ہے باقی سب محتاج سب حادث و مخلوق اوس کے ہونگے اور یہی مطلوب ہے*

۱۱- **ثابت ہوا** - کہ علیت و قومیت واجب الوجود بالذات کو ہے خالقیت و موثریت بمرتبہ کمال و بالاستقلال اوسکو ہے تمام کائنات کے لئے تو ضرور ایک واجب الوجود ہے اگر دو ہون تو دوسرا اگر معطل ہے فہو المطلوب کہ وہ دوسرا موثر و خالق نہین ہے اور اگر موثر و علت ہے معطل نہین ہے تو آیا یہی دوسرا بالاستقلال و بمرتبہ علت موثر و خالق ہے فہو المطلوب کہ ایک ہی خالق و موثر ہے اور اگر یہ دوسرا علت و موثر بالاستقلال و بدرجہ کمال نہین ہے بلکہ اوس اول کے ساتھہ مین شراکت و معونت ایک دوسرے کے کچھہ اسکا اثر ہے کچھہ اوسکا تو یہ دوسرا جو ہے وہ واجب الوجود بالذات استقلالاً و کملاً و محتاج الیہ کل کائنات کا نہین تو اوسکا واجب الوجود بالذات ہونا ثابت نہین ہے اور اول جو ثابت ہو چکا ہے وہ باطل و غیر ثابت نہین ہے اور اول کا نقصان فرضی ابھی مانا گیا تھا دوسرے کے ثابت کرنے کے لئے اور بسبب فرض باطل فرض باطل ہے اور یہی مطلوب ہے *

۱۲- **ذات** - واجب الوجود بالذات کی ثابت ہو چکی پس اگر بالفرض یہ ذات دو ذاتین ہین تو دوسری ذات ضرور اوس ذات بے اختیار نرکھی گی و الا وہ واجب الوجود بالذات نہین ہے ہت او رجب

اوس ذات پر اختیار نہین رکھتی تو یہ دوسری ذات واجب واجب الوجود
بالذات نہین کیونکہ واجب الوجود وہ ہے کہ جو سب پر اختیار کامل رکھے تو
جو خود ناقص ہوا اور بے اختیار ہو غیر پر تو ایسی ذات محتاج الیہ
کائنات کی نہین ہے اس لئے کہ جسکی علت تامہ قدرت و اختیار مین
نہین تو اوس کا معلول بھی قدرت و اختیار مین نہین ہے *

۱۳۱ – جب یہہ ثابت ہو چکا – کہ تمام عالم کے لئے کوئی علت
ہے اور وہ واجب الوجود ہے اور اوسکا وجود عین ذات ہے اور اوسکا
وجوب بھی عین ذات ہے اور اوس کے کمال بھی عین ذات ہین اور
وہ واجب الوجود بالذات ہے اور ازلی اور قدیم اور باقی اور دائم
اور ابدی و سرمدی ہے اور وہ محتاج کسی کا نہین وہ حادث نہین وہ
ممکن نہین وہ کیسکا مخلوق نہین وہ کامل ہے ناقص نہین اور اوس
کے کمال مین کوئی حالت منتظرہ نہین اور وہ سب کا خالق ہے اور
خود ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا تو ان امور کے اعتقاد کے بعد ایسا
اعتقاد یا ایسا شک بھی نہین ہوسکتا کہ دو واجب الوجود ہون دو علت
ہون اور دونون یہان ہر طرح کی مساوات ہو اس لئے کہ ایسے دونون
صرف حقیقتہً دو ہون گے ایک دوسرے کا عین نہین ہوسکتا والا
مطلب کے خلاف نہین ہے اور جب دو حقیقتہً ایک دوسرے کے

مغائر ہے عین نہین ہے تو ایک دوسرے کا محتاج بھی ہوگا ورالا محتاج
نہ عالم کی علت ہوگی اور نہ اپنے مثل کی بلکہ محتاج الیہ علت ہے اپنے مثل
کی بھی اور اگر طرفین سے احتیاج ایک کو دوسرے کیطرف ہے تو دونون
ناقص و محتاج ہین تو ان دونون مین سے ایک بھی واجب الوجود بالذات
نہوگا تو ضرور کوئی ایک ان مین سے محتاج دوسرے کا ہوگا دونون
علٰحدہ علٰحدہ مستقل ہون گے اور دونون مین شرکت بھی ہوگی یعنی
عالم کی علیت مین شریک ہونگے ورالا دونون ناقص ہون گے بسبب
احتیاج ایک کی دوسرے کیطرف اور جب اسطرح کے ہونگے تو عالم کی
مخلوقیت اور معلولیت ضرور ایک کیطرف مستند ہوگی اور دوسرے
کچھہ تعلق نہوگا تو اس صورت مین وہ دوسرا علت نہین ہے خالق نہین
ہے تو واجب الوجود بالذات بھی نہوگا کیونکہ وجود اوسکا ضروری نہوا
بلکہ عبث ہوگا تو بدتر از ممکن الوجود ہوگا کیونکہ ممکن الوجود بھی عبث نہین
ہے اور لااقل اگر ممکن الوجود بھی ہو جب بھی واجب الوجود بالذات علت
عالم وخالق نہین ہے پس واجب الوجود بالذات ایک ہی ہے فہو المطلوب

۱۴ - واجب الوجود - علت تامہ عالم کا غیر اگر واجب الوجود
علت تامہ عالم ہے تو یہ غیر اوس واجب الوجود پر قدرت و اختیار
رکھتا ہوگا تو وہ واجب الوجود نہین ہے بلکہ یہ غیر واجب الوجود بالذات

و علت تامئہ عالم ہے اور اگر اوسپر کچہہ قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے
تو عالم پر بھی قدرت و اختیار نہین رکھتا ہے کیونکہ جب علت تامہ اختیار
مین نہین تو اوسکا معلول بھی اختیار مین نہین ہے اور جب عالم پر قدرت
و اختیار نہین رکھتا ہے تو یہ عنیر جو ہے وہ علت تامہ اور واجب الوجود
بالذات ہی نہین ہے نہ علت تامہ ہے نہ اوس کا وجود ضروری ہے
تو یا ممکن الوجود ہے یا ممتنع الوجود و ہو المطلوب یا بطور فرض محال کے
ہے اور یہ مفر نہین +

اور یون بھی جاننا چاہئے کہ

۱۵- جب تمام - ممکنات موجودات گذشتہ و موجودہ و
آیندہ کو بحیثیت امکانیت وجود کے ایک سلسلۂ ممکن قرار دین پس
آحاد مجتمعہ کا ایک مجموعہ ممکن اپنے تحقق مین جس علت تامہ کیطرف محتاج
ہے جیسا کہ ثابت ہوا تو ضرور دوسری کوئی علت ہو گی اس مجموعہ
کے لئے سوا ے واجب الوجود ثابت شدہ کے کیونکہ جب اپنے تحقق
مین محتاج ایک علت کیطرف ہے تو پھر دوسری علت کیطرف محتاج
ہوگا اگر اس دوسرے کی طرف سے محتاج ہو تو معلوم ہوگا کہ اوس
اول ہی کیطرف اس ممکن کو احتیاج کم تھی اور یہ خلاف ثابت شدہ کے

ہے پس سواے اس واجب الوجود کے کوئی دوسرا واجب الوجود بالذات نہوگا فہو المطلوب *

جاننا چاہئے کہ تمام

۱۶ - عالم مین - دو حیثیتین ہین مجموع آحاد عالم والجا ص مجموع عالم یعنی آحاد مجموع عالم اگر عالم علت تامہ وموجدہ ہے عالم کے لئے تو یا مجموع عالم علت ہے مجموع عالم کی یا آحاد علت ہے مجموع کی یا مجموع احاد کی یا احاد احاد کی یہ چار صورتین ہوئین اول باطل ہے کیونکہ علت ومعلول مین مخالفت ذاتیہ لازم وواجب ہے والا مجموع مقدم ہوگا مجموع پر کیونکہ علت مقدم ہوتی ہے معلول پر اور خود کا خود پر مقدم ہونا اس کو لازم ہے خود کا موخر ہونا ہذا خلف اور خود کا خود سے موخر ہونا اسکو لازم ہے خود کا مقدم ہونا ہذا خلف *

پس اجتماع وجود وعدم کا بیک حالت ایک شئے مین لازم آیا اور یہ محال ہے *

اور دوسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ مجموع اگر علت ہو ہر واحد آحاد کی تو یہ قباحت مذکورہ بھی لازم آئیگی کل واحدین اور آ علت ب کی - اور ب علت ہو آ کی تو آ علت ہوگی آ کے پھر وہی قباحت

لازم آئیگی اور مجموعہ میں اجتماع وجود بالغیر اور وجود بالذات کا بھی ہوگا - اور یہ اجتماع النقیضین ہے - اور اگر مجموع علت ہو بعض احاد مجموع مین تو تخصیص بے مخصص کے اور ترجیح بلا مرجح و بے وجہ لازم آئیگی اور چونکہ یہ بعض احاد جو معلول ہے مجموع مین داخل ہے تو سابق کی قباحت بھی لازم آئیگی اور تیسری صورت بھی باطل ہے کیونکہ یا ہر ہر واحد احاد سے علت ہے مجموع کی تو وہی سب قباحتین صورت اولے اور ثانی کی لازم آئینگی اور اگر کوئی ایک اون آحاد سے علت ہے مجموع کی جب بھی صورت ثانیہ کی قباحتین یعنی کل قباحتین لازم آئینگی - اور چوتھی صورت بھی باطل ہے کیونکہ اگر احاد علت ہے احاد کی یعنی اگر ہر ہر واحد علت ہے ہر ہر واحد کی تو صورت اولے کی قباحتین لازم آئینگی اور یا ہر ہر واحد علت ہے کسی ایک خاص مین تو کل قباحتین لازم آئینگی اور یا بعض احاد علت ہے بعض دوسرے احاد مین شلاً ا علت ہے (ب) کی (ب) علت ہے (ج) کی (ج) علت ہے (د) کی تو جو معلول ہے اپنے سابق کا وہ اپنے لاحق کی علت تامہ نہوگی اور موجد و موثر نہوگا بلکہ علت متوسطہ ہوگی اور علت متوسطہ علت ناقصہ ہے نہ تامہ اور کلام تامہ مین ہے ہذا خلف کیونکہ وجود و عدم مین معلول کے علت تامہ موثر ہوتی ہے نہ علت ناقصہ اور علت مُعِدّہ بلکہ علت ناقصہ بھی نہین ہے یعنی علت تامہ موثرہ کا اثر

معلول کے وجود مین اور عدم مین ہوتا ہے نہ علت ناقصہ کا
اور جب (ب) کو اپنے وجود و عدم مین کچھ قدرت
و اختیار ہی ہنین ہے تو (ب) کو (ج)
معلول پر بسبب عدم قدرت و اختیار کے اپنی علت پر
کچھہ اختیار و قدرت نہین ہے پس وجود و عدم غیر کی علت ہی
نہوگی تو وہ سلسلہ ہی باطل ہوگیا — اور مثل اس کے ہے اگر چند آحاد کا
ایک سلسلہ اور چند دیگر احاد کا دوسرا سلسلہ لیا جائے تو یہ سب سلسلے ہی ٹوٹ
جاینگے اور جب چارون صورتین باطل ہین تو معلوم ہوا کہ عالم
و عالمیان کی علت غیر عالم و عالمیان ہے اگر وہ علت دو ہین اور دونون
موجد و موثر ہنین ہین اس معلول کے لئے فہو المطلوب - کیونکہ علت
و موجد و موثر ایک ہی ثابت ہوا دوسرا جو ہے وہ علت ہی ہنین ہے
موجد و موثر بھی ہنین ہے وہ خالق ہی ہنین ہے - اور اگر علت و موجد و
موثر و خالق ہے تو دونون شریک ہین ایجاد و تاثیر و خلق و علیت مین تو ہر ایک
کا فعل دوسرے کی مدد سے ہوا تو دونون علیحدہ علیحدہ ناقص ہین اور ایک
دوسرے کا محتاج ہے تو ضرور وہ دونون اپنے اپنے وجود مین بھی محتاج
دوسرے کے ہونگے کیونکہ جب معلول پر قادر ہونے مین محتاج غیر کے
ہین تو اسکی علت مین بدرجہ اولے محتاج غیر کے ہونگے تو واجب الوجود بالذات دو مین

کوئی ہوا ان دونوں سے ملکے کامل ہوئے تو واجب الوجود بالذات علت موثرہ و موجد خالق مجموعہ
اون دونوں کا ہوا تو مرکب ہوا تو مجموع مین حیثیت مجموع اپنے اجزا
کیطرف وجود و عدم مین محتاج ہے کہ جب اجزا موجود ہون تو مرکب موجود
ہوگا و الا فلا تو مجموع بھی واجب الوجود بالذات ہوا اور واجب الوجود
یہی ہے کیونکہ مفروض ہوچکا ہے تمام عالم منسوب اسیطرف ہے سب معلول
اسی کا ہے بعد تو یہ مرکب نہوگا اور دو نہون گے ایک ہی ہوگا فہو المطلوب

بیان صفات واجب الوجود

ذات واجب الوجود بالذات کا وجود اور اوسکا خالق ہونا اور علت
تامہ ہونا اور علت موثرہ و موجدہ ہونا اور فاعل باختیار ہونا اور قادر
و قدیم ہونا اور کل کائنات کا محتاج الیہ ہونا اور ایک ہونا اور بسیط یعنی
غیر مرکب ہونا وغیرہ جب ثابت ہوچکا تو یہی وجود و خلق و فعل و قدرت
و اختیار و قدامت و بے مثالیت و غیر محتاج یعنی غنی ہونا اور سب کا
محتاج الیہ ہونا یہ سب صفات ہین اوس ذات واجب کے لئے جب اوس ذات کا
کوئی مصداق نہین ہے تو ضرور وہ موجود ہی نہین ہے اور موجود ہونا ثابت
ہوا تو اوس کا کوئی مصداق ضرور ہے اور موجود ہے اور اوسکا فعل بھی
ثابت ہوچکا تو ضرور معین و مشخص موصوف بصفات ہے والا نہ موجود

ہے نہ واجب الوجود ہے نہ خالق نہ علت نہ با ختیار نہ بلے اختیار نہ قدیم
نہ حادث نہ قادر نہ محتاج الیہ وغیر ذالک ہے تو ضرور صفات ہین *

اقسام صفات باری تعالےٰ

اور صفات باری تعالےٰ کے جو اوسکی ذات سے متعلق ہین دو طرح کے
ہین یعنی بعضے صفات سے کمال موصوف کو ہوتا ہے اور بعضے صفات اوسکے
صفات کمالی نہین کہلاتے یعنی صفات جو عین ذات ہین وہ صفات کمال
کہلاتے ہین اگر یہ صفات کمالی غیر ذات باری تعالےٰ اور اوسکی ذات
زائد ہون تو استکمال ذات باری تعالےٰ غیر سے بلکہ اغیار سے ہوگی
پس اغیار کیطرف محتاج ہوگا تو ممکن وحادث ہوجائیگا واجب الوجود نہ ہوگا
اور کمال اوس کو ضرور ہے ورنہ نقصان باعث اسکا ہوگا کہ واجب الوجود
واجب الوجود نہ ہے ممکن وحادث ہوجائے اور یہ محال ہے پس کمال
اوسکو ضرور ہے تو ہر طرح سے اور ہر حیثیات سے ہر جہات واعتبارات
سے وہ کامل ہوگا ورنہ اگر کسی ایک چیز مین بھی وہ ناقص ہوگا تو وہی
محالات لازم آئینگے پس جب ہر طرح سے کامل ہوگا نہ یہ کہ رازق ہو
عالم نہو قادر ہو اراد ہ کنندہ نہو یا مرید ہو سمیع و بصیر نہو تا نقصان
لازم آئے اور نقصان اوس کے لئے روا نہین تو ہر طور سے کامل ہونگے

یہ معنی ہون گے کہ کسی کمال مین اوسکو حالت منتظرہ اور آیندہ ہونے و الا کمال
ہنین ہوگا یعنی من جمیع الجہات کامل ہے بلکہ اکمل ہے *
اس لئے کہ خود اوسکی ذات کافی ہے جمیع صفات کے پائے جانیکے لئے
اگر اوسکی ذات کمال اور صفات کے لئے کافی ہو تو وہ کمال کہ جو ضروری
شئے ہے کسی غیر ذات واجب تعالے کیطرف سے ہوگا اور لا اقل یہ ہے
کہ کوئی ایک صفت کمالی کسی غیر ذات واجب تعالے کیطرف سے پائی جائیگی
تو ترجیح بلے مرجح کے لازم آئیگی اور یہ محال ہے پس جمیع صفات کمالی غیر
کیطرف سے ہونگی تو ذات واجب اپنے کل کمال مین محتاج غیر کی ہوگی
پس واجب الوجود واجب الوجود نہ ہا بلکہ محتاج غیر ممکن و حادث ہوجائیگا
کیونکہ شے محتاج غیر ممکن و حادث ہے نہ واجب الوجود بالذات جیسا کہ
مکرر آگے گذرا - علاوہ اس کے وہ غیر جو علت اور باعث صفات کے لئے
ہوگا وہ غیر اگر قدیم ہے تو کئی قدیم ہونگے اور قدیم سوا لئے واجب تعالے
کے اور کوئی ہنین ہے جیسا کہ گذرا اور آئیگا اور قدیم ہو تو ضرور حادث
ہوگا تو اوس حادث کے لئے ضرورت دوسری علت کی ہوگی پہر وہ علت
یا قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے تو تعدد قدما لازم آئیگا اور وہ باطل ہوچکا
اور ہوئیگا اور اگر حادث ہے تو پہر اوسکے لئے کوئی علت چاہئے پہر ایسا ہی
کلام اوس مین ہوگا یہان تک کہ غیر متناہیہ جمع ہون گی اور علت ہائے

غیر متناہیہ یعنی امور غیر متناہیہ مطلقاً کا جمع ہونا تسلسل ہے اور تسلسل
محال ہے - پس غیر ذات واجب تعالے کا تجویز کرنا صفات کے لئے محال
ہوا پس ذات ہی واجب تعالے کی کافی ووافی ہے اپنے صفات کمالیہ
کے پائے جانے کے لئے یعنی یہ صفات کمالی عین ذات واجب تعالے
کی ہونگی اور یہی مطلب ہے کہ ذات واجب تعالے کے لئے کوئی حالت
منتظرہ نہین ہے تا نقصان واجب تعالے لازم آئے - اور یہان سے
یہ بھی ثابت ہوچکا کہ استکمال بالغیر یعنی اپنے کمال مین احتیاج اور افتقار غیر کی
ذات واجب تعالے مین خلاف عقل ہے ورالا محتاج وممکن وحادث ہوجائیگا
پس اب تفصیل صفات باری تعالے کی سمجھنی چاہئے -

صفات

باری تعالے کے دو طور کے شمار کئے جاتے ہین بعضے ایسے صفات ہین
کہ اوس کے لئے ثابت و موجود ہین اور بعضے ایسے ہین کہ اوس سے نفی کئے
جاتے ہین یعنی اوسکے لئے نہین پائے جاتے ہین یعنے چند چیزین ایسی ہین
کہ اوس سے معدوم ہین مگر اونکو بھی صفات کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین
جو صفات کہ پائے جائین اونکو صفات ثبوتیہ کہتے ہین اور جو صفات کہ اوس
مین نہین پائی جاتی ہین اور اوس سے وہ چیزین نفی کیجاتی ہین اونکو صفات

سلبیہ کہتے ہین صفات ثبوتیہ یہ ہین - ازلیہ + و ابدیہ + قدرۃ +
علم + حیوۃ + ارادہ + ادراک + تکلم + بقا + صدق + غنا +
عدل + افعال بندگان مین قوۃ موثرہ کا خالق ہے + مستحق کو عوض
دیتا ہے + عذاب آن اطاعت + کارہ معصیت سے ہے ان
صفات کے اعتبار سے باری تعالے کو ازلی ابدی قادر عالم + حی + مرید +
مدرک + متکلم + باقی + صادق + غنی + عادل وغیرہ کہتے ہین یہ سب
صفات ثبوتیہ ہین + اور دوسری قسم کہ جو باری تعالے مین نہین پائی جاتی
ہین انکی بھی دو صورتین ہین ایک یہ کہ عدم صفات مذکورہ اوسمین نہو یعنی انہین صفات مذکورہ کے
خلاف کو فرض کرین کہ باری تعالی مین نہین پائے جاتے ہین مثلاً قدرت اوس مین
ہے عدم قدرۃ نہین علم ہے جہل نہین بقا ہے فنا نہین صدق ہے کذب
نہین وازین قبیل + دوسری قسم کہ جو اوس مین معدوم ہین وہ یہ ہین
وہ کسی کا مماثل و مثل نہین ہے مرکب نہین ہے + وہ کسی خاص جگہہ مین
نہین ہے جیسے کہ کوئی جسم کسی معین جگہہ مین ہو - وہ کسی سمت کسی جہتہ
مین نہین ہے + وہ کسی حوادث کے ساتھہ متصف نہین ہے اور محل تغیرات
و تبدلات نہین اوسکو لذت و الم نہین ہوتا + وہ آلات جسمانیہ نہین
رکھتا + نہ اوسکی کنہ و حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نہ وہ دیکھنے مین
آتا ہے + اوسکا کوئی شریک نہین + وہ فاعل قبیح نہین + وہ فاعل فعل

عبث نہین + اوس کے لئے کوئی حالت منتظرۂ غیر حاصلہ نہین ہے اولاً
میرا ارادہ ہوا کہ ان صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کو بدلیل نہ لکھون اس لئے کہ
رسالہ طولانی ہو جائیگا مگر کچھہ بھی دلائل نہ لکھے جائین یہ بھی پسندیدہ
نہین اس لئے اکثر کو بدلائل اجمالیہ بطور اختصار بیان کرتا ہون صفات ثبوتیہ کو صفات
کمال بھی کہتے ہین کیونکہ ہر شئے کا کمال اوسکی صفات سے ہوتا ہے اور توضیح ہر ایک کی یہ ہے
وہ ازلی و ابدی ہے اور ہمیشہ رہیگا یعنی قدیم ہے اگر ازلی نہو تو ابتدا اور اوسمین
عدم پایا جائیگا اور ابدی نہو تو آیندہ اوسمین عدم پایا جائیگا اور
جب اول و آخر یا اول یا آخر مین اوسکے لئے عدم ہے تو وجود و عدم
کی نسبت اوسکی طرف مساوی ہوگی اور ممکن بالذات ہوگا حالانکہ وہ
واجب الوجود بالذات ہے اور ثابت ہو چکا تو ضرور ازلی و ابدی یعنی
قدیم ہے حادث نہین ہے

اور واجب الوجود تعالےٰ ہی صرف قدیم ہے سوائے اوس کے کوئی
قدیم نہین ہے اس لئے کہ سوائے اوس کے کوئی واجب الوجود بالذات
نہین ہے سب ممکن ہین اور جو ممکن ہے اوسپر عدم طاری ہوتا ہے تو
قدیم کیونکر ہوگا کیونکہ قدیم مین کبھی ازلاً ابداً عدم نہین ہوتا و الاحادث
ہوگا قدیم نہ رہیگا اور صفات باری تعالےٰ کے جو قدیم ہین تو اس لئے کہ
صفات باری تعالےٰ کے عین ذات باری تعالےٰ ہین جو صفت کہ ذات

پر زاید اور غیر ذات ہون وہ قدیم نہین ہین - اور صفات غیر قدیمہ بھی
بعضے اوس کے لئے ہین اونکا بیان آئیگا -
۲ - وہ قادر ہے یعنی ہر مقدور غیر ممتنع و محال پر اوسکو قدرۃ
و اختیار ہے یعنی جس شئے سے ازروئے عقل کے قدرت متعلق ہو سکتی
ہے اور وہ موجود ہو سکتا ہے عقل کی رو سے تو اوسپر وہ قادر ہے
کسی شئے پر تسلط و قدرت سے وہ عاجز نہین اور جو شئے کہ اوسکا وجود
مین آنا عقلاً محال ہے اور وجود اوسکا ممتنع ہے اوسپر قدرت و اختیار بھی
محال ہے ورنہ ممتنع الوجود فرض کیا ہوا ممکن الوجود بلکہ موجود ہو جائیگا یا
قدرت قدرت نرہیگی کیونکہ محال پر قدرت محال ہے اور محال شئے معدوم
ہے اور چونکہ قدرۃ فعل اور اختیار و تسلط اوسکا محال نہین ہے اسلیے
قدرۃ اوسکی متعلق شئے غیر مقدور و محال و ممتنع سے نہین ہوتی کیونکہ وہ
قدرۃ متعلقہ بمحالات حقیقۃً قدرۃ نہین ہے وہ قدرۃ ممتنعہ ہے اور جو شئے
ممتنع و محال حقیقۃً ہے وجود اوسکا ممتنع و محال ہے تو قدرۃ اسطرح کی
وجود مین نہین اسکتی یعنی باری تعالیٰ اپنی قدرۃ سے وجود و عدم کو
بیک حالت ایک ہی مین مجتمع نہین کرتا کہ اوسکی قدرت سے معدوم درحالت
معدومیت موجود ہو یا چار دونا کو پانچ کردے درحالیکہ آٹھ ہو جیسا کہ
محال ہے کہ وہ خود اپنے کو معدوم کردے یا کبھی اپنے کو مجسم بنادے یا کبھی

اپنے کو چار اور دس ہیں خدا بنا دے یہ سب محال ہین اور نقص اسکا ہے واجب الوجود واجب الوجود نرہیگا ممکن ہو جائیگا اسی طرح ایسا فعل بھی نہین کرتا کہ جس سے اوسکا نقص ہو کیونکہ محال کو ممکن کر دینا یا واجب الوجود کو ممکن یا ممتنع کر دینا محال ہے اور موجب نقص ہے بلکہ مقدور کے محال ہونے سے قدرۃ اوسپر بھی محال ہو گی اور محال نہین ہے مگر ممتنع الوجود بالذات پس ایسی قدرت ممتنع ہو گی اور جو ممتنع الوجود بالذات ہے وہ لاشئے ہے از روے موجودیت کے پس ایسی قدرت حقیقتہً عدم القدرۃ ہے اور واجب تعالے عدیم القدرۃ نہین بلکہ قادر ہے یعنی چونکہ قادر ہے اس لئے سوئی کے سوراخ سے تمام عالم کو نہین نکالتا مگر قادر ہے کہ سوراخ کو بڑا کر دے یا عالم کو چھوٹا کر دے پس عوام الناس کی غلط فہمی ہے کہ شک کرتے ہین کہ خدا ممتنعات اور محالات کے پیدا کرنے سے مجبور ہے حالانکہ امر بالعکس ہے چونکہ قادر ہے اور قبح اور نقص اور عجز اور ممکن ہونا اور ممتنع ہونا یہ سب اوس ذات اقدس و منزہ سے محال ہین اور اضطرار و مجبوری بھی ذات مقدس مین نہین ہے لہذا وہ علت موجبہ کسی معلول کے لئے نہین ہے مثل آگ کے کہ وہ علت موجبہ ہے کہ جلا دینا اوسکو لازم اور واجب ہے بلکہ باری تعالے علت موثرہ ہے معلول مین علت موثرہ مین قصد و ارادہ و اختیار و مشیت کو

دخل ہے اور علت موجبہ مین قصد و اختیار کو دخل نہین علت موجبہ
غیرذی حس چیز ہوتی ہے فاعل مختار سے فعل و ترک دونون ہو سکتے ہین
اور فاعل موجب سے فعل ضروری ہے اور ترک اوس فعل کا اوس سے
ممکن نہین مختار سے تاخیر فعل ہو سکتی ہے اور موجب مضطر سے تاخیر نہین
ہو سکتی - اور حق یہ ہے کہ آگ کو اگرچہ احراق لازم ہے مگر حقیقتہً و بالذات
یہ فعل آگ کا نہین آگ فاعل اثر حقیقتہً نہین مگر علت موثرہ کے سمجھنے کے لئے
علت موجبہ بھی ایک اصطلاح قرار پائی ہے اور اوسکے لئے مثال آگ کے
دیجاتی ہے والا حقیقتہً کوئی علت باستقلال موجبہ نہین اور اگر باری تعالیٰ
علت موجبہ ہو کسی معلول کی یا تمام عالم کی تو بوجود باری تعالیٰ ساتھہ ہی
معلول یعنی تمام عالم بھی چاہیے موجود ہوا اور وجود علت قدیم ہے ازلی ہے
تو معلول بھی یعنی تمام عالم بھی قدیم ہوگا حالانکہ سوائے واجب الوجود
کے کوئی قدیم نہین ممکن قدیم نہین ہوتا بلکہ بالبداہتہ ہم دیکھتے ہین کہ آج
کل جو پیدا ہو رہے ہین وہ یقیناً قدیم نہین ہین حادث ہین تو ایسا ہی پرسون
اور پارسال کی پیدا کئے ہوئے بھی حادث ہین اور ایسا ہی زمان ماضی بعید
کی چیزین تھین

پس ایسا ہی تمام عالم ہے حوادث یومی اور حوادث قبل از طوفان
نوح اور حوادث قبل خلقت جن و انس مین کوئی فرق نہین کہ جسکی وجہ سے

عالم قدیم ہو یا بعضے عالم قدیم ہو اگر بعض چیز عالم مین سے بھی قدیم ہو تو
چاہیئے دوسری چیز بھی بلکہ تمام عالم قدیم ہو اس لئے کہ ممکن کو ممکن سے
از روے وجود کے کوئی تفرقہ و امتیاز نہین سب مساوی ہین از روئے
وجود و عدم و احتیاج بغیر کے پس ایک کو از روے وجود کے دوسرے پر
ترجیح ہونی چاہیئے تا کہ ایک کا وجود دوسرے پر اعلیٰ و اقدم ہو وہ
باعث تقدم و سبب ترجیح یعنی مرجح صرف وجود علت نہین ہے تا وہ علت
موجبہ ہو اور معلول وجود علت کے ساتھہ ہی وجود مین آوے بلکہ
مرجح اوسکا ارادہ و اختیار و مشیت و قدرت و علم ہے جو اوس علت تامہ
موثرہ مین پایا جاتا ہے جب چاہے پیدا کرے جب چاہے پیدا نکرے
ہان علت تامہ موثرہ سے معلول فوری وجود مین آئیگا جب کوئی مانع
نہو اور کل شرائط پائے جائین مثلاً جب واجب تعالےٰ نے ارادہ
کیا اور داعی اور مشیت و مصلحت وقت وغیرہ سب پائے جائین
تو معلول ضرور پایا جائیگا - اگر ارادہ و اختیار اوسکو نہو تو وہ مجبور
ہوگا اور مجبور محتاج غیر کا ہوتا ہے پس واجب الوجود ممکن ہو جائیگا
اس سے ثابت ہوا کہ وہ عاجز نہین کہ مقدور شئے کو پیدا نکر سکے اور نہ
مجبور و مضطر نہین کہ مقدور شئے کو بے ارادہ و مشیت کے فوری و ضروری
مثل جلا دینے آگ کے پیدا کر دے کہ بوجود علت معلول ضرور فوری

وجود مین آجائے وہ معذور و معطل نہین کہ محالات سے اختیار فرضی کو
متعلق کردے تا محالات کو ممکنات بنانا چاہے - اور اگر ایسا ہوگا یعنی
سو جبہ ہو تو معلوم ہوا کہ خالق عالم کا اور علت معلول کی کوئی اور ہے
اور یہ خدا ایک ذریعہ ہوگیا ہے مثل آلہ کے کہ جب آلہ علت فاعلی کیطرف
سے معلول پر واقع ہو تو ضرور عمل آلہ کا ہوگا اور ایسا ہی نہین ہے
کہ واجب تعالے لئے بعضے ممکنات پر قدرت رکھتا ہے بلکہ وہ قادر ہے ہر شئے
پر جو وجود مین آنے کے قابل ہو یعنی سواے محال کے ہر شئے اوس کی
قدرت مین ہے حتے افعال عباد پر بھی قدرت و تسلط اوسکو ہے
اسکا بیان آئیگا نہ یہ کہ اوس نے صرف ایک کو پیدا کیا ولبس پھر دوسریکو
پیدا کرنے سے مجبور رہ گیا ایک سے کئی چیزین نہین پیدا ہوتین جیساکہ
بعضے فلاسفہ والے کہ وہ حقیقتہً کامل فلاسفہ دان نہین ہین اس کے
قائل ہوئے ہین حالانکہ یہ محض بے عقلی ہے اور نہ یہ کہ اکثر ممکنات و
مقدورات پر واجب تعالے قادر ہے اور بعضے موجودات
ممکنات پر باوجود مقدوریت کے واجب تعالے قادر نہین ہے
جیساکہ بعضے اس کے بھی قائل ہوئے ہین کہ یہ بھی خلاف عقل ہے
اور ہم نے بخوف طوالت ان سب باتون کو ترک کیا اور کتاب مسائل
اعتقادیہ مین کچھہ تفصیلاً ہم لکھہ چکے ہین *

بلکہ وہ قادر مطلق ہے قدرت اوسکی عام ہے کل مقدورات پر
قدرت ہے نہین ہو سکتا کہ شئے اگر ممتنع الوجود بالذات اور محال ہو
یعنی ممکن الوجود بالذات ہوا ورا وسپر قدرت واجب الوجود بالذات کی
نہو کیونکہ ممکن قابل قدرت غیر ہوتا ہے والا ممکن ممکن نرہیگا واجب الوجود
بالذات ہوجائیگا حالت اسکانیت مین اور یہ محال ہے - اور جب
قابل قدرت غیر ہے تو یہ ثابت ہوچکا کہ ممکن ممکن کو وجود مین نہین
لاتا ہے بلکہ جمیع ممکنات محتاج واجب الوجود بالذات کے ہین پس کل
ممکنات مقدور ہونگے واجب الوجود بالذات قادر علی الاطلاق کے
اسلئے کہ سب کی احتیاج اوسی کیطرف ہے یہ ثابت ہوچکا ہے اگر قدرت
واجب الوجود بالذات کو جن ممکنات پر نہو تو وہ ممکن مقدور ہی نہین
ہے یا واجب ہے یا ممتنع اور حالانکہ مانا ہوا ہے اور ثابت ہوچکا ہے
کہ ممکن ہے تو بلاشک مقدور بھی ہے - علاوہ برین اگر بعض مقدورات
یعنی بعض ممکنات پر واجب تعالے کا قادر ہونا ثابت ہو جیسا کہ خصم
بھی اسکا مقر و معترف ہے تو واجب و ضرور ہے کہ قادر ہو کل مقدورات
پر اس لئے کہ مقدور ہونے کا باعث بعض ممکنات مین سوا اسکے
امکان کے اور کوئی چیز نہین ہے اس سلئے کہ واجب اور ممتنع مقدور
نہین ہے جیسا کہ گذرا اور جب صرف امکان ہی باعث مقدوریت

ممکنات ہے تو امکان ایسی صفت ہے کہ وہ مشترک ہے تمام ممکنات مین
برابر صفت امکان کلی مشکک نہین یعنی گھٹ بڑھ نہین ہوتی جیسا کہ گذرا
گذا ایسی کل ممکنات صفت مقدوریت مین برابر ہون گے تو ایسی صورت
مین واجب تعالے اگر بعض پر قادر ہوا ور بعض پر نہو تو سمجھنا چاہئے
کہ بعض کے ساتھ قدرت کو شامل کرنے والا کون ہے اور بعض دوسرے
کے ساتھ قدرت کو روکنے والا اور منع کرنے والا کون ہے یعنی مخصص
وجود قدرت بعض کے ساتھ اور مخصص عدم قدرت بعض کے ساتھ
کیا چیز ہے دو حال سے خالی نہین یا مخصص خود مقدورات کی ذات ہے
یا ذات واجب تعالے کہ جو ممکن و مقدور کا غیر ہے نہین ہو سکتا کہ ذات
مقدور مخصص ہو کیونکہ ابھی ثابت ہو چکا کہ مقدور ہونا اور ممکن ہونا
سب ممکنات مین یکسان اور مشترک ہے تو تخصیص بلا مخصص لازم
آئیگی اور یہ محال ہے تو ضرور مخصص اور مرجح اور بعض مقدورات کی
تعین کرنیوالی ذات واجب الوجود تعالے شانہ ہو گی مگر ذات واجب
تعالی بھی مخصص و مرجح نہین ہو سکتی اس لئے کہ ذات واجب تعالے
مجردہ بسیط سب کیطرف نسبۃ مساوی رکھتی ہے باوجود تساوی نسبتہ
ترجیح چہ معنی دارد پس کوئی مخصص نہوا اور بے مخصص تخصیص محال
ہے تو بعض کا مقدور ہونا بھی محال ہے اور بعض مقدور ہونا مسلم عند الخصم ہے تو کل کا مقدور ہونا بھی ا[illegible]

ہو چکا ہے کہ
سواے محال کے سب مقدور علیہ ہین
یعنی ممکن موجود اور ممکن معدوم مقدور ہین امر قدرت
قادر کا تعلق ہو سکتا ہے کیونکہ غیر مقدور شے محال اور ممتنع ہے
اور مقدور شے ممکن ہے خواہ بالفعل موجود ہو یا بالفعل معدوم ہو گا
صلاحیت و استعداد موجود ہونے کی اوسمین ہے کیونکہ عدم ضروری
محال کو ہے نہ معدوم ممکن کو ہان معدوم ممکن کو اگرچہ اوس وقت عدم
ضروری ہے مگر ہر وقت وجود غیر ضروری کی بھی اوسکو ہے
یعنی ایسا معدوم کہ جسکو وجود اور عدم دونون کی لیاقت حاصل ہو
اور وہ دونون کیا یقین اوسکی ذات بین مساوی ہون اوسکی
ذات خود چاہتی ہو وجود اور عدم کو اور یکسی ہی آن مین بالفعل موجود
ہوگا اور بالفعل معدوم ... ایسی ہی شے کا ایک حیثیت اور اعتبار
سے محال ہے وہ کبھی موجود ہوگی کبھی معدوم ہوگی اور
اوسکی خود ذات اور طبیعت دونون
کو یکسان چاہتی ہے

تو خود ذات و طبیعت
کیطرف سے کبھی موجود اور کبھی معدوم
ہوئی ہے کسی محرک اور معاون کے خود ہی نہ صرف
موجود ہوگی نہ فقط معدوم ہوگی والا اجتماع النقیضین لازم آئیگا
اگر جس حال مین اوس شے کی خود ذات وجود و عدم دونون کو
برابر چاہتی ہے اوسی حال مین ایک وقت مین صرف وجود کو یا
صرف عدم کو اختیار کرے گی اقتضاے طبعی اور اختیار ذاتی
کے خلاف [illegible] ہے اور قادر کی قدرت و اختیار کا تعلق
اوس شے سے ہو سکتا ہے کیونکہ قادر مختار کیطرف سے
موانع نہین ہین اور وہ شے مقدور اور قابل فعل محرک ہی ہو اوسکا
صرف عدم بھی کسی قادر کیطرف سے ہی ہے اور محض وجود بھی کسی
قادر کیطرف سے ہی ہوگا اور خالق علی الاطلاق کی قدرت اور اوسکا
اختیار بدلیل ثابت ہو تو خداے تعالے نے اپنی
قدرت سے اوس شے معدوم کو
عدم کی

نزدیک مسلم ہونا چاہئے پس ثابت ہوا کہ کل ممکنات مقدور ہے واجب تعالے کا اور واجب تعالی کو قدرت سب شئے پر برابر عموماً ہے تو وہ ہر شئے پر قادر ہے اس لئے کہ جب امکان ساری ہے جمیع مین تو تعلق قدرت جمیع مین ہونا چاہئے کیونکہ امکان ہی باعث ہے قدرت کا اور خود قدرت بھی وجودی شئے ہے یعنی ہونے کی صلاحیت اوس مین سے تو امکان عام کے تحت مین داخل ہوگا تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ ممتنع الوجود عقلاً کے ساتھ متعلق نہوگی ورنہ قدرت امکان کی فرد نرہے گی ممتنع و محال ہوجائیگی ہف اور ازین قبیل بہت سے دلائل عقلیہ متعلق قدرت کے ہین علاوہ نقلیہ کے نقلیہ کا ذکر آئندہ آئیگا اور عقلیہ سمجھنے والے کے لئے اسیقدر بس ہے رسالہ مختصرہ مین ہم طول دینا نہین چاہئے ہین ؁

سوا - و ۵ - عالم ہے علم کے معنی یعنی جاننا اور اوسکی تقسیمین مقدمات کے بیان سے معلوم کرنا چاہئے مگر بیان پر پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ علم واجب تعالی کا ممکنات کے علم کے طور پر نہین ہے ہم لوگون کا علم دو قسم کا ہے اور اوسکو علم اور قسم کا ہے اسکے بیان کے لئے اتنا ہی کفایت کرتا ہے کہ جو انسان مثلاً عالم کسی ایک چیز کا نہتھا پھر اوسکو وہ چیز جو مجہول تھی ظاہر ہوگئی تو اُس انسان کو ایک عانت ایسی

پیدا ہوتی ہے کہ پہلے وہ حالت نہ تھی یعنی ظہور اوس مجہول کا پہلے نہ تھا
اب ہوگیا ہے یعنی یہ علم حادث ہے ظہور اشیاء و انکشاف اشیاء اوس
ممکن کو نیا پیدا ہوا کہ پہلے نہ تھا - اور واجب الوجود تعالے کو ظہور
الاشیاء و انکشاف الاشیاء اس طرحکا نہین ہے کہ پہلے نہ تھا اب
ہوگیا بلکہ اوسکی ذات کو ظاہر ہے اور تھا اور ظاہر رہیگا منکشف تھا اور ہے
اور رہیگا ہمیشہ ازلاً و ابداً کسی طرحکا تغیر اوسکے علم مین نہین ہوتا کوئی
حالت قبل العلم اور بعد العلم علٰحدہ علٰحدہ نہین ہوتی اور قبلیت علم اور
بعدیت علم اوسکی ذات کو نہین ہوتی اور کوئی اور کوئی چیز اوس کے
علم سے چھوٹ نہین جاتی علم اوسکا عام اور تمام ہے اور پورا ہے کنہ
اشیاء کو اور حقیقت کو جانے ہوا ہے اور اس علم کی وجہ سے اوس مین
کوئی تغیر کوئی حالت کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اوسکی ذات غیر علم
نہین ہے - علم اوس کا غیر اوسکی ذات کا نہین صفت علم عین ذات
باریتعالی ہے - اب اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ وجب تعالٰے قادر مختار
ہے اور جو قادر مختار ہے وہ عالم ہے پس واجب تعالٰے عالم ہے لیکن
صغری یعنی پہلا جملہ ثابت ہوچکا کہ وہ علت موجبہ ممکنات کے لئے نہین ہے
بلکہ علت ہے بالاختیار والارادہ سب ممکنات کے لئے - اور ثبوت
کبرے کا یعنی جملہ ثانیہ کا یہ ہے کہ کوئی مختار کوئی فعل اپنے ارادہ و قصد

نہین کرتا یعنی بے قصد اور اختیار و مشیت و خواہش نہین کرتا تو ظاہر ہے اور اختیار و قصد حالت لاعلمی و بیحواسی مین معدوم ہے تو اختیار و قصد علم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے اور جب صغرےٰ اور کبرےٰ یعنی دونون جملہ ظاہر و واضح ہوئے تو نتیجہ اوسکا بھی ظاہر و روشن ہے کہ واجب تعالےٰ عالم ہے اور یہی مطلوب ہے علاوہ اس کے واجب تعالےٰ خالق باارادہ و قصد ہے اس مین شک نہین کہ ثابت ہو چکا ہے اور ارادہ و قصد بے ادراک و علم فعل سے نہین ہوتا کیونکہ قصد موقوف ہے ہوش و حواس پر ورنہ فعل اضطراری و اختیاری مین کوئی فرق نرہیگا تو اگر بارادہ و قصد فاعل ہے پس بعلم فاعل ہوگا *

مسئلہ علم کے متعلق

جب علم باری تعالےٰ کا ثابت و متحقق ہے تو جاننا چاہئے کہ وہ اپنی ذات کو بھی جانتا ہے اگر اپنے کو نہ جانتا ہو تو غیر کو بدرجۂ اولےٰ نہ جانتا ہے اس لئے کہ اپنا علم مقدم تر اور اسہل و قریب تر ہے بہ نسبت غیر کے۔ اگر کہا جائے کہ وہ اپنے کو اگر جانے تو محال لازم آئیگا اس لئے کہ علم اضافتہ ہے عالم و معلوم کے درمیان مین یا لازم اضافتہ بین العالم والمعلوم

اور عالم و معلوم مین مغائرۃ ضرور ہے تو وہ خدا ہو جائینگے ایک اس حیثیت
سے کہ وہ جانتا ہے اور دوسرا اس اعتبار سے کہ وہ جانا گیا ہے اور
اثبات توحید اس مطلب کو باطل کرتا ہے تو کہونگا کہ مغائرۃ کی دو قسمین
ہین ایک از روے ذات مغائرت ہوتی ہے یعنی دو ذات ہون یہ مغائرۃ
درمیان دو ذات کے ہوتی ہے۔ اور دوسری قسم مغائرت کی یہ ہے
کہ از روے ذات کے مغائرت نہو بلکہ ذات ایک ہی ہو بلکہ کسی اعتبار
کی رو سے ہو اور یہان یہ مغائرۃ اعتباری ہے یعنی ایک ہی
شئے اس حیثیت سے کہ عالم ہے اور اس حیثیت سے کہ معلوم ہے اسیقدر
مغائرت ہوتی ہے اس سے نہین لازم آیا کہ حقیقتہً اور ذاتاً دو شئے
ہون ۔

غیر پر قدرت رکھنے سے ثابت ہو چکا کہ اپنے غیر کو بھی جانتا ہے
اگر کہا جائے کہ اگر غیر کو جانیگا تو چاہیے کہ سب اغیار کو یعنی سب ممکنات
کو جانے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم ائیگی اور سبکو جانیگا تو موجودات کی
ذاتین مختلف ہین پس اگر ایک غیر کو اغیار مین سے جانیگا تو سب اغیار کو
جانیگا جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا اور سب ممکنات کے جاننے سے علم اوسکا
مختلف ہو گا کیونکہ معلوم کے اختلاف سے علم مین اختلاف ہوتا ہے یعنی
کئی قسم کا علم ہو گا۔ اور علم خدا عین ذات خدا ہے تو خدا کی بہت سی ذاتین

ہون گی بلکہ بعدد ممکنات خدا بھی اوسیقدر معدود ومتعدد ہوگا تو یا
یہ کہ علم خدا عین ذات خدا ہو یا خدا ایک ہو کئی ہون تو کہونگا کہ معلومات
کیصورتین مختلف اوس کے علم مین نہین ہوتین یعنی معلومات کے
اختلاف سے اوسکا علم مختلف طور کا نہین ہوتا علم اوسکا ایک ہی رہتا
ہے اس لئے کہ علم اضافتہ بین العالم والمعلوم اگر ہے تو اضافتہ علم کی
سب معلومات کیطرف مساوی ہے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور
جب اضافتہ یعنی لگاؤ معلومات کیطرف مساوی ہے تو صورتین علم کی
مختلف ومغائر ایک دوسری ہونگی یعنی مغائرۃ خارجیہ ہوگی بلکہ مغائرۃ
ذہنیہ ہوگی - اور مغائرۃ ذہنیہ مغائرۃ اعتباریہ ہے تو یہ مغائرت
اعتباریہ باعث اسکی ہوگی کہ ایک ذات عالم کئی ذات ہو جائے
جیسا کہ ہم نے جب اپنے نفس کو جانا تو ہماری صورت علمیہ مغائر ہماری
ذات سے نہین ہوتی - اور جب ہم اپنی صورت علمیہ کو جانتے ہین تو باعتبار
دوسری صورت علمیہ کے ہم اول صورت علمیہ کو نہین جانتے بلکہ ایک ہی
صورت علمیہ رہتی ہے والا ہمارے ذہن مین صورت کی صورت کی صورت
کی صورت کے جاننے سے چاہیئے کہ بہت سی صورتین ہماری یا
ایک معلوم کی جمع ہو جائین اور یہ خلاف ہے پس جب ہماری یہ حالت
ہے تو اوس موجد موثر کو بدرجہ اولئے ایسی حالت ہوگی کیونکہ نسبتہ حصول

صورۃ کی بلکہ نسبت حضور و ظہور شئے اوس موجد موثر کی طرف اوسکے اور اشد اور اقوی سے ہمارے حصول صورت کے نسبت سے ہے - اور جب اوسکا علم سب کے ساتھ مساوی ہے تو علم اوسکا شدید اور ضعیف یا گھٹ بڑھ یا مقدم و موخر نہین ہوتا ہے تابہت چیزون کے جاننے سے بہت سی حالتین اوس مین پیدا ہو جائین ❊ سب بحثئے موجودات ہین سب ایک رتبۂ امکانیت مین ممکن ہین جیسا کہ گذرا اور ممکن کے لئے علتہ ضرور ہے اور ایک کی جو علت ہے وہی سبکی علت ہے یہ سب مذکور ہو چکا ہے سابق مین اور واجب تعالی کو اپنا علم ہے یعنی علت کا علم ہے اور علت کے علم کو لازم ہے کہ معلول کو بھی جانئے والا علتہ کو نہین جانتا ہے کیونکہ علت کیا ہے علت لامحالہ کسی معلول کی ہے لامحالہ اسقدر تو علتہ کا علم ضرور ہونا چاہئے اور جب وہ موثر ہے کل مین تو اوسکو علت کا علم بھی ہے تو معلول کو خوب سمجھتا ہے اور جمیع موجودات معلول ہین تو جمیع موجودات معلوم ہین - پس جاننا چاہئے کہ واجب تعالی نے جیسا کہ موجود تھا اوس حالت مین کہ کوئی نہ تھا ویسا ہی عالم تھا جب کوئی نہ تھا اور ہمیشہ سے جانتا ہے اور ہمیشہ جانتا رہیگا کبھی علم سے خالی نہین کیونکہ علم اوسکا عین ذات ہے اور تمام عالم و جملہ کائنات کو کلیتہً و جزئیتہً

جانتا ہے ایک ذرہ کا ذرہ بھی اوس سے مخفی نہین ہے سب اوسپر ظاہر
ہین بلکہ علم اوسکو اون چیزون کا بھی ویسا ہی ہے جو آیندہ ظہور مین آینگے
یعنی قبل وجود اشیاء اشیاء کو جانتا ہے قبلیت شئے اور بعدیت
شئے سے اوسکا علم یکسان ہی رہتا ہے علم مین اوس کے تغیر نہین
ہوتا علم اوسکا قدیم ہے اور اوسکا علم نہ حصولی ہے تا محتاج حصول شئے
کا ہو اور علم اوسکا نہ حضوری ہے کہ حضور معلومات اوسکا عین ہو
ہوجائے ہان اس صورت مین اپنی ذات کا علم اوسکو البتہ حضوری کہ
سکتے ہین اور علم اوسکا حادث نہین ہے اگر بعد وجود شئے اور حین الفعل
اوسکو علم ہو تو لازم آئیگا کہ پہلے اوس سے جاہل تھا اور کسی طرح سے
اوس پر جہل روا نہین محال ہے عقلاً اور نقلاً اور معدوم کو وہ اس طور سے
جانتا ہے کہ فلان شئے معدوم ہے وہ اوس طرح کی وجود مین آئیگی نہ
یون کہ عدم مین فلان شئے اس طرح پر ہے تا عدم مین وجود لازم آئے اور
چونکہ واجب تعالے زمانی اور مکانی نہین ہے تو نسبت اوس کی سب
جگہون کے طرف برابر ہوگی قرب و بعد اوسکے نزدیک کوئی چیز نہین اور
ایسا ہی قرب و بعد زمانی اوس کے نزدیک کوئی چیز نہین ہے تو نسبت
اوس کی سب زمانون کیطرف برابر ہوگی پس سب موجودات چین
وکابل وامریکہ وآسمان وعرش کے اور سب موجودات گذشتہ اور

حال اور آیندہ اوس کے نزدیک گویا یکجا اور بیک وقت ہین گو میرے
نزدیک بعضے آیندہ کہلاتے ہین اور بعضے گزشتہ مگر اوس کے علم مین شد
اور شوندہ اور خواہد شد مساوی ہین - اور علم اوسکا یکسان ہے اس لئے
کہ جب علت ہونے کو علت تامہ موثرہ موجدہ کل عالم کا جانتا ہے تو
علم علت کو علم معلول لازم ہے پس چاہئے کہ تمام معلولات معلومات
ہون والا اوسکو اپنی ہی ذات کا علم ہوگا پس یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ جانتا
ہے تمام متجددات زمانی کو قبل اوس کے وجود کے زید کل پیدا ہوگا
مگر وہ ہمیشہ سے جانتا ہے کہ زید فلان سال اور فلان زمین پیدا ہوگا
اگر کوئی یہان پر یہ شبہہ کرے کہ اگر علم واجب تعالے کا متعلق ہو معدومات
زمانی سے قبل اوس کے وجود کے اور وہ معدوم ممکن بالذات ہے چاہئے
پایا جائے چاہئے نہ پایا جائے وجود و عدم کی نسبتہ اوس کی طرف برابر ہے
اور جب علم اوسکا ایسے معدوم کے ساتھہ متعلق ہوا تو چاہئے کہ ضرور پایا
پایا جائے والا علم واجب تعالے کا خلاف واقع کے ہوگا اور علم خلاف
واقع جہل ہے اور خدا مین جہل محال و خلاف عقل ہے تو کہون گا کہ علم
اوسکو بیشک ضرور ہے مگر اس کے یہ معنی نہین کہ اس کے جاننے کی
وجہ سے وہ معدوم ضرور ہوگا یعنی علم محض اوسکا علت وجود معدوم
ہے اسی علم نے اوس معدوم کو پیدا کر دیا کیونکہ اگر علم علت ہو تو وہ

اپنے کو بھی جانتا ہے تو چاہیئے کہ واجب تعالیٰ کے وجود کی علت اوسکا علم
ہو جائے حالانکہ یہ باطل ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ علم اوسکا مطابق معلوم سے
ہے کہ جو ابھی معدوم کہلاتا ہے پس جیسا کہ وہ پایا جائیگا آیندہ ویسا ہی
وہ جانتا ہے بالفعل یعنی علم مطابق معلوم کرا ور تابع معلوم کے ہے نہ بالعکس پس وہ معدوم
جو ممکن بالذات ہے ممکن بالذات ہی رہا ہاں علم کی مطابقت واجب
ہوئی پس واجب جو شئے ہوئی وہ غیر ہے اوس معدوم کا اور ممکن بالذات
جو شئے ہے وہ غیر ہے اوس مطابقت اور تابعیت کا پس ایک ہی شئے
واجب و ممکن نہوئی بلکہ واجب اور ہے اور ممکن اور ہے پس ایسا بھی
نہوا کہ اجتماع وجوب وامکان کا دو اعتبار و حیثیت سے ہوا ہو کہ اسمین
بھی کوئی قباحت نہین بلکہ واجب اور شئے ہے اور ممکن دوسری ہے
پس یہ مسئلہ اور اس طرحکا مسئلہ بھی ضروری اسلام ہے - اور علم کے
ثبوت مین دلایل بہت ہین بخوف طول ترک کیا - وہ حی ہے بمعنی زندہ
صیغۂ اسم فاعل ہے - حَيِيَ يَحْيِيُ حَيِيٌّ اصل مین حایِوٌ تھا واو بڑا
کنارہ لفظ مین بعد کسرہ کے لہذا واو کو یا کیا اور یا کو یا مین ادغام
کیا اور اجتماع ساکنین ہوا الف اور یا مین الف کو گرا دیا حَيٌّ ہوا خدا
پر حی کا اطلاق چونکہ ہوا کرتا ہے اور لغوی معنی اوسپر نہین آسکتا پس
اصطلاحًا خدا کو اس معنی مین حی کہتے ہین کہ واجب الوجود کا قادر و عالم

ہونا محال نہین ہے یعنی ہوسکتا ہے کہ قادر ہو عالم ہو یعنی اوس مین قدرت وعلم کی استعداد و قوت وامکان ہے اور یہ ثابت ہوچکا کہ قادر وعالم ہے یقینی پس مرحی ہو یقینی یعنی حیوۃ باریتعالیٰ یعنی اوس کی قدرت وعلم کے ہے استلزاماً والاحیواۃ لغوی مقابل مین ممات کے ہے یعنی زندہ وہ ہے جو آیندہ مریگا بھی کہ حیوۃ کے لئے موت ضرور ہے۔ پس حیوۃ اور ممات دونون ضد ہین آپس مین اور ایک شئے مین دونون ایک ایک کرکے پائے جاتے ہین اور اس طرحکا صادق آنا حی کا خدا پر صحیح نہین ہے تو کہتے ہین کہ وہ حی ہے یعنی قدرت وعلم اوسمین پایا جاسکتا ہے یعنی قدرت وعلم کی قابلیت اوس مین ہے پس حی ہونے پر دلائل وہی ہین جو قادر وعالم ہونے پر کہے گئے تمت

ارادہ یعنی خدا یتعالےٰ مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے یعنی ہر فعل کو بقصد وارادہ کرتا ہے اس لئے کہ وہ فاعل ومختار ہے اور فاعل مختار اگر بے قصد کے فعل کرے تو وہ فاعل مضطر ہے نہ فاعل مختار حالانکہ فاعل وقادر باختیار ہونا ثابت ہوچکا اور ظاہر ہے کہ اگر با اختیار نہو بلکہ بے اختیار ہو تو مجبور ومضطر وبے اختیار قدیم نہین حادث وممکن ہوتا ہے اور واجب الوجود ممکن وحادث نہین قدیم ہے تو بلاشک فعل اوس کا بقصد وارادہ ہوتا ہے پس وہ مرید ہے جیساکہ ہم لوگون کا ارادہ ہے

کہ اپنی قدرت سے اور اختیار سے ہوتا ہے مگر واجب تعالے کے اور بندون
کے ارادے مین فرق یہ ہے کہ ہم کو پہلے تصور اوس مقصود و مراد کا
ہوتا ہے تفصیلاً ہو یا اجمالاً بعد اوسکے اوسکا فائدہ تصور کیا جاتا ہے
تو رغبت اوس مقصود کے حاصل کرنیکی طرف ہوتی ہے پس اسکا نام ہے
داعی اور باعث یعنی چاہنے والا اور برانگیختہ کرنے والا اور محرک یعنی حرکت
مین لانے والا یعنی امادہ کرنیوالا اوس فعل پر تا اینکہ بحد عزم مصمم پہونچتا
ہے پھر اوس کام کو کرتے ہین تو ہمارا ارادہ دفعتہً نہین ہو سکتا ہے بلکہ بتدریج و
آہستہ آہستہ اور واجب تعالے کا ارادہ اس طور پر نہین ہوتا بلکہ اوسکا
ارادہ دو قسم کا ہے اوسکی دو حالتین ہین ایک ارادہ قدیم ہے اور
ایک دوسری طرحکا ارادہ ہوتا ہے وہ حادث ہے وہ ارادہ کہ قدیم ہے
اوسکی دو صورتین ہین ؞

اول یہ کہ جاننا بندونکے افعال کی مصلحتون کو کہ اوس جاننے سے اوسکے
ترک پر فعل کو ترجیح ہو یہی وجہ ہے کہ بعضے فعل واجب تعالے سے صادر
ہوتے ہین اور ترک نہین کرتا اور بعضے فعل اوس سے صادر نہین ہوتے
اور ترک کرتا ہے اس لئے کہ اوس کے صادر ہونے کی ابھی مصلحت نہین
ہے جب مصلحت ہوگی صادر ہوگا مگر اوس مصلحت کو پہلے سے سمجھے ہوئے
ہے پس ایک وقت جامہ ہستی کو پہنا تا ہے اور دوسرے وقت مین

جامہ نیسی کو ایک تغیر صبح کو دوسرا تغیر شام کو ازین قبیل بہ نسبت تمام
حوادث زمانہ کے اون کے مصالح کو اور اونکے مفاسد کو پہلے سے معلوم
کئے ہوئے ہے کیونکہ اگر ایسا نہو تو آیندہ سے اوسکو جہل ہوگا اور جہالت
ذات واجب تعالے مین خلاف عقل ہے اور نارروا اور پہلے سے اونکے
مصالح سے وہ ذات آگاہ اگر نہو تو دنیا مین کوئی چیز وجود مین نہ آئیگی
تو تمام عالم بھی موجود نہو سکیگا پس ہر چیز کو جیسی وہ مصلحت سمجھتا ہے یکے
بعد دیگرے وجود مین لاتا ہے جب تک معدوم رہنا مصلحت ہے تو وجود
مین نہین لاتا اس لئے کہ وہ عالم و دانا و بینا ہے اور ہر چیز کی مصلحت کو
بطور ظہور و وضوح سمجھے ہوئے ہے پس حکیم کا فعل مصلحت سے خالی
نہین اگر مصلحت ذاتی اوسکو نہو تو وہ حکیم نہین ہے اور حالانکہ وہ حکیم
علی الاطلاق ہے وہ بڑی حکمت والا ہے اور جب وہ پوری حکمت والا ہے
حکیم مطلق ہے دانا ہے بینا ہے یعنی عالم ہے یعنی ذات اقدس وبے نقصان
اوسکی کافی ہے چیزون کی شناخت مین قبل اون چیزون کے اور
بعد اون چیزون کے اور ہر شئے کی بھلائی برائی سے واقف بہت اچھی
طرح سے ہے کوئی چیز اوسپر پوشیدہ و مخفی نہین ہے تو ضرور ہر چیز کی مصلحت
کو جانتا ہے اور اسی مصلحت ذاتی کو داعی کہتے ہین وہ داعی وباعث
ترک فعل کا ہو یا فعل کا ہوا ور علم اوسکا عین ذات ہے یعنی اوس کے

نزدیک سب آشکار ہین تو مصلحت دانی اوس کے نزدیک آشکار ہے توجو
حال علم کا ہے وہی حال مصلحت دانی یعنی ارادہ کا ہے پس ارادہ عین علم
وقدرت ہے اورعلم وقدرت عین ذات ہے توارادہ اس معنی سے عین ذات
واجب الوجود ہے اور یہ ارادہ قدیم ہے عین واجب تعالےٰ ہے ہان اگر
غیر ذات ہو تو قدیم نہو گا حادث ہوگا ذات واجب تعالےٰ پر زائد اور
اوس سے علحدہ ہوگا مگر ایسا نہین ہے بلکہ قدیم ہے اور عین واجب الوجود
مثل علم کے کہ عین ہے توارادہ بمعنی علم ہوا *
دوسری صورت وہ ہے کہ اوس ارادہ کو نفس فعل بھی کہتے ہین یعنی
وہ جیساکہ اپنے افعال کی مصلحتون کو سمجھتا ہے ویسا ہی اپنے خود افعال کو
بھی سمجھتا ہے کہ فلان فعل میرا ہے وفلان فعل فلان وقت مین ہوگا یہ
علم فعل اور وہ علم بمصالحت فعل ایک ہی ہے صرف فرق اعتباری ہے پس
یہ ارادہ بھی حادث نہین ہے قدیم ہے عین وہی ارادہ مذکورہ ہے لیکن
وہ ارادہ کہ جو قدیم نہین ہے اور عین ذات واجب الوجود نہین ہے بلکہ حادث
ہے اور ممکن الوجود ہے وہ ارادہ اوسکے افعال کے متعلق نہین ہے بلکہ
بندون کے افعال سکے متعلق ہے باین معنی کہ بندونکے مطلق اچھے فعلونکا
ارادہ کرتا ہے اور مطلق برے فعلون سے کراہیت رکھتا ہے یہ ارادہ
وکراہت بمعنی علم افعال حسنہ اور علم افعال قبیحہ ہے پس یہ بھی عین ارادہ

مذکورہ گذشتہ کا ہے مگر باین معنی کہ بندون کے فلان فلان فعل موجودہ
متعینہ کا ارادہ کرتا ہے اور فلان فلان فعل موجودہ معینہ سے کراہت
رکھتا ہے یہ ارادہ البتہ حادث ہے اور غیر ذات واجب تعالے ہے
کیونکہ یہ ارادہ اس طور کا گویا امر ہے اور کراہت بھی ہے اور امر و
نہی حادث ہے پس اس معنی کے روسے مشیت بھی حادث ہے مشیت
بمعنی علم نہین بلکہ بمعنی ارادہ لاحق الذکر معینہ مذکورہ کے ہے اور ارادہ
ومشیئت اس طور پر بھی ہے کہ اگر خدا چاہتا تو سب کے سب راہ
راست ہی پر ہوتے اور طوعًا وکرہًا سب لوگ ایمان لاتے مگر لوگون کو
اچھا فعل اور برا فعل نمعلوم ہوتا اور اچھے برے مین فرق کچھ نہ معلوم
ہوتا اور آزمایش لوگون کی ہوتی اور سب بہشتی ہوتے اور آرام کو
آرام اور عیش کو عیش اور تکلیف کو تکلیف کوئی نہ سمجھتا معلوم ہوتا
لوگون کو کہ فرمابرداری کیا چیز ہے نافرمانی کسکو کہتے ہین گنہگاری
کیا شئے ہے علاوہ اس کے جب بقہر وغلبہ ومشیئت ایزدی اور
اوسکی تسلط وقدرت کے سبب سے سب ایمان لاتے اور ایک ہی
حالت مین ہوتے تو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ آیا یہ ہمارے افعال و اعمال
موافق مرضی باری تعالے ہے یا نہین حکم کیا شئے ہے رضامندی و ناراضامندی
کیا شئے ہے اور جب امر ونہی اور حکم معلوم ہوتا تو یہ بھی نہ معلوم

ہوتا کہ حاکم کیا شئے ہے مالک و مملوک و حاکم و محکوم کیا چیز ہے
تو نظم دنیا بھی کچھ نہوتا اور مخلوق و خالق مین فرق کبھی نہ رہتا تو وجود
باری تعالے ہی کا اعتقاد نہوتا پھر وہ اطاعت اور سب کا ایمان یا انا ہی سمجھہ مین آتا
بلکہ ایمان نہ سمجھہ مین آتا کیونکہ غیر ایمان کو نہ سمجھا یہ سب باعتبار عقول متوسط کے
بیان ہوئے - اصل یہ ہے کہ جو شئے اوس سے مخلوق ہوئی ہے اور
ہوگی اور عالم جس طور پر مخلوق ہوتا ہے اور جس طور پر وہ رکھیگا
ایسا ہی ہونا چاہیئے ہر شئے موقع پر ہے کوئی اوسکا مخلوق اور کوئی
اوسکا فعل بے موقع و بے محل و عبث و بیکار نہین ہے ممکن کو ممکن
ہی ہونا چاہیئے ممتنع کو ممتنع ہی ہونا مصلحت ہے - اور سب از روے
عقل کے ہے گو ہماری عقل قاصر ہو ان چیزون کے سمجھنے سے پس
اسی ارادہ حادث کے مقابل مین اور اوسکا ضد کراہت ہے اور
اس مین ہم اس بیان ارادہ کو طول دینا نہین چاہتے ہین - اگر
کوئی شبہ کرے کہ ارادہ اوس معنی اول کی روسے کہ جو ارادہ قدیم
ہے وہ اگر عین قدرۃ و علم ہو جیسا کہ مذکور ہوا اور نسبتہ جمیع ممکنات
کی قدرت واجب تعالے کیطرف مساوی ہے اور اوسکی نسبتہ علم کیطرف
بھی ویسی ہی ہے پس ایجاد بعض ممکنات کی کبھی اور بعض دوسرے
ممکنات کی کبھی اسطرح کی تفریق محض قدرۃ و علم کیوجہ سے نہین

ہو سکتی بسبب مساوات تعلق علم و قدرت بجمیع ممکنات تو ضرور کوئی
مرجح اور مخصص ہونا چاہئے تا تخصیص بعض ممکنات کی ہو اور وہ
ارادہ ہے یعنی علم بمصالح یعنی علم بدواعی اور علم بدواعی کہ جو محرک
و باعث تعینات ممکنات ہے اوسکو عین علم جبکہ کہا تو پھر مخصص سوا
ارادہ کے کوئی اور شئے ہوگی بلکہ ارادہ بیکار شئے ہوگی تو کہونگا مخصص
اور مرجح بھی ارادہ ہے اور یہ ارادہ عین ذات واجب ہے اگر غیر ہو تو
یا قائم بمحل ہوگا یعنی عرض ہوگا یا علحدہ مستقل پایا جائیگا عرض نہوگا
نہین ہو سکتا کہ ارادہ عرض ہو درصورتیکہ غیر ذات واجب نہو اگر
عرض ہوگا تو یا ذات واجب تعالے معروض و محل ہوگی یا ممکنات
معروض و محل ہونگے ذات واجب تعالے محل کسی چیز کا نہین ہے
کیونکہ غیر ذات واجب سب حادث ہین اور ذات محل حوادث ہو
تو تغیر حال سے تغیر محل لازم آئیگا تو ذات واجب تعالے حادث ہوگی
کیونکہ سب متغیر حادث ہین اور اگر قدیم ہو تو لازم آئیگا سواے
واجب الوجود کے اور چیزین بھی قدیم ہون اور یہ باطل ہو چکا ہے
اور ممکنات بھی معروض و محل نہین ہو سکتے اس لئے کہ صفت غیر
موصوف مین نہین پائی جا سکتی اور ارادہ فعل خدا ہے اور صفت
اوسکی ہے نہین ہو سکتا کہ ارادہ کیطرح پایا جائے کسی دوسرے مین

خصوصًا واجب تعالےٰ کا فعل اور اوس کی صفت حوادث مین پائی جائین صفت اپنے موصوف مین پائی جاتی ہے اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ ارادۂ خدا علیحدہ اور مستقل بذاتہا پایا جائے کہ اس صورت مین بھی لازم آتا ہے کہ سوائے خدا کے کئی قدیم ہون حالانکہ سوائے اوس ذات واجب کے کوئی چیز قدیم نہین ہے اور اگر حادث ہو تو حادث کے لئے علت موثرہ ضرور ہے تو واجب تعالےٰ اس ارادۂ حادث کے ایجاد مین ارادہ کریگا کیونکہ ہر فعل مین ارادہ ضرور ہے پس ارادۂ ثانیہ کے ایجاد مین ارادۂ ثالثہ پایا جائیگا اور ارادۂ ثالثہ کے ایجاد مین چوتھے ارادہ کا وجود ہوگا اور اسی طرح سے بے انتہا سلسلہ چلا جائیگا کسی پر منقطع نہوگا اور یہ تسلسل ہے اور تسلسل محال ہے تو ارادہ حادث بھی نہوگا — اور جب حادث و قدیم ہونا ارادہ کا در صورت غیریت ارادہ باطل ہوا تو ثابت ہوا کہ ارادۂ خدا عین ذات خدا ہے جیسا کہ یہ مسلم اس معترض کا بھی ہے اور جب عین ذات واجب ہے تو جو چیز ذات واجب کا عین ہے اوسکا بھی ارادہ عین ہوگا تو علم کا عین ہے یعنے ارادہ علم مصالح ہے اور علم مصالح علم ہے پس جو فرق علم واجب متعلق بکلیات اور علم واجب تعالےٰ متعلق بجزئیات مین ہے وہی فرق علم خدا اور علم خدا بمصالح مین

ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واجب تعالےٰ کو کلیات و جزئیات سب کا علم
ہے جیساکہ ثابت ہوچکا یعنی اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے *
وہ مدرک - ہے یعنی اوسکو علم ہے اون چیزون کا بھی کہ
جو ہم لوگون کو معلوم ہوتی ہین سننے اور دیکھنے اور چھونے اور چکھنے
اور سونگھنے سے یعنی واجب تعالےٰ مثل ہم لوگون کے چیزون کو سننے
اور دیکھنے وغیرہ سے نہین معلوم کرتا بلکہ جو چیز ہم لوگون کو بحواس
معلوم ہوتی ہے وہ بھی اوسکو معلوم ہے مسموعات اور ملموسات اور
متفرقات وغیرہ سے سب سے وہ واقف ہے بغیر اسکے کہ وہ چکھے
اور چھوئے کیونکہ وہ جسم نہین رکھتا ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان ناک وغیرہ
اوسکو نہین ہے جیساکہ اسکا بیان آینده آئیگا اگر محسوسات کا علم اوسکو
نہو تو علم جزئیات کا اوسکو نہوگا حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اوسکو جزئیات کا
بھی علم ہے یعنی کوئی چیز اوسکے علم سے چھوٹ نہین گئی ہے سب حاضر
وظاہر اوسکے نزدیک ہین کیونکہ وہ مرید ہے بارادہ وقصد وداعی
ومصلحت یعنی ہر فعل کو کرتا ہے زید - عمرو - بکر - وغیرہ ہر جزئیات
عالم کو اوس نے پیدا کیا اور پیدا کرتا ہے اور پیدا کریگا سب کا علم اوسکو
ہے اگر بعض جزئیات کا علم ہو اور بعض کا نہو تو ترجیح بلا مرجح لازم
آئیگی اور بے ادراک کے فعل ہی نہو سکیگا اور جہل بھی لازم آئیگا اور وہ

ہمارے سب افعال سے واقف ہے اگر بعض سے واقف ہو اور بعض سے ناآگاہ ہو تو تخصیص بلا مخصص اور جہل اور وہم لوگون کی ترجیح واجب تعالے پر باعتبار علم جزئیات کے ہو جائیگی اور یہ سب محال عقلی ہین *

وہ **متکلم** ہے جب اوس کو پوری قدرت ہے اور ہر طرح سے کامل بالذات ہے کسی طور کا اوس کی ذات مین نقصان روا نہین تو اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کلام کرنے والا ہے یعنی کلام کو پیدا کرنے والا ہے جس چیز سے چاہے کلام پیدا کر دے کیونکہ وہ قادر ہے کل مقدورات پر اور درخت اور پتھر اور حیوان وغیرہ سے کلام مثل کلام انسانی کے پیدا کر دینا اوسکے نزدیک قدرت سے باہر نہین تو اوسپر قادر ہے یعنی جب مقدور ہونا ممکن ہے اور ہر مقدور پر وہ قادر ہے تو اوسپر بھی وہ قادر ہے اور دلایل نقلیہ سے تو اسکا ثبوت بھی آسان ہے کیونکہ ایسا کلام بہت مرتبہ پایا گیا ہے جیسا کہ خاتمہ مین مذکور ہوگا *

وہ **باقی** ہے یعنی وہ ہمیشہ تھا اور ہے اور ہمیشہ رہیگا کبھی اوسکے وجود مین نقصان نہین ہوا اور نہو گا - اس لئے کہ ثابت ہو چکا کہ وہ واجب بالذات ہے اوسکی ذات خود ہی اپنے وجود اور اپنے وجود کے وجوب کی خواہان ہے وجود اور اوسکا وجوب اوس کی ذات سے غیر منفک ہے وجود اور وجوب کسی طور سے عقلاً اوس کی ذات سے جدا

نہیں ہو سکتا کیونکہ عین ذات ہے اور یہ بھی ثابت ہوا اور ذات اوسکی
ہر طرح سے ہر حیثیت واعتبار سے ہر کمال کے رو سے کامل مطلق ہے
اپنے ہر قسم کے کمال میں کسی غیر کا محتاج نہیں بلکہ وہ ذات اپنی ذات
کا بھی محتاج نہیں کیونکہ کمالات ذات یعنے سب صفات کمالیہ اوس کی
ذات کا عین ہے اور اوسکو کمال کے پورا ہونے میں کبھی کوئی حالت
منتظرہ نہیں ہے - اور ازلی ہے یعنے ہمیشہ سے ہے اور ابدی ہے
یعنے ہمیشہ ویسا ہی رہیگا اور سرمدی ہے یعنی مجموعہ ابدی و ازلی
کا ہے ایک ہی حالت ہمیشہ سے ہے اور رہے گی اوس میں کسیطرحکا
تغیر حقیقتہً اور فرضاً نہیں ہو سکتا تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ذات
واجب تعالے باقی نہ رہے یعنی اوس کا وجود آیندہ باقی نہ رہے وہ
معدوم ہو جائے اس لئے کہ جمیع امور ثابت شدہ اور مبرہن ومسلمہ کے
خلاف لازم آیگا اور وہ امور ثابت شدہ ومسلمہ سب بدلائل عقلیہ
ہیں تو یہ خلاف لازم آنا بھی خلاف عقل ہوگا مخالفت عقل جو یہاں تک
لازم آتی ہے ادن میں سے بعضے مخالفت عقل کو بیان کئے دیتا ہوں
مثلاً وہ یہ ہے کہ اگر ذات واجب الوجود باقی نہ رہے معدوم ہو تو وہ
واجب الوجود ذاتاً واجب الوجود نہ رہیگا اس لئے کہ ذات واجب الوجود
اوسکو کہتے ہیں کہ عدم اوس کے لئے محال ہو نہ اوس کو اپنی ذات کی

وجہ سے اور نہ کسی دوسرے کے سبب سے نہ عدم سابق وجود ہو سکتا
ہے تا قدیم و ازلی نہ ہے اور نہ عدم بعد وجود ہو سکتا کہ ابدی نہ ہے
یعنی مطلق عدم اوس کے لئے نہین ہو سکتا ہے نہ سابقًا نہ لاحقًا جو ہوگا
تا وہ سرمدی نہ ہے حالانکہ وہ قدیم و سرمدی ہے یعنی ازلی و ابدی بلا تغیر ہے
پس بہر حال باقی ہے بلا تغیر و نقصان اور یہی مطلب ہے *

علاوہ اس کے

جس شئے کو عدم بعد وجود کے لاحق ہو تو یہ وجود و عدم صفات
و عوارض و ملحقات سے اوسی شئے کے ہونگے اور اس وجود و عدم
مین تناقض ہے کہ ایک معروض مین وجود و عدم عرضی یکے بعد دیگرے
پایا جا سکتا ہے اور وجود واجب تعالے عرض نہین بلکہ عین ذات ہے
تو قابل اس کے نہین ہے کہ ضد یا نقیض عدم کا ہو تو عدم واجب تعالے
پر طاری ہونے کی لیاقت ہی نہین رکھتا کہ وجود عرضی کا مقابل
عدم ہے نہ مقابل معروض کا اور نہ مقابل ذات کا *

دوسری وجہ

وجود و عدم مثل جملہ جواہر و اعراض کے معلول ہے علت تامہ

موثرہ کا یعنی واجب تعالےٰ کا اور تاثیر معلول کی علت موثرہ مین نہین ہوسکتی بلکہ علت موثرہ کی طرف سے تاثیر معلول مین ہوتی ہے تو کیونکہ عدم تاثیر کریگا واجب تعالےٰ مین اور اگر واجب تعالےٰ کی خود ذات قبول کرے عدم کو تو جب بہی لازم آئیگا کہ علت فاعلہ منفعلہ ہو۔ اور معلول ہو جائے اپنے معلول کا اور اگر ذات اوسکی خود اپنے وجود کو تغیر دے یعنی وجود کو زائل کرے تو ذات اوس کی تغیر وجود کے لئے فاعل ہوگی اور فعل بے فاعل اور اثر بے موثر کے محال ہے جیسا کہ مذکور ہوا تو ذات واجب درحالیکہ اپنے وجود کو باطل کرے ضرور ہے کہ موجود ہو پس وجود درحالت عدم لازم آئیگا اور یہ محال ہے ٭

دوسرے طور سے

جو شئے موجود ہے اگر اوس کی ذات اس وجود کو مقتضی نہین ہے یعنی غیر ذات مقتضی ہے اوس کے وجود کو تو اوس شئے کی ذات اپنے عدم کو بہی مقتضی نہین ہے کیونکہ اگر اپنے عدم کو خود اوسکی ذات مقتضی ہو تو وہ ممتنع الوجود بالذات ہے تو موجود نہ رہیگا حالانکہ موجود ہے اور ایسا ہی جو شئے کہ موجود ہے اگر اوسکا غیر اس وجود کا

مقتضی نہین ہے تو غیر اوسکا اوس کے عدم کو بھی مقتضی نہوگا۔ کیونکہ
اگر اوس کے عدم کو اوسکا غیر مقتضی ہوگا تو وہ موجود ممتنع بالغیر ہوگا
تو اوس موجود کی اپنی ذات اپنے وجود کی مقتضی نہو گی تو غیر اوس کا
مقتضی وجود کا ہوگا اور ابھی مفروض ہوچکا کہ اوسکا غیر اوس کے
وجود کا مقتضی نہین ہے ہذا خلف۔ تو حاصل یہ ہوا کہ ممکن اپنے
سے معدوم نہین ہوتا اور واجب اپنے سے معدوم ہوتا اور
نہ غیر سے تمت

وجہ آخر

اگر واجب تعالے باقی نہ ہے یا باقی نہین ہے بعد موجود ہونے
بالذات کے اور بعد ثبوت واجب الوجود بالذات کے تو اب جو وہ
باقی نہین ہے یا نہ ہیگا یعنی معدوم ہے یا معدوم ہوگا تو نہین
ہوسکتا کہ اوسکی ذات خود ہی اپنے عدم کو خواہان ہو کیونکہ جب
اوسکی ذات خود ہی بلا شرکت و مداخلت غیر کے وجود کو مقتضی
ہے یعنی ازل مین کبھی اوسکو عدم نہ تھا اگر ازل مین وہی عدم کو بھی
مقتضی ہو تو اجتماع النقیضین لازم آئیگا اور یہ محال ہے اور بعد
وجود کے بھی عدم کو مقتضی خود اوس کی ذات ہو گی والا وہی محال

لازم آئیگا کیونکہ بعد وجود ذاتی کے یعنی اب بھی اور آیندہ بھی خود اوسکی ذات ہی مقتضی ہے اپنے وجود کو نہین کہا جا سکتا کہ پہلے سے یعنی ہمیشہ سے تو البتہ اوسکی خود ہی ذات اپنے وجود کی مقتضی تھی مگر اب یا آیندہ خود اوس کی ذات مقتضی اپنے وجود کو نہین ہے اس لئے کہ ثابت ہوچکا ہے کہ اوسکی ذات اپنے وجود کو مطلقاً اور وجود دائمی کو مقتضی ہے - اور اگر بالفرض ایسا ہو کہ یہ صفت پہلے تھی مگر اب یہ صفت اقتضائے طبیعت کی جاتی رہی تو اس اقتضا و عدم اقتضا مین ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور علاوہ اسکے واجب الذات ممکن بالذات و محتاج غیر و حادث ہوجائیگا یا ممتنع بالذات ہوجائیگا کیونکہ جو اپنے عدم کو خود ہی مقتضی ہے وہ ممتنع بالذات اور محال ہے تو واجب الوجود محال ہوجائیگا ایسا نہین ہوسکتا کہ ایک ہی شئے ایک وقت مین محال نہو بلکہ ضروری الوجود ہوا اور پھر حقیقۃً محال و ممتنع الوجود ہوجائے کہ ثانی حالت حالت اولی کی مبطل ہے اور حالت اولی حالت ثانیہ کی تو کچھ بھی نہین ہے اور سب ہے اور یہ محض مہمل اور لغو ہے *

وبوجہ آخر

جب گفتگو کسی شئے کی بقا مین کی جائیگی تو بعد تسلیم اس امر کے ہوگی

کہ وہ شئے موجود ہے کہ بقا فرع وجود ہے اور گفتگو واجب الوجود بالذات
کے باقی رہنے مین ہے تو معلوم ہوا کہ واجب الوجود کو موجود مان لیا
ہے اور موجودیت اوسکی از روے ذات بطور وجود ثابت بھی ہو چکی
ہے تو وہ موجود بوجود ضروری تھا اور ہے اور رہیگا کیونکہ وجود ذاتی
کسی طرح مطلقًا وجود کو بغیر وقت دون وقت کو خود اوسکی ذات سے
مقتضی ہے پھر گفتگو بقا مین اوس کے کوئی معنی نہین رکھتا کیونکہ
اوسکی ایسی ذات اور اوسکی ایسے صفات کو ازلی ہونا اور ابدیت
اور بقا اور سرمدیت لا اقل لازم تو ہوگی اور لازم کا جدا ہونا ملزوم
سے محال ہے دصورت وجود ملزوم اور وجود ملزوم مین گفتگو نہین
ہے کہ وہ مانا ہوا اور دلیلون سے ثابت کیا ہوا ہے اور حالانکہ انتفا
لازم انتفاے ملزوم ہوتا ہے اور ضرور ہے ہذا شئے عجاب خلاصہ یہ
ہے کہ واجب الوجود کو بدلائل عقل و نقل ہر طرح سے جب مان لیا تو
اوسکی بقا کو بھی ضرور ماننا ہوگا اور نہین تو یون کہنا پڑیگا کہ واجب
اور اوسکے وجود ضروری کو مانتے ہین یعنی نہین مانتے ہین کیا خوب ہے
ہے حالانکہ بقا عین وجوب الوجود ہے کیونکہ وہی موجود بالذات ہے تو بقا
کوئی دوسری چیز نہین ہے

ولوجہ آخر

وجود موجود کی صفت ہے اور بقا بھی موجود کی صفت ہے بلکہ صفت کی
صفت ہے یعنی وجود کی صفت ہے اور وجود کو واجب تعالےٰ کی ذات
مقتضی ہے تو اوسکی صفت کو یعنی بقا کو اوس کی ذات خواہان ہے
اور وجود عین ذات واجب تعالےٰ ہے جیسا کہ ثابت ہوچکا تو صفت
وجود بھی عین ذات واجب تعالےٰ ہے کیونکہ بقا تابع وجود کے ہے نہین
ہوسکتا کہ وجود کو مقتضی ہو اور بقا کو مقتضی نہو پس اگر واجب الوجود
باقی نرہے تو اوس کے یہ معنی ہون گے کہ ذات واجب تعالےٰ اپنے
وجود کو مقتضی وخواہان نہین ہے حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اوسکی ذات اپنے
وجود کو بلکہ وجوب وجود اور وجود ضروری کو مقتضی ہے ہذا خلف

اور بطریق دیگر

اگر واجب تعالےٰ باقی نرہے تو عدم البقاء کا کوئی موثر ہوگا والا
کوئی تاثیر بے کسی موثر کے نہین ہوسکتی اور عدم وجودی شئے نہین
ہے کہ کوئی فعل وتاثیر کرسکے تو یا خود ذات واجب الوجود کی عدم
البقا کو مقتضی ہے یا کوئی غیر ہے اس طرف راہ نہین ہے کہ غیر کو
موثر کوئی قرار دے والا واجب الوجود ممکن الوجود ہوجائیگا کہ غیر نے
اوس کے بقا اور وجود کو زائل کردیا پس یہی غیر جو ہے ذہی واجب الوجود

ہوجائیگا اور اگر یہ وجب الوجود ہے تو اسکے بقا مین بھی گفتگو ہوگی
تو تیسری چیز واجب الوجود ہوگی اور پھر اوس مین بھی ایسا ہی کہا جائیگا
یہانتک کہ بے انتہا چیزین مجتمع ہوجائینگی اور بے انتہا چیزین کا جمع ہونا
تسلسل محال سے باطل ہوچکا ہے تو ضرور خود واجب الوجود کی ذات
اپنے بقا کو فنا کرنا چاہتی ہے اس صورت مین یہ کہا جائیگا کہ بقا اگر عین
ذات واجب الوجود ہے تو عدم البقا نہین ہوسکتا کیونکہ ایک ہی شئے
اپنی ہی ذات کو معدوم نہین کرسکتی و الا درحالت معدومیت موجودیت
لازم آئیگی کیونکہ بے وجود علت تاثیر علت کی نہین ہوسکتی اور بقا اگر
غیر ذات واجب ہے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ بقا جسکا عدم تجویز
کیا جاتا ہے قدیم ہے یا حادث اگر قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ
رہیگا تو پھر اسکا عدم تجویز کرنا چہ معنی اور وجود کئی قدیم کا بھی لازم
آئیگا اور تعدد قدما محال ہے جیسا کہ اوپر سے بھی ثابت ہوتا آیا ہے
اور آیندہ بہی اسکی تصریح آئیگی تو بقا شئے خدا ضرور حادث ہوگا اور غیر
ذات واجب تعالے اور اوسکا عارض ہوگا اور واجب تعالے
منزہ اور مبرا و پاک ہے محل حوادث ہونے سے یعنی اوس ذات پاک
مین حوادث نہین پائے جا سکتی اگر وہ محل و معروض حوادث کا ہے
یعنی اوسکی ذات مین کوئی حادث حلول کرے یا عارض ہو تو اس

عارض کو لازم ذات معروض کا نہیں کہ سکتے اس لئے کہ حادث لازم قدیم کا ممکن لازم واجب کا متغیر لازم غیر متغیر کا نہیں ہو سکتا پس عارض غیر لازم و عارض متغیر و عارض منفک ہوگا اور تغیر حال سے تغیر محل کا ضرور ہے گو تغیر اعتباری بھی ہو اور کسی طرح کا تغیر اوسکی ذات میں روا نہیں کہ خلاف دلایل گذشتہ کے ہے پس ایسی صفت زائد یعنی بقا کہ جو خارج از ذات ہو اور عارض غیر لازم ہو ایسی صفت سے وہ تعالے متصف ہی نہیں ہو سکتا یعنی وہ ایسا بقا ہی نہیں رکھتا تو معدوم پھر کیا شئے ہوگی اگر ایسی چیز کے ساتھ وہ متصف ہو اور اس صفت مین تغیر ہے یعنی ایک حال سے دوسرے حال کیطرف منتقل ہونا اور یہ صفت قائم بذات واجب الوجود ہے تو ذات بھی منقلب ہو جائیگی یعنی ذات واجب مختلف تاثیر ولیسے قبول اثر کرتی رہیگی اور قبول اثر شان سے ممکن کی ہے اور شان سے حادث کی ہے اور وہ ممکن و حادث نہیں تو ضرور بقائے باری تعالے نفس ذات باریتعالے ہوگا اور یہی عدم بقا اوسپر طاری ہنوگا اور یہی ثابت کرنا تھا ۔

وہ صادق ہے سچا ہونا جب خوبی اوسکی از روے عقل عقلاً ثابت و واضح ہے اور کذب یعنی جھوٹ از روے عقل برا ہے اور صدق کی صفت ایک عمدہ چیز ہے اور وہ تعالے جمیع جہات و صفات

سے کامل ہے کہ یہ بدلیل ثابت ہوچکا تو یہ صفت صدق کی بھی اوسمین
ضرور ہے ہر عاقل کی عقل اس بات کو قبول کرتی ہے وہ کبھی جھوٹ نہین
کہتا کیونکہ ہر برائی سے وہ پاک اور مبرا ہے پس سب اوسکا وعدہ سچا ہے
کل قول اوسکا صحیح وسچا ہے اس لئے اس پر بھی ایمان لانا چاہئے یعنی
یقین کرنا چاہئے کہ اوسنے جو جو وعدے کئے ہین مثل سزا اور جزا کے سب وہ
بہت درست وصحیح اور سچ ہین رحمت اور غضب وغیرہ قہاری و
جباری سب اپنے اپنے موقع پر ہوتی ہے کوئی شئے اوس مین بے موقع
و بے محل نہین ہے ہر چیز مستحق کے لئے ہونا چاہئے اور جب یہ ثابت
ہوچکا ہے کہ کسی طرح سے کسی حیثیت سے ذات واجب تعالے مین نقصان
نہین ہے من جمیع الجہات کامل ہے اور ایسا کمال بلکہ مطلق کمال بالغیر
اوسکے لئے محال عقلی ہے والا ممکن وحادث ہوگا تو جن جن صفات
سے اوس کا کمال متصور ہے وہ سب صفات اوس کے لئے ہین
اور صفات عین ذات واجب ہین تو صدق وغنی ہونا اور عدالت
وغیرہ سب ضروری الثبوت ہوئے مگر کلام اور اوسکا تابع یعنی
صدق اور ایسا ہی خلق وغیرہ استعداداً قدیم وعین ذات ہین اور
وقوعاً حادث ہین تو زائد ذات پر ہین پس ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ دلائل
قائم کرنا اس رسالہ مختصرہ کی شان سے بعید ہے اس لئے بہت سے

صفات کے دلائل کو ترک کیا صفات باری تعالے مثل علم و قدرۃ
و ازلیۃ و ابدیۃ و بقا و ارادہ و وجود و وجوب و حیات کے عین ذات
ہین قدیم ہین حادث نہین اگر یہ سب عین ذات نہون بلکہ زاید
ذات پر اور حادث و مغایر ذات واجب کے اور عارض ذات
واجب کو ہون تو لازم آئیگا کہ اوسکو استکمال بالغیر ہے اور یہ صریحی
نقص و موجب تغیر ذات واجب تعالے کا ہے اور یہ محال ہے
کہ ذات واجب متغیر و ناقص و کامل بالغیر ہو کہ یہ سب صفات
مخلوق کے ہین نہ خالق و واجب الوجود بالذات کے اگر صفات
زائد ہون اور عارض ذات واجب تعالے ہون اور عین ذات
نہون تو ضرور یون کہا جائیگا کہ وہ تعالے ازل مین تا درنہ تھا
پھر ہو گیا اور ازل مین عالم نہ تھا اور ہو گیا کیونکہ اس صورت
مین صفات کو حادث ماننا پڑیگا والا تعدد قدما لازم آئے گا
اور وہ محال ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا اور صفات اوس کے اگر
حادث ہون تو لازم آئیگا کہ اولا عدم کمال و عنیر قدرۃ و جہل
وغیرہ تھے پھر زوال اون حالتون کا ہوا اور یہ صریحی تغیر
ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے تو ذات واجب تعالے بھی
حادث ہو جائیگی اور لازم آئیگا کہ وجب تعالے نے غیر کے

اثر کو قبول کر لیا حالانکہ وہ فاعل ہے منفعل نہین ہے یعنی اثر غیر کو قبول کرنے والا نہین ہے اور لازم آئیگا کہ صفات کمالیہ سے خالی تھا پھر کامل ہوا تو خلو کمال سے لازم آیا اور کمال سے خالی ہونا وہی نقص ہے اور نقص عیب ہے حالانکہ واجب الوجود ہر عیب سے ہر نقصان سے پاک ہے اور منزہ والّا واجب تعالےٰ واجب الوجود نرہیگا ممکن ہوجائیگا حادث ہوگا استکمال بالغیر لازم آئیگا اور یہ سب باطل ہین پس معلوم ہوا کہ واجب الوجود محل حوادث نہین ہے اور صفات کمالیہ اوس کے قدیم ہین اور عین ذات واجب ہین وہو المطلوب *

اب صفات سلبیہ مین سے بعضے صفات کو بدلائل سمجھنا چاہیے وہ یہ ہین ؛

پس صفات سلبیہ مین سے یعنی اون چیزون سے کہ جو جو اوسکی ذات سے نفی کی جاتی ہے ایک یہ ہے کہ اوسکا کوئی شریک نہین ہے یعنی نہ اوس کے وجود مین کوئی شریک ہے اور نہ اوسکے وجوب وجود مین کوئی شریک ہے اور نہ اوس کے علت تامۂ موجدہ موثرہ ہونے مین کوئی شریک ہے اور نہ اوسکے صفات قدیمہ مین کہ جو عین ذات ہین کوئی شریک ہے وہ ہر جہت سے یکتا اور

بے ہمتا ہے شریک ونظیر نہین رکھتا اور نہ اوس کے مماثل کوئی ہے اور نہ ایسا ہے کہ کوئی اوسکا شریک شل ہوا و رپھر عین ذات واجب تعالے بھی ہو ان سب امور کو علیحدہ علیحدہ بدلایل نقلیہ بیان کرتا ہون ایک ایک کو بگوش ہوش سننا چاہیئے اور اوسپر تدبیر کرنا چاہیئے۔

اول یہ کہ باری تعالے کے وجود مین کوئی شریک نہین یعنی ایسا نہین ہے کہ واجب تعالے اور کوئی دوسرا ایک ہی وجود سے موجود ہون یعنی نہ کوئی واجب الوجود اوسکے وجود مین شریک ہے اور نہ کوئی ممکن اوسکے وجود مین شریک ہے کیونکہ وجود واجب تعالے عین ذات واجب تعالے ہے اسکا بیان بدلائل اوپر گذرا اب اگر یہ وجود جو عین ذات واجب ہے اگر عین ذات ہو اور دوسرے غیر کا بھی یعنی ممکن کا بھی تو واجب الوجود اور غیر واجب الوجود کی دونون ذاتین ایک ہی ہونگی تو یا واجب ممکن ہوگا یا ممکن واجب ہو جائیگا اور دونون محال ہین اور اگر یہ وجود جو عین ذات واجب ہے وہ غیر ذات ہو اوس دوسرے ممکن کے لئے اور اسی وجود کے ساتھ موجود بھی ہو تو ضرور یہ وجود عارض اس غیر کی ذات کو ہوگا تو لازم ہوگا اس ممکن غیر واجب کو کہ وہ چیز عارض ہے جو کہ عین ذات

واجب ہے تو ذات واجب عارض ہوگی ذات ممکن کو تو نہ ذات واجب قدیم رہے گی کیونکہ حادث کا عارض حادث ہوتا ہے اور نہ علت ممکن کی ہوگی کیونکہ عارض محتاج معروض کا ہوتا ہے اور علت محتاج معلول کی نہین ہوتی یا ممکن ممکن نرہیگا کیونکہ قدامت عارض سے قدامت معروض کی اور قدم صفت سے قدم موصوف کا سمجھا جاتا ہے - اور عروض ذات ذات کو چہ معنی دارد یہ سب لغویات و محالات ہین پس اس سے ثابت ہوا کہ واجب الوجود کے وجود مین کوئی ممکن شریک نہین ورنہ اختلاف عقل لازم آئیگا*

دوسرے یہ کہ جب وجود مین کوئی شریک نہین تو اوس وجود کے وجوب مین بھی کوئی شریک نہین ہے کیونکہ جو عام مین شریک نہین تو خاص مین کہ تا تحت عام کے ہوتا ہے بدرجہ اولے کوئی شریک ہوگا اور واجب ہونا خاص ہے پائے جانے یعنی وجوب خاص ہے وجود سے پس نہ کوئی وجود مین اوسکا شریک ہے اور نہ کوئی وجوب مین اوسکا شریک ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ ممکن اگر وجوب مین شریک ہو تو یا ممکن واجب ہوگا یا واجب ممکن ہوگا - اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ واجب الوجود شریک ہو واجب تعالے کے وجود یا وجوب مین تو بطلان اسکا اوس جیا نہین ہیگا کہ واجب تعالے کی علت موثرہ ہونے مین کوئی شریک نہین ہے

یعنی شریک الباری کے ابطال میں آئیگا اور توحید میں بھی گذرا *
تیسرے یہ کہ کوئی شریک نہین ہے واجب الوجود کے علت تامہ
موثرہ ہونے مین یعنی کوئی سوائے واجب الوجود کے علت تامہ موثرہ
موجدہ نہین ہے یعنی خالق عالم نہین ہے کیونکہ بمبحث توحید وغیرہ مین
ثابت ہوچکا کہ علت تامہ اور موجد اور موثر کوئی نہین ہے الا واجب
الوجود تو جو علت تامہ موجدہ ہوگا وہ واجب الوجود ہوگا اور واجب
الوجود کے وجود و وجوب مین کوئی شریک نہین ہے جیسا کہ ابھی گذرا
شرکت بممکنات مین کہ اوسی سے یہ شرکت بھی باطل ہے اوس دلیل
کو مکرر لانا تطویل بے فائدہ ہے تو کوئی علت تامہ و خالق عالم و موجد و موثر
شریک نہین ہے پس خالق عالم نہین ہے مگر ایک یعنی محض واجب الوجود
یکتا خالق عالم ہے کوئی اسکا شریک نہین کوئی دوسرا واجب یا ممکن علت
نہین وہو المطلوب *
علاوہ اسکے اگر وجود عالم کے لئے دو علتین ہون یعنی دو موجد موثر
ہون تو نظام عالم بلکہ اصل وجود عالم فاسد و باطل ہو جائیگا یا وہ علت
موجدہ کہ جو سوائے واجب الوجود معین کے ہے باطل و فاسد ہوگا ۔ اور
اگر دو مین سے کوئی فاسد و باطل ہوگا تو دونون کا فساد و بطلان لازم
آئیگا یعنی اگر دونون باطل ہون تو دونون کا بطلان لازم آئیگا لیکن اول

یعنی نظام عالم باطل ہوگا اوسکی یہ وجہ ہے کہ جب دونون علتین موجود موثر ہین اور علت تامہ ہین تو ایک نے مثلاً چاہا کہ ایک جسم کو حرکت دیوے اور علت موثرہ کا اثر ضرور معلول مین پایا جائیگا تو جسم ضرور متحرک ہوگا اور اوسی حالت مین دوسری علت موثرہ تامہ نے چاہا کہ اوس جسم کو حرکت نہ دے ساکن رکھے اور اس تامہ موثرہ کا اثر بھی ضرور پایا جائیگا تو جسم ضرور حالت حرکت مین حرکت نکریگا ساکن ہی رہیگا اور یہ اجتماع النقیضین ہے اور محال عقلی ہے ایسا ہی وجود مین کسی ایک موجود کے بھی اجتماع المتنافیین لازم آئیگا ایسا ہی ہر معلول مین یعنی کل عالم مین اجتماع النقیضین ہوگا تو وجود عالم محال ہوگا ٭

آور عالم موجود ہے ہر موجود موجود ہے ہر معلول معلول ہے حرکت مین سکون مین حرکت نہین ہے بالبداہتہ تو جس چیز سے یہ محالات لازم آتے ہین وہی چیز محال ہے اس لئے کہ جو مستلزم محال کو ہوا وہ خود ہی محال ہے یعنی جسکا لازم محال ہے اوسکا ملزوم بھی محال ہے تو دو علت موثرہ تامہ کا وجود باطل ہے اور ایک ثابت ہوچکا ہے تو ایک ہی ہے دوسرا جزو ثابت نہین ہوا باطل ہوا وہ یقیناً نہین ہے فہوالمطلوب - آور نظام عالم عام ہے معین وجود تمام

عالم ہے اور بطلان عام سے بطلان خاص ہوتا ہے تو اصل وجود تمام عالم بھی فاسد وباطل ہوجائیگا اور عالم یقیناً موجود ہے تو دو علت موثرہ کا ہونا باطل ہے اور ایک ثابت ہوچکا تو دوسرا باطل ہے وہوالمطلوب اور دوسرے یہ ہے کہ علت تامہ موثرہ ہو اور باطل ہو کہ اسکی دو صورتین ہین یا عبث وبیکار ہے یا باطل وفاسد ہے نہین ہوسکتا کہ علت تامہ ہو اور موجد وموثر ہو معلول ہین اور عبث ہو کیونکہ موثر عبث کا اثر ہی نہو گا اثر اوسی کا ہوتا ہے کہ جو حقیقتہً اثر رکھتا ہو اور معلول ہین اثر کرتا ہو معلول حقیقتہً اوسکا محتاج ہو اور احتیاج عبث کیطرف اور موقوف ہونا معلول کا حقیقتہً علت کیطرف نہین ہوسکتا جب علت ہی عبث وبیکار ہو اور جب عبث ہوا تو باطل ہوا تو علت تامہ موثرہ درحالت عدم اثر عبث نہین ہے بلکہ باطل ومعدوم ہے *

اب رہی تیسری شکل کہ اگر دونون باطل ہون ہر ایک باکار رہیون اور علت موثرہ حقیقتہً دونون ہون کمی بیشی کسی کیطرف نہو علت ہونے مین دونون باطل ومعدوم ہونگے اوس کی یہ وجہ ہے کہ جب ایک علت تامہ ہے اور موجد موثر ہے اور اپنی وجود ووجوب وجود مین کوئی حالت منتظرہ نہین رکھتا اور جمیع جہات واعتبارات سے ہرطرح سے وہ کامل ہی ہے اور غیر کی اوسکو کسی صورت سے احتیاج نہین ہے واجب الوجود

بالذات اور قدیم ہے تو جمیع معلولات کی احتیاج ہر طرح کی اسی علت کیطرف ہوگی جیساکہ ثابت ہوچکا تو غیر کیطرف کچھہ احتیاج نہوگی اور جب دوسری علت غیر اسکی اوسی طور کی اوسی صفت کی بغیر کمی و زیادتی کے ہے تو جمیع معلولات کی احتیاج ہر طور کی اسی علت کیطرف ہونی چاہیے تو معلولات کو غیر اول کی طرف کچھہ احتیاج نہوگی لو عالم کی احتیاج اول کیطرف ہے اور نہین ہے اور دوسرے کی طرف ہے اور نہین ہے تو دونون مین اجتماع النقیضین ہے اور یہ محال ہے اور تمانع اور دفع بدا بھی لازم آتا ہے یعنی طرفین سے دفع ایک دوسرے کو لازم آتا ہے اور ایک دوسرے کو منع کرتا ہے کیونکہ ب کو احتیاج آ کی طرف ہے ج کیطرف نہین ہے اور ب کو احتیاج ج کیطرف ہے آ کی طرف نہین ہے یعنی ب کو احتیاج آ کی طرف ہے اور نہین ہے اور ب کو احتیاج ج کیطرف ہے اور نہین ہے یہ اجتماع النقیضین ہوا اور یہ محال ہے یعنی یہ محال دونون علتون مین لازم آیا کہ آ علت ہے اور نہین ہے اور ج علت ہے اور نہین ہے پس آ اور ج علت ہے اور نہین ہے اور ثابت ہوچکا کہ ایک یعنی آ علت ہے تو بیشک ج علت نہین ہے یعنی ایک ہی خدا ہے دو خدا نہین ہین دوسرا کوئی اوسکا شریک نہین ہے وہی ایک خدا وحدہ لا شریک لہ ہے ہوالمطلوب اور جب

دو خدا کا ہونا محض خلاف عقل ہے بالبداہتہ باطل ہے تو واے ہوا وس عقل پر کہ جو عقل تجویز کرتی ہے تین خدا اور چار خدا اور نو خدا کو *

اب اصل تقسیم سے چوتھی قسم سمجھنی چاہئے یعنی دو خدا حقیقتہً جملہ صفات مین شریک ہون بلاتفاوت یہ باطل ہے کیونکہ اگر یہ صورت صحیح ہو تو دونون کی ذات دو ہین علیحدہ علیحدہ یا دونون کی ذات مین کچھ فرق نہین ہے ایک ہی ہے مگر خصم اوسکو نہین تسلیم کر سکتا کہ ذاتاً بھی ایک ہے کیونکہ جب ذاتاً اور صفاتاً ایک سان ہے تو واجب الوجود کا دو ہونا باطل ہوگیا تو ضرور دونون کی ذات مین مغائرت ماننی چاہئے تو ہر ایک خدا مین اتحاد صفاتاً اور تغائر ذاتاً ہوگا تو ہر ایک مین دو چیزین پائی جاینگی ایک وہ جو مشترک دونون مین ہے یعنی صفات اور دوسرا وہ جو مشترک نہین ہے بلکہ فرق دینے والا ہے دونون مین یعنی ذات تو مشترک اور غیر مشترک ہر ایک مین پایا گیا یعنی ہر ایک مین دو چیزین مختلف پائی گئین تو ہر ایک مرکب ہوگا اور مرکب محتاج ہوتا ہے اپنے اجزا کی طرف پس ہر ایک محتاج و ممکن ہوگا اور مفروض یہ ہوا ہے کہ دونون واجب الوجود بالذات ہین نہ ممکن ہذا خلاف پس کوئی اوس کے صفات مین شریک نہین ہے وہو المطلوب

علاوہ ازین جب تعینات وتشخصات واجب تعالے عین
ذات واجب تعالے ہین جیساکہ ثابت ہوا پس اگر شریک صفات واجب
تعالی بھی واجب الوجود بالذات ہو تو اوس کے بھی یہی صفات عین ہونگے
اور عین کا عین عین ہوتا ہے تو واجب تعالے کے صفات کا عین
دوسرے واجب الوجود کا عین ہوگا پس دو واجب الوجود ہوسے
وہ شریک بصفات کوئی دوسرا ہوا کہ دونون کی ذاتین بھی ایک ہی
ہین وہو المطلوب ۔ اور اگر کوئی ممکن شریک بصفات واجب تعالے
ہے اور صفات واجب تعالے عین ذات واجب تعالے ہین تو
ممکن شریک ذات واجب تعالے
ہوگا یعنی جو شریک صفات واجب تعالے ہین ہوگا شریک ذات
واجب تعالے ہین ہوگا یعنی وہ ممکن ممکن نرہیگا بلکہ مشترک ذات واجب
تعالے ہین اور یا مماثل ذات واجب تعالے کا ہوگا اور مماثل اور عین
واجب تعالے وہ واجب تعالے ہے پس ممکن واجب ہو جائیگا ممکن
ممکن نرہیگا اور فرض کیا تھا ممکن ہذا خلف یا واجب مانا ہوا ممکن
ہوگا ہف ۔ اور جب ممکن ممکن نرہا اور عین ذات واجب تعالے ذاتاً
وصفاتاً ہوا تو وہ دو نہین ہین ایک ہی شئے ہے کہ جسکو واجب الوجود
بالذات مع صفات مذکورہ کہتے ہو اور یہی مطلب ہے پس اوس تقسیم

کی پانچوین قسم بھی ثابت ہوگئی کہ اوسکا کوئی مماثل نہین ہے ؀

چھٹی قسم اوس تقسیم اولی کی یہ ہے کہ کوئی واجب الوجود بالذات کا شریک و مماثل نہین مگر عین ذات واجب الوجود ہے اس صورت مین اجتماع النقیضین کا ہونا اور تدافع و تمانع ظاہر ہے حاجت بیان کی نہین ہے - ان سب بیانون سے واضح ہے کہ خدا ایک ہے اور اوس مین کسی طرح کی اثنینیت اور دوتائی نہین ہے نہ حقیقتہً نہ اعتباراً اور یہی توحید باری تعالے ہے جسکا اثبات مطلوب تھا ؀

اور دوسرا طریقہ

عقلاً باطل ہے کہ کوئی اوسکا شریک مطلقاً ہو اس لئے کہ ثابت ہوچکا کہ جو سوائے واجب الوجود بالذات ثابت شدہ کے ہے وہ عالم ہے پس دوسرا کوئی شریک اگر واجب الوجود کا ہوگا تو ضرور واجب الوجود ہوگا بلکہ عالم مین داخل ہوگا یا عین عالم ہوگا تو ممکنات مین داخل ہوگا اور ممکنات شریک نہین ہوسکتے واجب الوجود بالذات کے اور نہ واجب ممکنات کے اس لئے کہ وجود جو عالم ہے وجوب اور قدم وغیرہ سے جب اوس مین کوئی شریک نہین ہوسکتا تو خاص بیت بندرجہ اونکے شریک نہین ہوسکتا اور وجود واجب الوجود مین سر

وجہ ثالث باطل ہے اس لئے کہ ممکن کا وجود ضروری نہین ہوتا اور واجب کا
وجود ضروری ہوتا ہے دو شئے متبائن مین شرکت چہ معنی دارد اور
جب عام مین جو شئے شریک نہوگی تو خاص مین کیونکر شریک ہوگی
اس لئے کہ وجود واجب الوجود عام ہے قدم اور ابدیت وغیرہ
سے اور جب یہ عام شئے ممکن مین پائی نہین گئی تو باستثنائے عام
استثنائے خاص ہوتا ہے پس قدم وغیرہ بدرجہ اولے ممکنات
مین نہین پائے جائینگے اور جب قدم و ابدیت وغیرہ یہ سب صفات
کچھ نہ پائے گئے اوس مین تو پہر وہ شریک واجب الوجود کا کس
چیز مین ہے تو معلوم ہوا کہ شریک ہی نہین ہے یعنی نہ کوئی واجب
شریک ہے اور نہ کوئی ممکن پس وہ یکتا ہے بجمیع جہات وہ واحد ہے
اور یہی مطلب ہے اگر کوئی کہے ممکن اور واجب کا وجود وجود دو نوع متباین
ہین اسکو مابہ الاشتراک نہین سمجھنا چاہیے بلکہ وجود ضروری اور وجود
غیر ضروری سے جو عام وجود ہے یعنی وجود مطلق اس وجود مطلق
مین ممکن اور واجب شریک ہین اور دونون ممکن و واجب مین
فرق وجود خاص مین ہے کہ ایک مین وجود مطلق کی قسم وجود غیر
ضروری ہے اور ایک مین وجود مطلق کی قسم وجود ضروری ہے
اور یہ وجود خاص جو وجود ضروری ہے وہی عین ذات واجب

تعالےٰ ہے اور دوسرا وجود خاص اوسکے مقابل کا جو عارض ممکن کو ہے
وہ عین ذات ممکن نہین ہے بلکہ غیر ذات ممکن ہے اور جب عام مین
شریک ہے تو لازم آئیگا کہ خاص مین شریک ہو تو کہون گا کہ عجیب
تعارض ہے کلام مین کہ ممکن غیر واجب بھی ہے اور عین واجب بھی
ہے اس لئے کہ جو وجود کہ عارض ہے ممکن کو وہ وجود جیسا کہ غیر ہے
ممکن کا ویسا ہی غیر اوس وجود کا کہ جو اسکے مقابل مین نوع ہے بقول
خصم یعنی وجود واجب الوجود کا غیر ہے تو ممکن متبائن ٹھہرا واجب
الوجود کا پھر باقی صفات مین بھی کہ جو خاص تر وجود سے ہین ممکن
متبائن واجب کا ضرور ہوگا بداہتہً تو شریک واجب الوجود کا نہوا
مگر ایک وجود عام تر مین صرف بالفرض تو شریک واجب کا نہوا یعنی
دوسرا خدا نہوا کیونکہ علت تامہ موثرہ وموجدہ ہونا ثابت نہوا
اور یہی مطلب ہے اور یہ ضرور نہین ہے کہ جو عام مین شریک ہو
وہ خاص مین بھی ضرور شریک ہوگا جیسا کہ شجر انسان کے شریک ہے
جسم نامی ہونے مین مگر حیوان ہونے مین انسان کے شجر شریک
نہین ہے باوجود اس کے کہ حیوان خاص ہے جسم نامی سے ہان
یون البتہ ہے یعنی اوسکا اولٹا کہ جو خاص مین شریک ہوگا وہ
عام مین ضرور شریک ہوگا جیسے شجر کہ انسان کا شریک ہے جسم نامی

ہونے مین تو جسم مطلق ہونے مین انسان کے شجر بھی شریک ہے اگر
عام مین شریک ہوتا تو معلوم کرنا چاہیے کہ خاص ہی مین شریک
نہین ہے کہ بانتفائے لازم انتفائے ملزوم ہوتا ہے اور شرکتہ
فی الخاص ملزوم ہے اور شرکتہ فی العام لازم ہے اور اگر۔ اور
حالانکہ وہ وجود کہ جسکو وجودِ مطلق اور عام تر کہا ہے وہ وجود کی
طبیعتہ کلیتہ ہے تو اوس وجود عام تر کو ماہیتہ مستقلہ نہین کہ سکتے
تا اوسکے افراد یعنی وجودات متعلقہ بھی ماہیتہ مجردۂ مستقلہ ہون
تا ممکنات کو عارض ہو سکے حالانکہ وجودات ممکنات کو عارض ہین
تو وجودات عارضہ کی کلی ہوگی تو وجود واجب بھی عارض ہوگا نہ عین
ذات واجب حالانکہ عینیت ثابت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ وجود کی تقسیم
کی جاتی ہے ایک ممکن دوسرے واجب تو چاہیئے کہ ایک مطلق وجود عام
وکلی قرار پائے کیونکہ تقسیم مین مقسم ضرور ہے اور مقسم ضرور
عام ہوتا ہے اپنے افراد سے اور مقسم کلی کی طبیعتہ ضرور ہے کہ
اپنے ہر ہر فرد مین پائی جائے تو ایک وجود عام تر سب وجودات
سے سب افراد مین شریک ہوگا تو شرکت
ممکنات کی واجب کے ساتھہ ثابت ہوگئی عام اس سے کہ دیگر صفات
جو خاص ہین وجود عام سے اون مین سے بعضون مین شرکت ہو اور

بعضون مین ہو- تو کہونگا کہ باریتعالے کے کسی صفات مین کوئی شریک نہین ہے یعنی وہ اپنا شریک نہین رکھتا ہے نہ اپنے سا موجود ہونے مین اور نہ مطلق واجب بالذات ہونے مین اور نہ واحد ہونے مین نہ بسیط و قدیم و قیومیت و علیت و خالقیت و رازقیت وغیرہ مین- ہان یہ کہہ سکتے ہین کہ مثلاً عالمیت مین شریک یون رکھتا ہے یعنی وہ بڑا عالم ہے بجمیع حیثیات اوسکے علم کو کمال ہے اور ممکنات ذوا العقول بھی عالم ہین دلمادونے درجہ سہی تو نہین کہا جا سکتا کہ مطلق عالم طبیعتہ کلیہ ہے اور اوسکے افراد ہین عالم واجب اور عالم غیر واجب مثلاً فلان عالم اور فلان عالم تا عالم واجب تعالے جزئی ہو تحت مین عالم مطلق کے کیونکہ ایسا کلی محض اعتباری فرضی انتزاعی ہے تو جزئیات اسکے بھی چاہیئے کہ محض انتزاعی ہون کیونکہ کلی کی طبیعتہ اپنے سب افراد مین چاہیئے کہ پائی جائے تو ضرور ذات واجب اور ذات ممکن افراد اوسکے ہونگے اور نہ مطلق عالم اوس ذات کی طبیعتہ نوعیتہ ہوگی بلکہ افراد منتزعات کی کلی مطلق عالم کو کہہ سکتے ہین اور یہ میرے مطلب کے خلاف نہین ہے- علی الخصوص جب لبطور تشکیک کلی مشکک کے ہو پس ایسا ہی ذات واجب تعالے اور ذات ممکن افراد اور جزئیات مطلق وجود کے نہین ہین ممکن اور واجب شریک نہین ہین مطلق

وجود مین ہان وجود واجب اور وجود ممکن شریک ہین مطلق وعام وجود مین یعنی مطلق کون اور محض شیئیت مین یعنی وہ وجود کہ عارض ہے ممکن کو اور وہ وجود کہ عین ذات واجب ہے تو جب کہ ذہن میرا انتزاع کرے عروض وجود سے اور ذاتیت وجود سے وجودات اعتباریہ کو تو ایسے وجودات منتزعات اوس عام وجود کے افراد ہونگے جو مابہ الاشتراک ہین ان ایسے وجودات منتزعات مین اور وہ بہی بطور تشکیک کہ کلی متشکک مین درکار ہے اولویت اور اولیت اور غیر اولویت وغیر اولیت کے ساتھہ نہ از روئے زیادت ونقصان اور شدۃ وضعف کے تو اس صورت مین واجب تعالے جزئی وجود محض وعام کا نہوگا بلکہ میرے ذہن مین اوسکا وجود منتزع مصدری عام وجود مصدری انتزاعی محض کا جزئی ہوگا اور یہ میرے مطلب کے خلاف نہین ہے بلکہ ایسا ہی حال ہے ان دونون تقسیمون کا مثلاً کہتے ہین کہ وجود ممکن یا ذہنی ہے یا خارجی اور کہتے ہین کہ وجود یا ممکن ہے یا واجب یعنی غیر ضروری ہے یا ضروری ہے اول کے یہ معنی ہین کہ ذہنی وجود عرضی یا وجود ذہنی ہے یا وجود خارجی جو منتزع موجود ذہنی یا خارجی سے ہے اور ثانی کے یہ معنی ہین کہ ذہنی وجود عرضی یا وجود ممکن ہے یا وجود واجب ہے جو منتزع

ہے موجود ممکن یا موجود واجب سے ذہن مین - پس مقسم اور اقسام
سب ذہنی ہین تو اس صورت مین واجب تعالےٰ خارج مین عقلی وجود
محض کا نہوا جیسے کہ ذہنًا شئے محض کے تحت مین واقع ہوتا ہے اور
تقسیم ثانی سے اگر یہ مراد لی جائے کہ موجود یا ممکن ہے یا واجب تو واجب
تحت مین موجود کے ہوگا ذہنًا صرف نہ خارج مین اور اسطرح کی حیثیت
ہمارے خلاف نہین اور چونکہ مقصود ہے کہ مجملًا بتقریر عام فہم لکھین
لہذا ان مضامین کو بطور واضح سمجھانا مشکل ہے - اور اس بحث کو
طول دینا اور تحقیقات و تدقیقات فلسفیہ کو یہان پر لکھنا اور دلائل
لانا اور فرق بتلانا درمیان دلائل متشرعین و متفلسفین و متصوفین
کے خلاف وضع کتاب ہذا ہے - اور جب کوئی اوسکا شریک نہین ہے
تو واجب الوجود یکتا ولاثانی ہے اور یہی مطلب ہے *

واجب الوجود مقول کثیرین پر نہین ہوسکتا یعنی ایسا نہین ہے
کہ کئی موجودات پر واجب الوجود صادق آئے اگر صادق آئیگا تو بہت
سے موجودات واجب الوجود بالذات ہونگے اور ثابت ہوچکا
کہ واجب ایک ہی ہے تو واجب تعالےٰ بہت سے پر صادق نہ آئیگا
علاوہ اس کے جب بہت موجودات پر صادق آئے تو واجب الوجود
کلی ہوگا تو خارج مین وجود اوسکا نہوگا اور ثابت ہوچکا کہ خارج مین

موجود ہے تو کلی نہوگا تو اوسکا کوئی جزئی بھی نہوگا علاوہ اسکے اگر کلی
ہو تو یا جنس یا نوع یا فصل ہوگا کیونکہ واجب ذات ہے نہ صفت
وعرض تو وہی جنس اور جنس اور عام شئے ان سب موجودات مین پائی
جائیگی اور واجب الوجود سے فوق کوئی عام شئے نہین ہے اس لئے کہ
خود وجود جو اعم الاشیا ہے اور اولی اور اقدم ہوکے پایا گیا ہے
وہی عین واجب الوجود ہے تو معلوم ہوا کہ واجب الوجود مقول کثیرین
پر نہین ہوسکتا تو کلی واجب الوجود یعنی کئی خدا کا وجود نہوا پس معلوم
ہوا کہ واجب الوجود نہ کلی ہے نہ جزئی اضافی
اور نہ خود واجب الوجود تحت مین کسی عام کے ہے کیونکہ اعم
اشیا یعنی وجود اوسکا عین ہے تو ایسی جنس کے تحت مین جو جو فرض
ہونگی مثل قدم وبقا وغیرہ کے وہ سب بھی عین ہونگی تو کسی عام یا کلی
کے تحت مین نہوگا تو جزئی حقیقی بھی نہین ہوگا ***

وہ مرکب نہین ہے اگر واجب تعالے مرکب ہو تو اوس کے اجزا
ہون گے کیونکہ ہر مرکب کے لئے اجزا ہین اگر اجزائے خارجیہ ہین تو مرکب
خارجی ہوگا اور اگر اجزائے ذہنیہ ہین جیسے ماہیت مرکبہ کے لئے جنس
وفصل وغیرہ مثلاً تو مرکب ذہنی ہوگا اور ہر مرکب اپنے موجود ہونے
مین محتاج اپنے اجزا کیطرف ہے جب تک اجزا نہ پائے جائینگے مرکب

نہ بن سکیگا اور جو چیز محتاج ہے وہ ممکن ہے حادث ہے پس خدا ممکن و
حادث ہوگا واجب قدیم نہوگا حالانکہ واجب و قدیم ہونا ثابت ہوچکا
تو باری تعالے مرکب نہوگا نہ مرکب ذہنی نہ مرکب خارجی بلکہ مرکب خارجی
ہونا تو اظہر البطلان ہے کیونکہ مرکب خارجی جسم ہوتا ہے تو چاہیے کہ
واجب تعالے مجسم ہو اور وہ ضمناً باطل ہوجائیگا اور صراحۃً بطلان
اوسکا آینده آئیگا اور مرکب نہین ہے تو غیر مرکب ہے یعنی بسیط ہے
کہ جس مین اجزا نہین ہوتے پس خدا مین اجزا نہین ہین اور یہی
مطلب ہے *

وہ کسی جہت و سمت مین نہین ہے اس لئے کہ جس طرف اشارہ
حسیہ کرسکین یا جس طرف متحرک کا رخ ہے اوسکو جہت کہتے ہین اور
سمت بھی گویا اسی معنی مین ہے خصوصاً اس بیان مین تو اگر اس جہت مین
ہے تو اوس جہت مین نہوگا اگر اوس جہت مین ہے تو اس جہت مین
نہوگا جہت و سمت کی حیثیت عالت سب جہتون مین نہین پائی جائی
ورالا اجتماع متنافیین لازم آئیگا اور جب کہین نہین ہے تو نہین
ہے کہ اطلاق سے واجب تعالے ممکن ہوجائیگا اور حادث و محتاج
غیر اس لئے کہ اگر کسی غیر کے منع وقوع کے باعث سے بعض جہات
مین موجود نہوگا تو معلول و مغلوب و محتاج و ممکن و حادث ہوجائیگا

اور اگر اوسی کی ذات نے منع و دفع کیا تو ایک ہی شئے علت و معلول
ایک حالت ہوا اور یہ سب باطل ہین اور ترجیح بلا مرجح بھی ہے اور
اگر نہ اپنی طبیعت کے منع و دفع سے اور نہ کسی غیر کی وجہ سے کہین ہے
کہین نہین ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی بلکہ محال ہے اس لئے کہ جس
فعل کا نہ خود فاعل ہو نہ غیر تو اوس فعل کا وجود و توع ہوگا تو کہین
ہونا اور کہین نہ ہونا باطل ہے اگر بعضے جہت مین ہو تو قرب و بعد
کی نسبت ہو جائیگی اور ازین قبیل بہت سی قباحتین خلاف عقل
لازم آتی ہین۔ اور بعضے روایات سے بعضون کے زعم مین ثابت ہوا
ہے کہ وہ فوق مین ہے اور یہ بالفرض اگر ہون اور صحیح بھی ہون
تو یہ روایات یقیناً خلاف عقل کے ہین اور باعث لزوم محالات کے
ہین تو ضرور روایات جو صحیح نہین ہین اوس سے تو کوئی مطلب نہین
اور جو صحیح ہون اون مین تاویل ضرور کرنی ہوگی تا مطابق عقل کے
ہو جائے سوا اس کے اور کوئی راہ نہین ہے بموجب حکم مقدمہ
سابقہ کے اور دعائین جو فوق کیطرف ہاتھ اوٹھا کے مانگتے ہین اوسکی
وجہ یہ ہے کہ اظہار تعظیم اس سے اگر کوئی دعا مانگے اور دونون ہاتھون
کو ملاکے زمین کیطرف اشارہ کرے یا اپنے جوتون کے طرف
معاذ اللہ اشارہ کے دعا مانگے تو اس سے اظہار تحقیر ہے اور سفیہ

یا مجنون کا فعل سمجھا جائیگا یا مخالف خدا کا وہ قابل اسکے نہیں ہے
کہ کوئی اوسکی طرف اشارہ حسیہ کرسکے یعنی کہے کہ وہ یہ ہے وہ ہے
یہان ہے وہان ہے اس طرف ہے اوسطرف ہے *

وہ مجسم نہین ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب ہے اس لئے کہ جسم مین
اجزا ہین یہانتک کہ اوسکی تقسیم کی انتہا نہین ہے جس ایک جز کو کسی
ایک جسم مین سے تقسیم کرین تو پھر جزو کی جزو کی تقسیم ہو سکتی ہے کسی تقسیم
پر انتہا نہین ہو سکتی ہے کہ اب اوس کی تقسیم نہو سکے بلکہ باعتبار اجزائے
وہمیہ کے اجزائے غیر متناہیہ ہو سکتے ہین ہان اسکے ہم قائل نہین ہین
کہ بالفعل اجزائے غیر متناہیہ بحیثیت مجموعی جمع ہین تا محال لازم آئے
بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی تقسیم پر ہم ٹھہر نہین سکتے ہین بلکہ پھر اجزائے
متناہی کی تقسیم بھی کر سکتے ہین اور جب دو جزو جسم مین ہون وہ مرکب
ہے تو بوجود اجزائے کثیرہ خصوصًا اجزائے غیر متناہیہ جسم ضرور
بدرجہ اولے مرکب ہے ـ علاوہ اس کے ہر جسم مین دو جزو
یعنی ہیولی اور صورت ضرور ہین جیساکہ علم طبیعات مین بیان ہے
تو ہر جسم مرکب ہوا ـ علاوہ اس کے ہر جسم مین قوتین مختلف
موجود ہین کہ جنکی وجہ سے وضع خاص یا خاص جگہ یا شکل خاص
یا کیفیت خاص کو جسم مقتضی ہے اور قوۃ حیوانیہ و نفسانیہ وغیرہ

اکثر اجسام مین ہین اور قوۂ محرکہ اور قوۂ طبیعیہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوا کہ جسم مرکب
ہے رطوبات مختلفہ اور اجزائے مختلفہ اجسام مین بالمشاہدہ ثابت ہین
پس اس سے ثابت و متحقق ہے کہ جسم مرکب ہے تو اوسکا موجود اجزا سے ہے
اور جسکا وجود بالغیر ہے وہ واجب الوجود بالذات نہین پس اجسام ممکن ہین
واجب الوجود بالذات نہین ہین اجزائے اجسام بھی ممکن ہین اور خود اجسام
بھی ممکن ہین کیونکہ اجزائے جسم اور خود جسم کا حال تغیر سے کسی صورت خالی
نہین حرکت و سکون کہ یہ بڑا تغیر ہے اور احتیاج حیّز و مکان و جہت و سمت
و ثقالت و خفت اور تغیر ثقالت و تغیر خفت اور احتیاج جسم بوجود
اجزائے اور احتیاج اجزائے اپنے اجزا کی طرف اور رنگ دار و بے رنگ
ہونا اور مختلف حالتون کا ہونا ان سب باتون سے معلوم ہوا کہ اجسام
و اجزائے اجسام متغیر ہین اور خود تقسیم بھی بڑا تغیر ہے اور متغیر شئے قدیم
نہین ہوتی قدیم ہمیشہ یکسان رہتا ہے اور اجسام کبھی یکسان نہین رہتے اور جب حادث
ہے قدیم نہین ہے تو ممکن ہے یعنی حدوث کی وجہ سے محتاج غیر کا ہوگا
اور محتاج غیر کا ممکن ہے اور ممکن مین عدم اور وجود کی حالت برابر رہتی ہے
یعنی نسبت ذات ممکن کی وجود و عدم کیطرف برابر ہے جب تک کوئی ترجیح
دینے والا وجود کو یا عدم کو نہو اور وجود ممکن اپنے وجود کو ترجیح نہین دے
سکتا کیونکہ اوس کی طبیعت عدم کو مثل وجود کے چاہتی ہے والا ترجیح

بلا مرجح لازم آئیگی تو ضرور کوئی غیر مرجح صرف وجود کا یا مرجح صرف عدم کا ہوگا اور وہ غیر ضرور غیر ممکن ہوگا ممکن کا مرجح ممکن نہین ہو سکتا جیسا کہ گذرا تو مرجح اور موثر اور علت وجود ممکن یا عدم ممکن کوئی غیر جو ہوگا وہ واجب الوجود ہوگا اگر وہ بھی جسم یا جسمانی ہو تو ممکن ہوگا نہ واجب الوجود کیونکہ جو جسم ہوگا وہ ممکن و حادث و متغیر ہوگا تو علت موثرہ جسم کی جو واجب الوجود ہے وہ جسم نہین ہے یعنی عالم جسمانی کے لئے موثر و موجد ہے اور وہ موثر و موجد نہ جسم ہے اور نہ جسم مین ہے کیونکہ ہر جسم و ہر جسمانی ممکن ہے اور ممکن کیلئے موثر مغائر معلول کا ہوگا اور مغائر جسم و جسمانیات واجب ہے کہ جسم نہو اور جسمانی نہو۔ اور جسمانی کا ممکن ہونا بھی ظاہر ہے کہ جسمانی محتاج جسم ہے اور محتاج جو دممکن ہے تو محتاج ممکن بدرجہ اولے ممکن ہے ۔

اس دلیل سے واجب الوجود اور اوسکا غیر مجسم ہونا ساتھہ ہی ثابت ہوا

اگر واجب الوجود مجسم ہے تو اوس کے اجزا ہونگے کیونکہ ہر جسم مین اجزا ہوتے ہین اور مرکب محتاج اجزا کا ہوتا ہے کہ پہلے اجزا پائے جائین تب مرکب پایا جائیگا تو واجب الوجود بھی مرکب ہوگا اور محتاج اجزا کا ہوگا کیونکہ اجزا مرکب سے پہلے پائے جائینگے اور ان اجزا کے لئے کوئی علت ہوگی انکی علت خود مرکب نہین ہوسکتی کیونکہ بعد پایا گیا ہے اور اجزا اپنی علت آپ ہی ہون تو دور لازم آئیگا تو جس کے محتاج اجزا ہونگے

اوسیکا محتاج مرکب ہوگا اور محتاج ممکن ہے نہ واجب الوجود بالذات کیونکہ ثابت ہوچکا ہے کہ اوسکی علت کوئی نہین ہے اور وہ سب کی علت ہے۔

وہ مجسم نہین ہے کیونکہ جسم کے لئے حیّز ومکان ضرور ہے ضرور کسی جہتہ وسمت مین ہوگا اور یہ ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود کسی جہتہ کسی سمت مین نہین ہے توکسی حیّز ومکان مین بھی نہین ہے تو واجب الوجود مجسم نہین ہے *

وہ مجسم نہین کیونکہ جسم محتاج حیّز ومکان وجہت کا ہے اور محتاج ممکن ہے واجب الوجود نہین اور واجب الوجود ممکن نہین تو محتاج نہین تو محتاج حیّز ومکان وجہت کا نہین تو وہ مجسم نہین ہے وہوالمطلوب

وہ اگر مجسم ہو تو قابل ابعاد ثلثہ کا ہوگا یعنی طول وعرض وعمق کو قبول کریگا اور قابل بحیثیت قابلیت فاعل نہین ہوتا فاعل بحیثیت فاعلیت قابل نہین ہوتا اور واجب الوجود فاعل وعلت ہے سب کے لئے نہ قابل اثر غیر کا تو واجب الوجود مجسم نہوگا۔

وہ مجسم نہین کیونکہ جسم دو حال سے خالی نہین یا جسم عنصری ہوگا یا غیر عنصری یعنی جسم مین یا آب وآتش وخاک وباد ہین یا اجزا غیر عناصر ہونگے اگر عنصری ہے تو بقاعدہ کیمیاوی تغیر محض ہوسکتا ہے کبھی حرق ہنجائے کبھی بخار کبھی آب سے ہوا کبھی ہوا سے آگ کبھی کچھ کبھی کچھ اور

یہ سب علامات حادث کے ہین تو واجب الوجود متغیر و حادث و ممکن
ہوگا واجب الوجود نرہیگا اور واجب الوجود واجب الوجود ہے ثابت
ہوچکا ہے تو مجسم ہونا باطل ہے۔ علاوہ اس کے اگر عنصری ہے تو غلبہ اوسے
ایک نقطہ کا ہوجائیگا یعنی مرکز عالم کا یعنی کشش اور تحریک وغیرہ کے
روسے اور مغلوب ممکن و متغیر و حادث ہے تو واجب الوجود مجسم نہین ہے
اور اگر غیر عنصری ہو تو لااقل حرکت و سکون وجہت و مکان و ظہور
وغیبت اور وجود و عدم پایا جائیگا تو متغیر حادث و ممکن ہوجائیگا محتاج
غیر کا اور واجب الوجود محتاج غیر کا نہین تو واجب الوجود مجسم نہین۔
اگر مجسم ہوگا تو ضرور مادی ہوگا مجرد نہوگا اور مادہ محل تغیرات و حوادث
ہے تو واجب الوجود بالذات محل ہوگا حوادث کا تو ممکن و متغیر و حادث
ہوگا حالانکہ وہ ممکن و حادث و متغیر نہین بلکہ واجب و قدیم و غیر متغیر
ہے پس وہ مجسم نہین ہے۔

اگر وہ مجسم ہوا اور ہر جسم مین بارہ[۱۲] زاوئے قائمی نبتی ہین تو بارہ[۱۲]
مثلث قائمۃ الزاویہ اوس کے جسم مین بہی ہونا چاہئے اور یہ سب
اجزا ہین جسم تعلیمی کے تو واجب الوجود مین اجزا ہون گے اور جسم
تعلیمی مرکب ہے اجزا جسم تعلیمی سے تو اون اجزا کا محتاج ہے پس
واجب الوجود جسم تعلیمی بہی نہین ہے اور اگر وہ جسم تعلیمی ہو تو اوس کے

لیئے کوئی جسم طبعی بھی ہونا چاہیئے تو اور افحش قباحتین لازم آئینگی اور
وہ ان سب عیوب و احتیاج غیر سے مبرا ہے والا واجب بالذات
نہ ہیگا اور جب کہ اوس کا مجسم اور جسمانی ہونا مطلقًا باطل ہے تو کبھی
آیندہ بھی مجسم نہوگا والا وجود تغیرات اور قوت و استعداد وجود تغیرات
باعث اس کے ہونگے کہ وہ ابھی سے ممکن الوجود ہے واجب الوجود
نہین اور یہ محال ہے جب ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود بالذات نہ کسی
جہت مین ہے نہ کسی مکان مین اور نہ محل حوادث کا ہے اور نہ قابل
الابعاد ثلثہ کا ہے نہ اوس کے اجزا ہین نہ ثقیل نہ خفیف وسبک
وغیر ذلک تو ضرور واجب الوجود جسم نہین رکھتا نہین ہوسکتا کہ
مجسم ہوا اور یہ سب امور جسم کے اوسمین نہ پائے جائین والا جسم
جسم نہین اور جو جسم ہے اوس مین یہ سب چیزین ضروریات سے ہین
تو وہ حادث ہوگا اور وہ قدیم ہے پس اجتماع النقیضین لازم آئیگا
اور یہ محال ہے ان سب بیانون سے معلوم ہوا کہ جیسا وہ کلی اور
جزئی نہین ہے ویسا ہی جوہر وعرض اور حال ومحل ومعلول و
مغلوب وغیر ذلک من الحوادثات نہین ہے نہ وہ کسی مین حلول
حلول کرتا ہے کیونکہ محتاج محل کا نہین ہے وہ عرض نہین ہے نہ
اوس مین کوئی حلول کرتا ہے کیونکہ محل حوادث کا نہین ہے وہ سب سے

علیٰ ہ اور سب سے ممتاز اور غنی علی الاطلاق ہے اس لئے کہ وجوب وجود
ذاتی کے لئے کل غیار سے امتیاز و کل حاجت سے غنی ہونا ضرور ہے
لالا دہ واجب الوجود بالذات نہین ہے اور یہ خلاف ثابت کے
ہے*

وہ کسی سے متحد نہین ہوتا اگر واجب الوجود کسی کے ساتھ متحد ہو
اور ایک ہوکے دونون بیک وجود پائے جائین تو محال لازم آئیگا
وہ یہ ہے کہ وہ دو تھے کہ جواب ایک ہوا ہے تو آیا دونون موجود ہین
بحالت دوتائی تو اتحاد نہوا اور مفروض اتحاد ہے ہذا خلف اور اگر
بحالت دوتائی نہین بلکہ یکتا ہے تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ ایک
معدوم ہوگیا تو پھر بھی اتحاد نرہا اور دونون معدوم ہین تو بدرجہ اولیٰ
اتحاد نہین ہے -

اور وہ ایک موجود ہے اور اگر دونون دو ہین اور اسی دو ہونے
کے حال مین دونون حقیقتہً ایک ہی ہے تو دو ایک ہوگا ایک دو ہوگا
یا دو دو نہین ایک ایک نہین اور یہ سب عقلاً باطل اور سفسطہ ہے
اور منجر طرف مذہب سوفسطائی کے ہوجائیگا کہ جو شروع کتاب مین
صراحتہً باطل ہوچکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کسی سے متحد نہین ہوتا
اور یہی مطلوب ہے*

علاوہ اس کے جب واجب الوجو غیر جسمانی ہے تو وہ اگر کسی سے بالفرض
کر فرض محال محال نہین ہے متحد ہو تو جسکے ساتھ متحد ہوا ہے وہ بھی غیر
جسمانی ہوگا والا اتحاد مجرد مجسم کے کوئی معنی ہنین مادی اور مجرد ایک
ہنین ہوتا اجتماع النقیضین و دیگر محالات لازم آئینگے - اور جب غیر
جسمانی کے ساتھ متحد ہوگا تو لا اقل یہ لازم آئیگا کہ واجب الوجود ذاتاً
اور ممکن الوجود حقیقتہً ایک ہو جائے اور یہ خلاف عقل ہے کہ اجتماع
متنافیین وغیرہ لازم آئینگے اور اگر وہ دوسرا جسکے ساتھ اتحاد ہوا ہے
وہ بھی واجب الوجود بالذات ہے مثل اس واجب الوجود کے تو یہ بھی
بالبداہتہ باطل ہو چکا کہ اوسکا کوئی شریک ہنین ہے دو خدا ہنین ہین
تو ثابت ہوا کہ کسی سے وہ متحد ہنین ہوتا اور اگر یہ کہا جائے کہ عقل کی
رو سے دو ہین مگر دیکھنے مین دو ہنین ہین ایک ہے تو ضرور واجب الوجود
مجسم ہو کر کے ایک ہوا ہے اور حالانکہ واجب الوجود نہ مجسم نہ مجسم
ہوگا اور تداخل جوہر کا جوہر مین بھی لازم آتا ہے اور یہ بھی کتب فلسفیہ
مین باطل وعاطل ہے اور اگر مجسم ہو کے ایک ہنین ہوا بلکہ خود وہ غیر
مجسم ہی ہے اور متحد ہو گیا ہے تو یہ ابھی باطل ہو چکا کہ مجرد متحد مجسم
سے ہنین ہوتا مجرد مجسم ہنین ہے مجسم مجرد ہنین ہے - اور اگر یہ کہا
جائے کہ مجرد واجب الوجود ایک مجسم ممکن الوجود مین حلول کر گیا ہے تو

یہ بھی ثابت ہو چکا کہ واجب الوجود حال کسی مین نہین ہے والا محتاج محل کا ہوگا اور عارض معروض کا ہوگا اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے پس یہ سب لغویات وچون وچرا احمقون کے باطل وعاطل ہین وہ کسی طور سے کسی سے متحد نہین ہوتا ہے *

اوس مین کسی طرحکا تغیر اور کسی طور کی تاثیر کا اثر نہین کیونکہ فاعلیت اور قابلیت دونون اوس مین جمع ہو جائینگی اور حالانکہ فاعل قابل نہین ہے یعنی وہ فاعل و خالق و علت و موجد و موثر غیر ہین اور متغیر غیر کا ہے وہ خود خالق مخلوق و معلول و اتحاد کردہ شدہ اور اثر پذیر نہین ہے والا اجتماع متنافیین لازم آئیگا - یا واجب ممکن ہو جائیگا یا ممکن واجب ہو جائیگا یا خلاف توحید ثابت شدہ کے لازم آئیگا -

اور جب یقین وجود واجب الوجود بالذات کا جسکو ہوا اور صفات کا یقین ہو کہ کون کون صفات اور کیسے کیسے صفات اوس کے لئے ہین اور کس کس قسم کے صفات و احوال اوس مین نہین پائے جا سکتے تو ان سب باتون کے بعد بشرط یقین ان جملہ امور کے وہ نہین کر سکتا کہ واجب تعالے دیکھنے مین اسکتا ہے کیونکہ جو شئے دیکھی جا سکتی ہے وہ ضرور بالضرور ممکن الوجود ہوگی نہ اسکا غیر جو شئے حادث ہوگی وہی دیکھنے مین آتی ہے اگر آج نہین دیکھہ سکتے مگر کل واجب الوجود کو

ایسی لیاقت و استعداد ہو جائیگی کہ وہ دیکھا جا سکتا ہے تو متغیر ہوگا
اور متغیر حادث و ممکن ہے دیکھنا مجسم کو ہوتا ہے نہ غیر مجسم کو بلکہ ہر ممکن
بھی دیکھا نہین جا سکتا کسی نے علم کو نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گا محض روح
مجرد بھی دیکھنے مین نہین آتی جب تک اوسکو تعلق کسی بدن سے نہو یعنی
دیکھنے کے لایق وہی ہے کہ جس مین ضرور صفت جسم کی طاری ہوگی
والا محال ہے کہ دیکھا جائے اور جسم ہونا یا مشابہ بجسم ہونا شان سے
ممکن کی ہے نہ شان سے واجب الوجود بالذات کی جس شئے کو دیکھ سکین
تو وہ شئے اوس حالت رویت مین ضرور ایک
سمت مین ہوگی کسی ایک جہتہ خاص مین ہوگی کسی مکان معین مین یا
ہوگی قابل اشارہ حسیہ کے ہوگی کہ اس طرف ہے اوس طرف سے
یہان ہے وہان ہے ممکنات مین جو شئے لطیف ہے نہین دیکھ سکتے
جیسے ہوا اور دیکھنے مین کب وہ شئے آسکتی ہے جب کچھہ کثیف قابل
رویت کے بن جائے پس یہ بڑا تغیر ہے اور ہر تغیر جو ہو وہ
ضرور حادث ہے یقیناً نہ قدیم اصلاً اور جب عقل عقلا سے یہ ثابت ہے
تو پھر اوس کے خلاف اگر کوئی دلیل نقلی مل جائے تو مقتضائے عقل
عقلا یہ ہے کہ اگر دلیل نقل نقلی ہے تو اوس مین تاویل کرینگے تا مطابق
عقل کے ہو جائے نہین ہوسکتا بلکہ محال ہے کہ عقل کے خلاف دلیل

نقل کو مانین کہ ایسا ماننا خود دلیل نقل کے بھی خلاف ہو جائیگا ایسا کام
کرنا چاہئے کہ عقل کے خلاف ہوتا دلیل نقل کے بھی خلاف ہوگا پس تاویل
کرینگے ایسی دلیل نقل مین اور اوسکا مطلب عقل کے موافق بنائینگے
جیساکہ مقدمہ مین بیان ہوا ہے - مگر ہان بچشم دل و لعین عقل ہر شخص
اوسکو دیکھتا ہے اور دیکھے گا اور اصل دیکھنا یہی ہے معرفت و یقین ہی
اصل منشا ہدہ ہے خصوصًا جب افکار دنیا و یہ اور تعلقات مالوف سے
جب علیحدگی ہو جائیگی تو بدرجۂ اولےٰ عین الیقین اوسکا ہو سکتا ہے
اور یہ شبہ لغو ہے کہ جو شئے موجود ہو وہ ضرور چاہئے کہ دکھلائی دے
اسکا بطلان ایک ایک بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے -
اور جیساکہ واجب الوجود تعالےٰ دیکھنے مین نہین آتا ویسا ہی ازروئے
حقیقت و کُنہ کے بھی معلوم نہین کیا جا سکتا ہے کیونکہ ممکنات کی بھی
حقیقتین اور کنہیات معلوم نہین ہوتی ہین جیساکہ ہر شخص کو اسکا تجربہ
حاصل ہے تو واجب الوجود ذاتًا کی کُنہ کو اور اوسکی حقیقت کو سمجھنا
بدرجۂ اولےٰ دور از قیاس ہے
جیساکہ وہ خود اپنا خالق نہین ہے اپنے لئے علت نہین ہے
اور یہ مذکور ہو چکا ویسا ہی اوس کے صفات کمال اوس کے
مخلوق نہین ہین اوس کے معلول نہین ہین کیونکہ یہ صفات

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۸۰

عین ذات واجب الوجود کے ہین غیر اور زاید بر ذات نہین ہین پس
در حالت عینیت ورنہ تسلسل لازم آئے گا مثلاً خالقیہ صفت عین
ذات واجب الوجود ہے اگر غیر ہو تو ممکن ہوگی تو اوس کا خالق و
جاعل ذات واجب الوجود ہوگی تو خالقیت کے لئے خالقیت کا وجود
ہوگا پھر دوسری خالقیت مین بھی اور تیسرے چوتھے مین بھی وہی
گفتگو ہے تو خالقیت غیر متناہیہ جمع ہونگی اور تسلسل محال ہے پس صفت
خالقیت عین ذات واجب الوجود ہے یعنی قدرت خالقیت قدیم عین ذات ہی نہ خالقیت
بالفعل اور جب واجب الوجود مجرد ہے مادی نہین ہے تو مجسم نہین اور
جب مجسم ہونا خلاف عقل و نقل ہے کسی کی عقل نہین قبول
کرتی کہ واجب الوجود بالذات مجسم ہو تو اسی سے یہ بھی ثابت ہوا
کہ نہین ہو سکتا کہ اوس کے لئے بعض جسم ہو یعنی مثلاً ہاتھ یا نون
سر آنکھ پیٹ وغیرہ کہ مطلقاً بعض جسم سے بھی وہ معرا اور پاک
ہے والا جو قباحتین مجسم ہونے مین لازم آتی ہین وہی بعینہا
بعض جسمیت مین بھی لازم آئین گی اور خلاف عقل ہوگا اور بعضے
دلیل نقلی سے جو ید اللہ اور عین اللہ وغیرہ ثابت ہوتا ہے
تو یہان پر وہی اصول درکار ہین کہ نقل مین تاویل کرکے مطابق
عقل کے کرنا چاہئے مثلاً ید بمعنی قدرت ہے جیسا کہ عرب مین استعمال

ید کا بمعنی قدرت شارع مد ۵ہے اور ازین قبیل مثلاً وجہ اللہ بمعنی ذات اللہ
اب ہم چاہتے ہین کہ سب صفات ثبوتیہ کمال وصفات یعنی صفات جمال و صفات
جلال اور صفات سلبیہ کو بدلایل عقلیہ بیان نکرین و الا رسالہ طولانی ہو جائیگا
مجملاً بطور فہرست کے سمجھہ لینا چاہئیے اور ان باقی صفتونکی دلائل دفاتر اور
کتابون مین مندرج ہین جو چاہے دیکھہ لے یا دریافت کرے مثلاً واجب تعالیٰ
مین صفت جود کی ہے یعنی فائدہ پہونچاتا ہے اپنے غیر کو ہر طرحکا موقع و مصلحت
اور وہ سلطان ہے اپنے غیر پر سب طرحسے اپنے غیر پر قدرت رکھتا ہو وہ پورا
ہے ناقص کسی طرح سے نہین سب سے بڑہ کر فوقیت و برتری و بزرگی رکھتا ہے سب پر
اوسکا پورا تسلط ہے سب ممکنات پر اور وہ متحقق و ثابت و برقرار بیک نہج ہے اوس مین
شر و مفسدہ نہین ہے محض وجود خیر ہے اور عجائبات حکمتو نسی مملو ہے سب سے بڑہ کے
حکمت اوس کی ہے وہ جبار ہے ۔ قہار ہے ۔ رحمٰن ۔ اور رحیم ہے اپنے اپنے
سو تدبیر اور وہ قیوم ہے یعنی قائم بذاتہ و مستقل بذاتہ اور قائم کرنے والا غیر کو
برپا کرنے والا ممکنات کو وہ صاحب کرم بے مثل ہے اور حسن عقلی اوس سے
ہے قبح عقلی سے وہ راضی نہین اور نہ اوس مین ہے وہ حاجت مند
نہین مستغنی بالذات ہے اور کوئی فعل عبث نہین کرتا ہے ہر فعل مین
اوسکی ہزارون مصلحتین اور بہتریان ہین ۔ خواہان معرفت و اطاعت
و تابعیت ہے اور افعال حسنہ کا بندون سے خواہان ہے حاکم

حاشیہ
متعلقہ صفحہ ۱۸۲

سلہ استاد مولانا نے
دنیا کو شائع ہے چونکہ
اہم قسم کی چیزوں کی
تصریح اونکی شان سے
بعید ہے اور کتاب علمی
میں البتہ تصریح کیا ہے
بیکار اس کے اس کے
ضمیر ہے بین الطعن تحقیق
دو مخاطب سے کیونکہ عرض کے
سہ

۴
دنیا ہوں کہ وجہ
اور یہ کے معنی بہت ہیں
چنانچہ قاموس میں ہے
یہ یعنی جاہ اور وقار اور
منع کرنا اور رد ظلم اور راہ
اور قوۃ و قدرۃ و تسلط
اور مالک ہونا اور اختیار
اور کھانا اور جماعت
اور پشیمانی اور فریاد کرنا
اور اطاعت کرنا اور ذلت
اور نعمت اور نیکی کرنا
اور زبان عرب میں
۴

سہ
یہ یعنی قوۃ و قدرت
و تسلط و اختیار و بالکل
بہت شائع ہے جیسے معنی
ید اللہ کے بھی ہیں اور
کہا جاتا ہے و رثت النعم
بیدین اے بیشتین مختلفین
اور یہ بین یدے رحمتہ اونکی
مہربانی کے سامنے اور
بین یدی الساعۃ اے
قدامہا یعنی اوس کے آگے
سہ

۴م
اور لقیتہ اول ذات
یدین یعنی اوس سے
ملاقات کی میں نے پہلے
ہی اور سقط فی یدیہ
اے ندم اور ہذا فی یدی
یعنی یہ میرے ملک
میں ہے یا میرے
اختیار میں ہے اور
قوت یدیکی حبا یہ بڑا
پکڑا ہے اور یہ مدا لطاقہ
۴م

بقیہ حاشیہ
متعلقہ صفحہ ۱۸۳
[illegible] بزندہ کا شہیر
اور ید الشیخ اعوا کما تسلط
اور ید الدہر درازی
ومانا قدرت اور لاہین
لک بہذا یعنی اس پر قدرت
نہیں ہے والامر بین
یدیک یعنی یہ جو

تمہارے سامنے ہے آگا
بیدک یعنی تمہارے
اختیار مین ہے ویداہ
مبسوطتان قدرت
واختیار بہت ہے
وما کسبت یدی
من العلم یعنی جو علم میرا
حاصل کیا ہوا ہے
یا میرے اختیار مین

یا میری قدرت مین
ہے چنانچہ قران مین
ہے ذریعہ یا بین ایدیہم
وما خلفہم یعنی خدا جانتا
ہے جو تمہارے سامنے
ہے اور تمہارے پیچھے
ہے پس یہان کہین
ید کے معنی ہاتھ

کے ذبیحے علی الخصوص
جہان عقل کے خلاف ہین
تو وہان یدکے معنی
ہاتھ کے کیونکہ صحیح ہوگا
جیسا کہ اس آیہ قرآنی
مین ونقول ذوقوا
عذاب الحریق ذلک
بما قدمت ایدیکم آتی
یعنی ہم

حاشیہ

متعلقہ صفحہ ۱۸۲

صفات کمالیہ وہ صفات ہیں کہ جو عین ذات باری ہیں اور
صفات جمالیہ وہ صفات ہیں کہ جزو یا کلی ذات پر زائد اور اسکی
ذات سے غیر ہیں پس وحدانیت و بساطت و کلیت و ازلیت
واجبیت و استغنا و فاعلیت وقوۃ تکلم وغیرہ اور قدامت
وعالمیت وحیوۃ وقدرۃ وحکیم ہونا مثلاً صفات کمالی اور اسکے
ہیں اور فاعلیت بالفعل وتکلم بالفعل ورازقیت بالفعل و
محیی وجباری وسمیع وبصیر ہونا وغیرہ فعلاً وبروزاً مثلاً
صفات جمالی اور اسکے ہیں اور کبھی اصطلاح میں صفات کمال
اور یہ صفات ثبوتیہ کو بھی کہتے ہیں اور صفات سلبیہ کو
صفات جلال ۱۲ ف

وہ امرونا ہی ہے خالق ہماری عقل و علم و فہم و فراست کا ہے اور بمقتضائے
مصلحت واوقات اور بحسب نظام دنیا وعقبیٰ ہر چیز کا خالق ہے کمی و
بیشی ہر چیز کی بمقتضائے مصالح بے پایان ہے وہی خالق و مالک سلطان
ہر شئے کا ہے وہی خالق جنت و نار و جنات و انسان و ملائک و عرش
و کرسی و فلکیات و غیر فلکیات کا ہے وہی پیدا کرنے والا اور بھیجنے والا تمام
انبیا و اوصیا کا وہی بھیجنے والا اپنے احکام کا ہے واسطے تعلیم عباد
کے وہی نازل کرنے والا قوانین کتب و صحف الٰہی کا ہے یہ سب ہمارے
فوائد و منافع کے لئے والا ان سب مین سے کسی کی طرف وہ حاجت مند
نہین وہ مستغنی مطلق ہے وازین قبیل دیگر صفات اوس کے عقلاً و
نقلاً ثابت ہین*

اور جب ثابت ہو چکا کہ واجب الوجود یعنی خداوند عالم ہے اور ایک ہے
کئی نہین اور وہ قدیم و قادر و ازلی و ابدی و عالم و مرید و علت و فاعل
و خالق و مدرک و حی و قیوم و سمیع و بصیر و غیرہ ہے اور وہ ہمیشہ سے
ہے ہمیشہ خالق رہیگا اور کل عیب و نقصان سے پاک ہے باقی ہے دائم
ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین مجسم نہین ہے اوسکو ہاتھہ پاؤن آنکھ
کان وغیرہ نہین وہ بسیط ہے وہ مجرد محض ہے مادی نہین ہے اور
دیگر صفات ثبوتیہ اور سلبیہ سب ثابت ہو چکے تو یہ بھی سمجھنا چاہئے

کہ اسکا اعتقاد بہی جزو ایمان ہے کہ کل ما سوآے اللہ یعنی کل ذرہ ذرہ تک اوسی واجب تعالے شانہ سے مخلوق ہوئے ہین حتے کہ افعال عبادین بہی اوسکو پورا تسلط ہے نہ یہ کہ اوس نے ایک کام یا چند کام کئے اور باقی تمام کار عالم دوسرا کوئی کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو شریک خدا کا ثابت ہوگا اور تعداد قدما و کثرت واجب الوجود لازم آئیگا اور یہ سب باطل ہو چکے ہین۔ مگر بعضے حکمائے فلاسفہ کہ تدین سے کنارہ کش ہین اور معرفت حقیقی سے بہرہ نہین رکہتے وہ ایسا کہتے ہین کہ الواحد لایصدر عنہ الا الواحد یعنی ایک علت سے بہت سے افعال خواہ ایک وقت مین ہون یا بہت اوقات مین سرزد نہین ہو سکتے سوائے ایک فعل کے یعنی جو محض ایک من جمیع الجہات ہو کسی طرح کی اوس مین کثرت نہو سکے ہر طرح سے ہر حیثیت سے ایک ہو بسیط مجرد ہو یعنی واجب الوجود بالذات کہ بہر حیثیت واحد ہے اوس سے ایک ہی فعل ظہور مین آئیگا وہ خالق ایک کا ہے دوسرے کا خالق نہین ہے بلکہ مختلف اوقات مین بہی ایسے بسیط محض سے کئی فعل پیدا نہونگے وہ خالق ایک ہی کا ہے مگر بواسطہ مخلوق کے کہ ایک نے دوسرے کو دوسرے نے تیسرے کو پیدا کیا تو یہ سب افعال بہی اوسیکے ہین مگر بوسائط ہین بلا واسطہ ایک ہی فعل صادر ہوا اس اعتقاد پر بہت سے اونکے عمدہ ترین دلائل

مین سے بعض دلیل کو اون کی یہان پر بیان کرتا ہون وہ یہ ہے +

جب واجب الوجود ذاتاً مجرد ہے مادی نہین ہے اور بسیط محض ہے ترکیب اوس مین باجزائے حقیقۃً و اعتباریہ نہین ہے حتے کہ اوس کے صفات بھی عین ذات ہین زائد اور غیر ذات نہین نہ حقیقۃً اور نہ اعتباراً اور نہ اوس کے فعل مین کوئی شرط اور حالت منتظرہ اور آلہ سے کی حاجت ہے اور نہ اوس ذات واحدہ بسیط مین تعدد حقیقی و اعتباری متصور ہے جیساکہ ثابت ہوچکا تو یہ بھی اس سے ثابت و متحقق ہوا کہ تمام عالم کے خلق و نظم وغیرہ مین وہی صرف علت نہین کیونکہ ایسی ذات سے سوائے ایک فعل کے دو فعل کا سرزد ہونا محال ہے تو تین فعل اور سیکرون اور لاکھون دفعۃً ہون بلکہ تدریج ہون اوس واحد حقیقی مجرد بسیط سے بدرجہ اولے صادر نہونگے اور صدور دو فعلونکا اگرچہ دو وقت مین ہون بطلان اوسکا اسطور پر ہے کہ اگر دو شئے واحد بسیط سے صادر ہون تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ واحد بسیط کا مرکب ہونا قرار پائیگا یا تسلسل لازم آئیگا اور واجب تعالے کا مرکب ہونا محال ہے علی الخصوص بسیط و مرکب دونون ہونا اور تسلسل بھی محال ہے اور ترکیب و تسلسل جو لازم آتا ہے وہ باطل ہے جیساکہ مکرراً مذکور ہوا تو اوسکا ملزوم یعنی صدور دو شئے واحد بسیط مجرد سے بھی محال و باطل ہے

کیونکہ لازم کے بطلان سے ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے جیسے حرارت
کے زوال سے عدم آتش ضرور ثابت ہوتا ہے - اب صرف لازم اور
ملزوم کو ثابت کر دینا چاہیئے بعد ثبوت لزوم لازم و ملزوم دونون کا
بطلان خود ظاہر ہو جائیگا*

جاننا چاہیئے کہ دو چیزین واحد بسیط مجرد سے اگر صادر ہون تو یا یہ
دونون مخلوق صادر باہم عین ہین بسبب اس کے کہ صدور اوسکا واحد
بسیط سے ہوا ہے یا اون دونون مین مغائرت ہے اگر عین ہون تو چاہیئے
کہ چار اور پانچ اور سو اور زاید آپس مین عین ہون اور چاہیئے کہ
حیوانات و نباتات و جمادات و افلاک و زمین و کواکب مین عینیت
و اتحاد ہوا ور سب چیزین عالم کی ایک شئے بے تغائر و اختلاف ہوا وریہ
سفسطہ اور ظاہر البطلان ہے اور یہی عدم اثنینیت و وحدت ان دونون
مین باطل ہے اس لئے کہ درمیان دو صادر کے بداہتہً تغائر ہم دیکھتے
ہین کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک شئے کو ہم تصور کرتے ہین اس حالت مین
دوسرے سے اوس تصور کی حالت مین بلکہ بعد بہی ہم جاہل رہتے ہین یا ایک
کے تصور کے وقت دوسرے سے ذہول و غفلت ہوتی ہے یا یہ کہ
ایک کا اعتبار کرتے ہین اور دوسرے سے قطع نظر کرتے ہین اور جب
ان دو صادر کی شان بداہتہً اس طرح کی ہے تو ان دونمین مغائرت

ثابت ہے اور جب دو صادرین مغایرت ظاہر ہے تو عاشت نامہ سوجدہ
کو جو تعلق اصدار فعل کا اس ایک مخلوق کے ساتھ ہے وہ غیر ہے اوس
تعلق اصدار کا جو اوس دوسرے مخلوق کے ساتھ ہے پس دو اثر ہوئے
اور ان دونوں اثروں میں سے ہر ایک منسوب اپنے اپنے معلول کیطرف
ہے تو وہ اثر موثر جو متعلق ایک معلول سے ہے وہ غیر ہے اوس
اثر کا جو متعلق دوسرے معلول کے ساتھ ہے پس یہ دونوں اثر جو منسوب
ہیں دو متغائر کے طرف وہ منسوب ایک واحد بسیط مجرد کے طرف کیونکہ تاثیر فعل کی علت کیطرف بھی
منسوب ہوتی ہے اور ایسا ہی فعل بھی یعنی اصدار اسکا منسوب بفاعل
واحد بسیط ہے اور اصدار اوسکا بھی منسوب بفاعل واحد بسیط ہے
یا صدور اسکا اور صدور اوس کا منسوب ہیں فاعل واحد بسیط کیطرف
اور صدور یا اصدار یہ دونوں متغائر ہیں کیونکہ ہر ایک اپنے معلول
کیطرف منسوب ہے اور دوسرا صدور دوسرے معلول متغائر کیطرف
منسوب ہے پس فاعل واحد بسیط مجرد میں دو شئے پائی گئیں یعنے دو
صلاحتیں دو اصدار متغائر کی پس یہ دونوں مفہوم دو صلاحیتوں کے
یعنی صلاحیت اس مصدریۃ کی اور صلاحیت اوس مصدر کی یہ
دونوں مفہوم متغائر ہیں بلاشبہ کہ جو مفہوم واحد بسیط مجرد میں
پائے گئے ہیں تو یہ دونوں مفہومان متغائران یا عین فاعل واحد بسیط

مجرد ہین یا نہین اگر عین رہین یعنی ماہیتہ فاعل واحد بسیط اور دونون مفہوم
ہر ایک ہی ہین تو یہ تینون ملکے اگرچہ ایک ہی ماہیتہ ہوئی مگر واحد
بسیط مین دو اصدار کی دو قوتین یعنی دو صلاحیتین پائی گئین کیونکہ
اسکا اصدار غیر ہے اوس اصدار کا تو واحد بسیط کی ماہیت اس اصدار کا عین ہے تو ایک
ماہیت ہوئی اور دوسرے اصدار کا عین ہے تو دوسری ماہیت ہوئی تو فاعل واحد بسیط مجرد کی دو ماہیتین
متغائرتین ہو جائینگی اور یہ بالبداہتہ باطل ہے کہ ایک ماہیتہ کے لئے
دو ماہیتین ہون کہ اس صورت مین ایک ماہیت ایک نہ رہے گی دو دو
ہون گی والا اجتماع المتنافیئین لازم آئیگا اور یہ محال ہے تو ضرور عین نہون گے
اور عین ہونا بھی باطل ہے بسبب تسلسل اور ترکیب واحد بسیط کے -

اب اسکو سمجھنا چاہئے کہ یہ دو مفہومان متغائران اگر عین ماہیتہ
فاعل بسیط واحد ہون تو تسلسل یا ترکیب کیونکر لازم آئیگی وہ یہ ہے
کہ اگر عین نہون تو دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ جزو ہون ماہیتہ فاعل
واحد کے یا خارج از ماہیتہ فاعل واحد اگر جزو ہین تو دو حال سے خالی
نہین یا دونون مفہومان متغائران جزو ہون ماہیتہ مین یا ایک جزو
ہو اور دوسرا جزو نہو اگر دونون جزو ہون تو ماہیتہ مجردہ واحد بسیطہ
مرکب ہوگی کیونکہ جس شئے مین کوئی جزو ہو تو وہ شئے ضرور مرکب ہی
اور اگر ایک جزو ہو اور دوسرا جزو نہو جب بھی فاعل واحد بسیط کی

ماہیتہ مجردہ مرکب ہوگی اور دوسرا مفہوم جو جزو نہین ہے ماہیتہ فاعل
کی اوس کی بھی دو صورتین ہین یا عین ماہیتہ فاعل ہے یا خارج از ماہیتہ
فاعل ہے اگر عین ہے یعنی دو مخلوق کے دو اثر کی دو مصدریت مین سے
ایک مصدریت عین ذات مصدر ہے تو اس مین کوئی قباحت تو نہین
ہے مگر بسبب اس کے کہ وہ دوسرا مفہوم مصدریہ جدا سی صورتین
ماہیتہ فاعل کا جزو ہوا تھا اور اس سبب سے ماہیتہ فاعل بسیط کا
مرکب ہونا ثابت ہو چکا ہے وہی قباحت باقی رہے گی ہان اگر فاعل واحد
بسیط ایک ہی کا فاعل ہوتا تو قباحت لازم نہین آتی اور اگر ایک مفہوم
ماہیت فاعل واحد بسیط سے خارج ہوا اور ایک صورت مفروضۂ سابق
کی ہے کہ دونون مفہوم ماہیت فاعل بسیط سے خارج ہون یعنی ایک خارج
ہو جزو یا عین ہو یا دونون خارج ہون او رجزو یا عین ہون یعنی در صورت
خروج ضرور ہے کہ فاعل واحد بسیط اوس کی علت ہو کیونکہ فاعل
واحد بسیط یعنی ذات واجب الوجود بالذات علت اپنے کل اغیار کی
ہے یہ ثابت ہو چکا ہے تو ان مصدریات خارجہ از ذاتِ علت
کی علت وہی واجب الوجود ہے تو ہر ایک مصدریہ سے دوسری
مصدریتہ مفہوم ہوئی تو ہر ایک ان دوسری مصدریتہ مین یہی
بالکل سابق کی تقریر ضرور جاری ہوگی تا اینکہ یہ دوسرے طبقہ کی

مصدریات خارج از ذات فاعل قرار پائینگی تو اس دوسری مصدریۃ
کے لئے ایک تیسری مصدریہ مفہوم ہوگی اور اس تیسری مین
بھی وہ تقریر جاری ہوگی یہان تک کہ مصدریہ بہت سی جمع ہونگی
بلکہ ہر ہر طبقہ مین یا ایک مصدریتہ یا دو مصدریتہ یا تین مصدریات
جمع ہونگی اور سلسلہ کہین پر منقطع نہوگا کیونکہ ہر مرتبہ مین عین
و جزو ہونا باطل ہوگا اور خارج کے لئے پھر مصدریتہ علاوہ کی ضرورت
ہوگی یہان تک کہ مصدریات غیر متناہیہ یا صدورہائے غیر متناہی
یا طبقات غیر متناہیہ کہ ہر ہر طبقہ مین تین تین مصدریات تک جمع
ہونگی اور اجتماع امور غیر متناہی محال ہے جیسا کہ مقدمہ مین تسلسل
کے بیان مین گذرا بلکہ مکرر آگذرا تو ایک مصدریتہ کا یا دونون
مصدریتہ کا پہلے ہی مرتبہ مین اور پہلے طبقہ مین خارج از ماہتیہ فاعل
واحد ہونا باطل ہے تو معلوم ہوا کہ نہ عین ماہیتہ ہے نہ جزو ماہیتہ ہے
نہ خارج ماہیتہ ہے اور چوتھی کوئی صورت عقلاً نہین ہوسکتی تو فاعل واحد بسیط
مجرد یعنی واجب الوجود بالذات سے بہت سے افعال دفعتہً
نہ یہی ہون بلکہ بتدریج ہون باطل ہے عقلاً تو ثابت ہوا کہ واجب
تعالیٰ سے بہت سے افعال مطلقاً نہوسکینگے وہوالمطلوب ۔

اور اس دلیل کا ابطال یون ہے اولاً ابطال الزامی بعدہ

ابطال بہ نقض دلیل بعدہ جواب تحقیقی لیعنی تحقیق مسئلہ بیان کرونگا *

الزامی ابطال یہ ہے کہ جب تمہارا مسلمہ ہے کہ واجب تعالے کے فعل مین نہ کوئی شرط ہے نہ کچھ حالت منتظرہ ہے اور نہ احتیاج آلے کی ہے تو تمہارے پیدا کرنے مین بقول تمہارے شرط اور حالت منتظرہ یہ ہے کہ پہلے چاہیئے کہ تمہارے لئے وسائط پیدا ہون ہمف اور یہ وسائط متعدد ہ بہت سے آلے ہوئے ہمف بلکہ الات ذری العقول ہمف علاوہ اس کے اس دلیل کی بنا پر چاہیئے کہ واجب تعالے سے ایک شئے بھی ایک فعل بھی صادر نہوا وجب ایک کا بھی فاعل نہوگا تو پھر تم نے واجب تعالے کا علت ہونا کیون مانا ہے اور ایک کے لئے بھی علت نہونا اس وجہ سے باطل ہے کہ اس دلیل مین جن جن مقدمات کو تم نے دخل دیا ہے اگر سب صحیح ہون اور مجموع مقدمات یعنی دلیل صحیح ہو تو واجب الوجود سے کچھ بھی صادر نہوگا مطلقاً کیونکہ اوس سے بالفرض اگر ایک فعل بھی صادر ہو تو بقول تمہارے ایک مصدریتہ یا ایک صدور درمیان و صادر کے لینا پڑیگا اور یہ مصدریتہ نہ عین فاعل ہوگی نہ جزو تو غیر فاعل بسیط کی ہوگی اور اوس ماہیت فاعل سے خارج ہوگی

توپھر یہ مصدریہ بھی جب کہ ذات واجب سے خارج ہوئی تو معلول اوسی علت واحدہ بسیطہ کی ہوگی کیونکہ سب کا خالق وہی ہے تو دوسری مصدریتہ مفہوم ہوئی اور اوس مصدریتہ مین یہی کلام جاری ہوگا یہان تک کہ ایک فعل کے صادر ہونے مین مصدریات غیر متناہیہ جمع ہون گی اور یہ محال ہے - مگر یہ الزام جو بعض دوسرے حکما کیطرف سے اس دلیل پر ہے صحیح نہین ہے اس لئے کہ کیا ضرور ہے کہ اول فعل مین مصدریتہ جو مفہوم ہوئی ہے وہ عین ماہیتہ فاعل ہو خواہ جزو ماہیت فاعل یا خارج ہوا ور دلیل مذکور مین تو بسبب دو مصدریتہ دو مخلوق کے عین ہونا باطل ہوتا تھا کیونکہ ایک ماہیت مانی ہوئی دو ہو جاتی تہین ؛

اگر ایک مصدریتہ عین ذات فاعل بھی ہوتی تھی تو کفایت نکرتی تہی بسبب دوسرے مصدریتہ کے اگر دونون مصدریت عین ماہیت ہوین ایک ماہیت کے لئے دو ماہیتین متغائرتین ہو جاتی تھین اور اگر ایک عین ہوا و دوسری جزو بسبب دوسری مصدریت کے جزو ہونیکے ماہیت واحد بسیطہ فاعل کی مرکب ہو جاتی تھی - اور یہان چونکہ ایک ہی مصدریتہ ہے وہ عین ماہیت فاعل ہو کوئی مانع یہان نہین ہے -

دوسرا الزام بعضے حکما کیطرف سے اس دلیل پر یون دیا جاتا ہے

کہ اس دلیل کی بنا پر چاہئے کہ ایسے فاعل واحد بسیط سے ایک فعل بھی ہو
سکے محال ہو اس لئے کہ جب کہوگے کہ ایک فعل اوس سے ہوتا ہے تو
اوس فعل کے لئے ایک مصدریتہ یا صدور حسب زعم تمہارے لینا پڑیگا تو
یہ ایک علت دو معلول کی دفعتہً ہوگی ایک صادر دوسرا مصدریتہ
اور تمہارے ہی قول سے یہ باطل ہے کیونکہ ایک علت تامہ سے دو فعل
ہوئے ایک صادر دوسرا اصدار بلکہ اوس سے باطل تر کیونکہ دفعتہ
واحدۃً یعنی بیک فعل دو معلول نہین ہوتے علی الخصوص بزعم خصم اور
یہان بیک اثر دو اثر پیدا ہوئے ایک مصدریتہ دوسرا صادر بہذا خلعت
مگر یہ الزام بھی صحیح نہین ہے اوسی وجہ سے کہ مذکور ہوئی یعنی مصدریتہ
یہان پر عین ذات علت ہے کوئی اس حیثیت کا مانع نہین ہے کیونکہ ایک ہی
مصدریہ یہان بہی مفہوم ہوئی ہے *

تیسرا الزام بعضے حکمار کیطرف سے یون ہے کہ مصدریتہ یا صدور
ایک علاقہ ہے درمیان مصدر و صادر کے اسکا وجود مستقلاً نہین ہے
جیسے عالم و معلوم کے درمیان علم کا علاقہ ہے اوس مذہب کی بنا پر کہ
علم کو مقولہ اضافہ سے کہتے ہین یا جیسے نسبتہ ہوتی ہے درمیان موضوع
و محمول کے ویسا ہی علت و معلول کے درمیان مین صدور علاقہ ہے
ایسی چیز نہ عین ماہیتہ علت ہوسکتی ہے کیونکہ علاقہ عین ذوالعلاقہ نہین

ہوتا اور عرض عین ماہیت معروضہ نہین ہوتا مثلاً صفت بحیثیت وصفیت
عین موصوف نہین ہوتی تو ضرور یہ صدور علت کا غیر ہے تو یا جزو ہے
یا خارج جزو ماہیت نہین ہے اس لئے کہ علت واحدہ بسیطہ کی ماہیت و
ذات مرکب ہوجائیگی علاوہ اسکے علاقہ ونسبتہ جزو ذوالعلاقہ نہین ہے
اور جب صدور خارج ماہیت علت بسیط ہے اور اوسکو عارض ہے تو
تسلسل لازم آئیگا موافق تمہاری تقریر کے کہ مصدریات درصورت خروج
از ماہیت علت غیر متناہیہ جمع ہوجائینگے اور وہ محال ہے اور جب نہ
عین ہو سکا نہ جزو نہ خارج اور چوتھی کوئی صورت نہین ہے تو واحد بسیط
سے ایک فعل بھی صادر نہو گا - اور یہ الزام بہی باطل ہے اس لئے کہ جب
اس ملزم نے مصدریہ کو اضافتہ اور علاقہ بین المصدر والصادر قرار دیا ہے
تو ضرور ذات مصدر سے خارج ہوگی اور علٰحدہ بہی نہین پائی جائیگی کیونکہ
عرض ہے تو خارج عارض ہوگی ماہیت علت کے لئے تو نہ عین ماہیت ہے
نہ جزو ماہیت -

اور خارج عارض ہونا بسبب لزوم تسلسل کے اس ملزم کے نزدیک بہی
باطل ہے یقیناً - تو اس ملزم کو چارہ نہین ہے سوائے اس کے کہ درمیان
مصدر وصادر کے صدور کو اضافتہ نہ کہے بلکہ صدور ہی اور علاقہ ہی
کوئی چیز نہین ہے پس البطال غیر مین اپنا مسلمہ بہی باطل ہوگیا پس یہ ابطال

مبطل مبطل ہے یعنی اپنی ہی تقریر کو باطل کرتا ہے تو مصحح قول خصم ہے اور
نہین تو اپنے مسلمہ سے دست بر دار ہونا ہوگا - حالانکہ بداہتہً ثابت ہے
کہ درمیان علت ومعلول علاقہ فعل کا ہے درمیان مصدر وصادر علاقہ
صدور کا ہے -

اب رہا دلیل پر نقض دار د کرنا وہ یون ہے کہ دونون مصدریت اگر
عین ماہیت علت بسیطۂ واحدہ ہون تو اسکو یہ لازم نہین آتا کہ ایک
ماہیت علت بسیطہ واحدہ کے لئے دو ماہیتین متغائرتین ہو جائین
اس لئے کہ دونون مصدریہ اگرچہ اعتباری ہین مگر فرق اعتباری نہین ہے
بلکہ کلیتہً تغائر ہے تو شئے اعتباری غیر متحصل عین ماہیتہ متحصلہ ومتاصلہ
نہین ہو سکتی والا وہ شئے اعتباری اعتباری نرہیگی یا ماہیتہ متاصلہ ماہیتہ
ہی نرہیگی اعتباری غیر متحصل ہو جائیگی اور اگر بالفرض دو اعتباری عین ماہیتہ
واحد بسیط ہون تو دونون اعتباری ایک ہو جائینگی دو نرہینگی کیونکہ ایک ماہیتہ بسیط
دونون مین مشترک ہوئی تو دو کا ایک ہو جانا محال نہین ہاں بسیط حقیقی ایک کا دو حقیقی
ہو جانا محال ہے والا شئے مشترک مین اشتراک نرہیگا تو عینیت پھر
کیونکر قایم کروگے اور جب ماہیت علت کی ایک ہی باقی رہے تو ہو سکتا
ہے کہ اتحاد ماہیتہ ہے اور فرق بالاعتبار ہے باعتبار تعلق مصدریہ کے
اوس معلول سے اور اس معلول سے اور اگر دونون مصدریتہ بین المصدر

والصادرین اعتباری نہین ہین تو دونون کی حقیقت متاصلہ ہے اور دونو
عین ماہیت ہین تو ان دونون مین اتحاد ذاتی اور تغائرا عتباری ہوگا
یعنی باعتبار تعلق اس معلول کے اور باعتبار تعلق اوس معلول کے اور جب
دو شئے متحد ذاتاً اور متغائرا عتباراً ایک ماہیت کا عین ہون تو یہ ماہیت
دو نہین ہوجائیگی بلکہ اس ماہیت علت بسیطہ مین بھی بسبب عینیت
ایسے دو شئے کے صرف تغائرا عتباری رہیگا تو ایک ماہیۃ کا ماہیتین متغایرتین
ہوجانا باطل ہوا گو تغائرا عتباری بھی ماہیت واحد بسیطہ مین ہمارے
اور تمہارے خلاف مقصود ہو اور اگر یہ دونون مصدریت خارج از ماہیت
علت بسیطۃ ہون اور عارض ہون تو عروض اعتبارات کا ہوگا اسمین
اگر تسلسل لازم آئیگا کچھہ باک نہین ہے اس لئے اجتماع امور غیر متناہیہ
ذہنیہ اعتباریہ کا محال نہین ہے اگر یہ محال ہوا تو تصور ہی امور غیر متناہیہ
کا محال ہوجائیگا پھر بدون تصور موضوع کے حمل کرنا محال کو نہین ہوسکتا
اور احتمالات دخول در ماہیت علت بسیطہ اور خروج ماہیت علت بسیطہ
سے مصدریۃ غیر موجودہ فی الخارج مین یعنی مفاہیم ذہنیہ مین صحیح
نہین ہین اور ذات مصدر اور ذات صادر ذہنی نہین ہے بلکہ خارج
مین ہے اور امور ذہنیۂ فرضیہ واعتباریہ محتاج جاعل کے نہین ہین کیونکہ
موجود فی الخارج نہین ہین تا ممکن الوجود حقیقی غیرا عتباری یا واجب الوجود

حقیقی غیر فرضی اعتباری انتزاعی ہون اور جاعل واجب تعالے ہو
اور جب واجب الوجود کو ماہیت مستقلہ موجودہ فی الخارج جانتے ہو تو
امور اعتباریہ کو عین واجب یا جزو واجب کہنا خلاف عقل اور خلاف
اپنے مسلمہ کے بھی ہے بلکہ یون کہنا چاہئے تھا کہ مصدریۃ امر اضافی ہے
عین ماہیت اور جزو نہین ہو سکتا ہے تو خارج ہوگا تو تسلسل ہوگا۔ علاوہ
اس کے جب کہ دونون اصدار کو عین ماہیت قرار دیا تو دونون اصدار
اور ایک ماہیت ملکے ایک ہی شئے ہوئی تو اس صورت مین دو قوتین
اور دو صلاحیتین واحد بسیط مین قرار دینا باطل ہے کیونکہ کلام درصورت
عینیت ہے اور عین کا عین عین ہے بلکہ دو متغائر کسی تیسرے کے عین
نہین ہو سکتے اور جو دو شئے کہ کسی تیسرے کے عین ہون تو اون دونون
شئے مین مغائرت نہین ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے جب کہ ایک ذات
واحد حقیقی کا دو ہونا لازم آیا تو ضرور دو بفرق اعتباری ہوئی ہونگی
اور اس کے ابطال مین تمہاری کوئی دلیل قوی جاری نہین ہے دو
نون کو بفرق اعتباری اور باتحاد ذاتی تم کہہ سکتے ہو۔

اور تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ مصدر اور صادر مین مصدریۃ
نہین ہے مگر امر اضافی بین العلت والمعلول تو عین واجب ہے
نہ جزو کیونکہ امر اضافی اعتباری نہ امر حقیقی ہے نہ جزو امر حقیقی کا

توضرور ذات علت سے خارج ہوگی تو غیر متناہیہ امور اضافیہ پیدا ہونگے
بہرحالت خواہ صادر ایک ہو یا زیادہ تو تسلسل لازم آئیگا مگر یہ تسلسل محال نہین ہے یعنی امور
حقیقیہ مین محال ہے جیسا کہ کتب فلاسفہ مین ثابت ہے اور وجہ اوسکی
یہ ہے کہ اعتباری محض کا وجود خارج مین نہین ہے تو امور غیر متناہیہ خارج
مین جمع ہونگے - اور دو اعتباری شئے مین منافرۃ نہین ہے مگر اعتبار
اور جب حقیقتہً کئی نہین ہین تو بلے انتہا امور خارج مین نہوے - یہ
جواب تحقیقی اوس بنا پر ہے کہ فعل بمعنی صدور و حدوث ہو تو یہ اعتبار
وقت ایقاع فعل کے ہوتا ہے وہ ہی ممکن کے فعل مین اور کلام واجب
کے فعل مین ہے تو اس صورت مین یہ اصدار وجود رابطی نہین ہے
تا خدا کو ربط دے مخلوق کے ساتھہ بلکہ مصدریتہ یا خالقیت عین ذات
باری ہے خواہ معلول ایک ہو یا کئی ہون پس یہان پر یہ اشتباہ نہین
ہوسکتا ہے کہ امر اعتباری غیر موجود فی الخارج عین ماہیت موجود فی الخارج
کا کیونکر ہوگا کیونکہ یہ شئے محض رابطی نہین ہے اس لئے کہ یہان ربط
کے کوئی معنی نہین بلکہ خود وہی اوس کی ذات ہی فائدہ ربط کا ہی
دیتی ہے اس لئے واسطے اسکات خصم کے حسب مذاق خصم کہا جاتا
ہے کہ جسکو اشتراک بین العلتہ والمعلول کہتے ہو وہ عین علت ہے
یعنی خود وہی ذات واجب ہے کیونکہ جب اعتبار یہان مصدر و صادر ہو

تو تعلقات اعتبارات روابط پیدا ہون گے اور جب خود اعتبار تعلق بین
مصدر و صادر یعنی مصدریت عین ذات واجب ہے یعنی وہی خود ہی ہی
تو اعتباری کسکو سمجھتی ہو فعل واجب بالذات کو چونکہ فعل ممکن پر قیاس کیا
ہے اس لئے اعتبار تعلق کو غیر مصدر کا سمجھہ کر اعتبارات مغائرات
ذات علت مین سمجھا ہے اور حالانکہ قیاس مع الفارق ہے - پس
واجب الوجود علت ہے فاعل ہے خالق و جاعل و مصدر ہے درمیان
مین اس علت اور اوس کے معلول کے علیت واسطہ اور رابطہ نہین
ہے وہ علت تامہ موثرہ ہے یعنی خالق ہے لہذا اسکی ہی ضرورت نہین
ہے کہ کہا جائے کہ خالقیت یا علیت عین ذات ہے زاید بر ذات نہین
ہے اگرچہ یون بہی کہا جاتا ہے کہ استعداد علیت و خالقیت عین ذات علت
و خالق ہے اور قوۃ و صلاحیت عین ہے مگر فعلیت خالقیت و علیت
البتہ غیر ذات ہے اور زاید بر ذات ہے یعنی جو بین الفعل ربط پایا
جاتا ہے - پس ثابت ہوا کہ واحد بسیط کہ جو وجب الوجود ذاتاً ہے وہی
سب کا خالق ہے والا صفات واجب تعالیٰ کو جو وہی حکماء عین ذات
واجب تعالیٰ سمجھتے ہین اس بنا ر فاسد پر اون کے صحیح ہونگا اور وجود
و وجوب کو جو عین ذات واجب الوجود سمجھتے ہین باطل ہو جائیگا اور
اوس ذات واجب الوجود بالذات سے جن جن چیزون کو وہی لوگ

سلب کرتے ہین صحیح نہوگا کیونکہ سلب ایک شئے کا غیر ہوگا دوسری
شئے کے سلب سے کیونکہ ایک سلب کو ہم تصور کرتے ہین تو دوسرے
سلب سے ذہن ہمارا خالی رہتا ہے تو دونون سلبون مین تغائر
حقیقی پایا گیا اور دو سلب کے دو مفہوم مستند طرف دو مسلوب کے
ہین اور دونون مسلوب آپس مین متغائر ہین تو پہر ان دونون مفہوم
کی استناد اس واحد بسیط کے طرف جو ہوگی تو دونون مفہوم یا عین
یا داخل یا خارج ہونگے بہ نسبت ماہیت واجب الوجود کے درصورت خروج
تسلسل اور درصورت دخول ترکیب واجب الوجود کی اور درصورت
عینیت لازم آئیگا کہ دو مفہوم کی متغائرت ذات واحد بسیط مین سرایت
کرے اور ایک ماہیت حقیقتہً دو ماہیتین ہوجائین اور حالانکہ بہت
سی چیزون کو ذات واحد بسیط سے خود ان حکما نے مسلوب سمجھا ہے
تو پھر بہت سی چیزین ذات واحد بسیط کے لئے ثابت کیون نہون ۔
اور جب بہت سے صفات کو عین ذات واحد بسیط سمجھا ہے تو ایک
صفت خالقیہ کو باعتبارات چند عین ذات واحد بسیط نہ سمجھنا ترجیح
مرجوح کی راجح پہر ہے *

ان سب تقریرون سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عالم مین سے کوئی
شئے خواہ جمادات سے ہو یا حیوانات سے یا نباتات سے یا معدنیات

وغیر معدنیات سے اعم اس سے کہ عنصریات سے ہو یا عناصر سے ہو
یا غیر عنصریات سے مثل آفتاب یا ماہتاب و دیگر فلکیات کے خواہ کرسی ہو
خواہ عرش ہو یا فرشتہ یا روح وغیرہ ہو کوئی ایک چیز بھی عالم کی
واجب الوجود نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ سب ممکنات سے ہین انسان یا فرشتہ
یا جن یہ سب ممکنات سے ہین اور حوادث ہین متغیرات ہین اور شئے
متغیر و حادث و ممکن و محتاج و معلول و مخلوق اور موجود سے معدوم
معدوم سے موجود اور فانی کیونکر ہو سکتا ہے کہ واجب الوجود بالذات
وعلتہ تامہ موثرہ وغیر متغیر و قدیم و ازلی و سرمدی و ابدی و خالق
و غنی علی الاطلاق و موجود دایمی بیک نہج بلا تغیر و باقی غیر فانی
ہو کہ اجتماع النقیضین وغیرہ کی قباحتین سب لازم ہو جاتی ہین تو سمجھنا
چاہئیے اور یقین کرنا چاہیئے کہ اوسکا کوئی مماثل نہین ہے کیونکہ شریک
الباری باطل ہو چکا ہے اور ممتنع الوجود ہے اور اوسکا کوئی قبیلہ نہین ہے
اوسکی کوئی قوم نہین ہے کیونکہ جب اوسکا کوئی باپ یا چچا یا ماموں یا
بھائی اور یا جورو یا بیٹا بیٹی ہو تو وہ واجب الوجود بالذات نرہے گا
ممکن و حادث و متغیر وغیرہ ہو جائیگا اور یہ سب باطل بعقل ہو
چکے ہین تو عقیدہ اونکا بھی باطل ہو گیا کہ جو تین خدا کے معتقد ہین
بلکہ یہ اون کے نزدیک بھی اعتقاد نہین ہے صرف قول لسانی ہے نہ

عقیدہ وحدانی ویقین واذعان بلکہ اون کے نزدیک مشکوک ہونے اور مظنون ہی نہین ہے کیونکہ جب دو خدا ہونا باطل ہے تو دوسے زیادہ بدرجہ اولے باطل ہے مگر وہ لوگ بدعقلی سے بوقت مناظرہ و داروگیر ایسا کہتے ہین کہ ہم تین خدا کے قائل نہین ہین تا شریک الباری لازم آئے کہ جو ممتنع الوجود ہے بلکہ تین خدا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ بظاہر تین خدا کے قائل ہین ایک حضرت مریم ۲ - دوسرے حضرت عیسیٰ - تیسرے روح القدس یعنی جبرئیل مگر انہی تین خدا اون کا مجموعہ ایک خدا الٰہ برحق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مریم ع وحضرت عیسیٰ ع اور خود خدا یہ تین خدا ہین پہر سب ملکر کے ایک ہی ہے - تو ہم پہلے اوس قوم سے پوچھتے ہین کہ یہ مجموعہ تین کا ایک کلی ہے یا کل ہے اگر کلی ہے تو کلی اپنے افراد کا مجموعہ نہین ہوتا بلکہ مجموعہ کئی کا کل ہے نہ کلی اور بالفرض اگر کلی ہو تو ضرور کلی منطقی ہوگا نہ کلی طبعی اور نہ کلی عقلی تو ضرور کلی منطقی کا وجود خارج مین نہوگا بلکہ ایک مفہوم ہوگا ذہنًا تو مجموعہ تین کا صرف ذہنی ہوا اور ہر واحد موجود خارجی شخصی ہوگا کہ ہر ایک آپس مین مغائر ہوگا تو چاہئے کہ وہ لوگ یون کہین کہ ایک خدا محض مفہوم اور ذہنی ہے اور حقیقتہً خارج مین تین ایک دوسرے سے مغائر ہے تو ادّعا اون کا کہ ہم بہی موحد ہین غلط ہوا کیونکہ ایک خدا کا وجود خارج

مین محال ہوا شس شریک باری کے محال ہے وجود اوسکا خارج مین ابد جب
خدائے واحد کلی ہے تو ممتنع الافراد نہین کرسکتے کیونکہ تین خدا خارج مین مانے
جاچکے ہین تو شریک البار ی ممتنع الوجود نہوا بلکہ ممکن الوجود ہوا بلکہ واقع
الوجود ہوا تو پہر باری تعالے کی توحید کا ثبوت اور خود اوس کی ذات کا
بھی ثبوت ہوسکیگا اور یہ معلوم ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام فلان
زمانہ مین پیٹ سے پیدا ہوئین اور عمر بہر اپنے تغیرات شخصی کی صفات
مین ہمیشہ ملوث رہین اور ایسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام تو معلوم ہوا کہ خدا حادث
ہے اور کئی ہین اور جس خدا کو کلی تم نے کہا وہ بھی حادث ہوگا کیونکہ افراد
اوس کے حادث ہین اور جو حادث پر محمول ہوگا وہ بھی حادث ہوگا اور
تحقق اوسکا ولو ذہنا ہوا اپنے افراد سے بعد ہوگا تو خدا حادث ہوگا
نہ قدیم حالانکہ تم بہی خدا کو قدیم مانتے ہو یہ اجتماع النقیضین اور اجتماع
اضداد اور تعارض اعتقادات مین ہے - اور اگر تین کے مجموعہ کو واحد
مانتے ہو اس طور پر کہ ایک خدا کل ہے اور تین خدا اوس کے اجزا ہین
تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ یہ تربیع ہوئی نہ تثلیث اور تربیع کو تخمیس لازم
آتی ہے کیونکہ تین خدا علیحدہ علیحدہ اور ایک مجموعہ مرکب پس چار ہوئے
اور جونکہ وحدت کے بھی قائل ہو تو ان چارون کا مجموعہ ایک خدا
جدا گانہ ہوا اور پہر اسکا مجموعہ بہی کیونکہ وحدت کے قائل ہو تو اسی

طور سے بے انتہا خدا موجود فی الخارج ہونگے اور یہ محال ہے تو تین ہونا
باطل ہے تو دو ہونا بھی باطل ہے تو ایک ہونا ثابت ہوگا اور ایک کے
قائل ہین تو خدا ہی نہین ہے تمہارے قول کے موافق - علاوہ اس کے
کل کا تحقق بعد اوس کے اجزا کے ہوگا تو حادث ہوگا نہ قدیم اور نیز
اس لئے کہ کل اپنے وجود مین اپنے اجزا کے وجود کا محتاج ہوگا علاوہ
برین جب ایک خدا سے تجاوز روا ہوا عقلاً تو پہر تین ہی پہ کیون منحصر
ومقصور ہوا چوتھا اور پانچوان وغیرہ بھی ہو سکتا ہے جب دلیل سے
تثلیث کے قائل ہوئے ہوا وہی دلیل عقلی سے تو تربیع وتخمیس وتسدیس
وغیرہ بھی ہو سکتی ہے یعنی وہی دلیل اجازت دیتی ہے چوتھی اور پانچوین
اور چھٹی خدا کے خدائی کو بہی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور یہ عقلاً
باطل ہے - علاوہ برین کل اور چیز ہے اور اوسکے اجزا اور چیز ہین
ہین جز وعین کل نہین ہوتا ورنہ اجزا نرہینگے سرکہ عین سکنجبین نہین ہے
سکنجبین عین شہد عین سرکہ نہین ہے سرکہ پر سکنجبین کا اطلاق غلط ہے تو جز وُ
خدا پر خدا کا اطلاق کیونکر ہوگا - جو چیز اپنے غیر سے متحد اور عین
غیر کا ہو تو وہ غیر غیر ہوگا تو حضرت عیسیٰ عم عیسیٰ نہین ہین مریم مریم
نہین ہین - یا ان یون کہو کہ واقعاً اور نفس الامر مین نہ عیسیٰ عیسیٰ عم
ہین اور نہ مریم مریم نہ عیسے عم مریم کے شکم سے پیدا ہوئے نہ یہ اون کے

فرزند وہ و ا ن کی ماں ہیں نہ جبرئیلؑ جبرئیلؑ ہیں بلکہ یہ تینوں ایک ہی
ہیں ذاتاً تغائر ہرگز ان میں نہیں ہے بلکہ حقیقتہ ایک شئے کو ہم تین
فرض کرتے ہیں یعنی کچھ اگر فرق ہے تو اعتباری باعتبار معتبر ہے یعنی اتحاد
ذاتی اور فرق اعتباری ہے اور عیسیٰؑ کو پیغمبر نکہو اور خدا کا بیٹا نجانو
اور مریمؑ کو کسی کی بیٹی نکہو اور تین کا لفظ نکہو کہ تین محض فرضی ہے
حالانکہ یہ اعتقاد تمہارے مذہب کے خلاف ہے اور یا یہ کہ تینوں کچھ
ایک نکہو بلکہ ایک ہی کہو ایک کو تین نکہو اور خدا کو مرکب نکہو مجموعہ
تین کا نکہو علاوہ اس کے اتحاد ذاتی اور فرق اعتباری کہ جو تمہارے
عقیدہ کے بھی خلاف ہے اگر مان لیا جائے تو تین مفروضوں او وجود
کی تخصیص بلا مخصص ہے اور بلا مرجح ہے اور دعوے محض بلا دلیل ہے تو
چاہئے کہ تمام عالم کو عین واجب تعالےٰ سمجھو اپنے کو بھی خدا سمجھو یا
خدا کا بیٹا جانو اور عین کہو کیونکہ تین کے لئے کوئی وجہ تخصیص کی
اور کوئی دلیل تمہارے پاس نہیں ہے اپنے میں بھی فرق اعتباری
مانو بلکہ تمام عالم کے لئے آپس میں فرق اعتباری و فرضی ماننا پڑیگا
تو خدا خالقیت و مخلوقیت کو باطل جانو تقدم و تاخر کو بھی از روے
عقل کے محال سمجھو بلکہ لازم آئیگا کہ مطلق لفظ تقدم و تاخر ہی کوئی
چیز نہیں ہے الا باعتبار معتبر و فرض فارض اور معتبر خود بھی اعتباری

ہوگا تو حقیقتہً اعتبار وفرض بہی کوئی چیز نہوگی پہر اس مین ہزارون
قباحتین ظاہر ہین ازروے تمہاری عقل کے بہی بلکہ عقل بہی کوئی
چیز نہین بلکہ کوئی شئے شئے نہین پس ضرور سوفسطائی بنا پڑیگا
کہ سب وہم ہے تو اسکو جنون کہنا عنوان کتاب کی تقریر سے ثابت
ہے - اور دوسرا مذہب اینی عیسی اور حضرت مریم اور خود خدا نہ حضرت روح القدس
یہ تینون ملکے ایک ہی ہین تو اس مذہب پر بہی وہی اعتراضات
اور شبہات وارد ہون گے اب ایسے دونون فرقون سے برسبیل
اجمال یہ کہتا ہون کہ معدودات مین جب یہ کہتے ہو کہ ایک بہی ہے اور
تین بہی ہین یعنی تغائر ذاتی ہے تینون مین اور اتحاد اعتباری یا اتحاد
ذاتی اور فرق اعتباری اول تمہارے مذہب کے خلاف ہے اور ثانی
تمہارے موافق ہے اگر اول کو اختیار کرتے ہو تو کسی طرح سے تم اپنے
موحد نہین کہ سکتے کہ صریح البطلان ہے اور کئی خدا کا علیحدہ علیحدہ
ہونا عقلاً باطل ہے اور ثانی صورت مین کہ جو تمہارے موافق ہے
بلا دلیل وبے بینہ و برہان کے تو توحید اور تثلیث مین بہی فرق
اعتباری ہوگا تو توحید وتخمیس وتسدیس وغیرہ سب ہی ایک ہوجاتے
ہین اور نہین تو تخصیص بلا مخصص و ترجیح بلا مرجح خود اعداد مین
بہی لازم آئیگی یعنی کیا وجہ ہے کہ توحید عین تثلیث ہو اور توحید یا تثلیث عین تربیع یا تخمیس

ہوا اسپر کیا دلیل ہے محض دعوے عینیت تثلیث و توحید کا نہ مسموع عقلا ہوگا اور نہ خود تمہاری عقل اس بات کو قبول کرتی ہے تو ضرور تمکو بہر یون کہنا چاہئیے کہ تغائر تینون مین بالکل صریحی ہے من جمیع الجہات ہان اتحاد ذاتی کو محض ذہن نے فرض کرلیا ہے مثل اس کے کہ فرض کرو محال کو اور چار دونا پانچ کو محض فرض کر سکتی ہو تو یہی مطلوب ہے کہ تم اپنے کو موحد کسی عنوان سے نہین کہہ سکتے ہو کہ تین خدا علحدہ علحدہ ہین صراحتہً اور یہ عقیدہ باطل ہوچکا کہ خدا ایک ہی ہے نہ دولیس زیادہ بدرجہ اولے باطل ہے اگر تین مین اتحاد ذاتاً بتاتی ہو تو اتحاد ذاتی نہین کہہ سکتے ہو بلکہ فرق حقیقی اور اتحاد اعتباری کہو کیونکہ تم خود ہی جانتے ہو کہ مریمؑ عین عیسیٰؑ نہین حضرت عیسیٰؑ خود ہی اپنے پیٹ سے پیدا نہین ہوئے یہ اور ہین وہ اور ہین یہ اور حشم اللہ ملیہم انکی ولادت اور طور سے اونکی ولادت اور طرح سے انکی عمر دوسری انکی عمر دوسری ماں اور بیٹا ایک ہی نہین ہے ربیب دوسری شیرخوار و شیر دہندہ وغیرہ یہ سب ایک ہی شئے نہین ہے اور نہین تو یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو دار پر اپنے زعم مین تم نے شہید کیا تو تینون شہید ہوگئے تو یون کہو کہ ہم نے مریم کو شہید کیا یہ کیون کہتے ہو کہ مریمؑ کو شہید نہین کیا بلکہ عیسیٰؑ کو شہید کیا بلکہ

یون کہو کہ خدا کو شہید کر ڈالا پس تمہاری ہی اعتقاد یا قول سے
تمہارے خلاف اعتقاد لازم آیا اور توحید عین تثلیث ہو گی جیسا کہ
عین التسدیس و تسبیع نہین ہو سکتی اور ایک کو تین کہنا یا بالعکس
تمہاری عقل کے بھی خلاف ہے اور اعتقاد و یقین کو موافق عقل
کے ہونا چاہیئے خلاف عقل کا یقین نہین ہو سکتا چار دونا پانچ کا
یقین نہین ہوتا بلکہ شک و ظن بھی نہین ہوتا تو لازم آیا کہ تمہارا اعتقاد
تمہارے اعتقاد کے خلاف ہے پس یہ اعتقاد نہین ہے کوئی اور شئے
ہے یعنی محال کو ذہن مین فرض کرتے ہو پس فرضی شئے ہوئی اسکو تم
خود بھی یقین و اعتقاد نہین کہ سکتے ہو حتی کہ ظن و گمان بھی اسکو تم نہین
کہ سکتے ہو تو یہ مذہب مذہب نہوا تمہاری عقل مین بھی اس لئے کہ تم
خود ہی قائل ہو اس بات کے کہ یہ مسئلہ نہ ہم پر منکشف ہوا اور نہ غیر پر
نہ ہم اسپر یقین کر سکتے اس بات پر اور نہ کسیکو یہ مسئلہ ہم سمجھا سکتے ہین
یہ مسئلہ سمجھنے اور سمجھانے کے قابل نہین ہے مگر ہان بعینہ یہی مسئلہ
آخرت مین سمجھ مین آجائیگا اگر معاد کے اوپر یقین ہو تو اس تقریر کی
رو سے تم خود ہی اپنے اعتقاد کے منکر ہو اور گفتگو ہے یہان کے
اعتقاد مین نہ وہان کے اور معتبر یہان کا اعتقاد و مذہب ہے نہ وہان کا
تکلیف معرفت و عبادت کی یہان ہے - اور ظاہر ہے کہ قلت حقیقی

ہین کثرت حقیقی کیسی اور کثرت ذاتی ہین وحدت ذاتی کیا چیز ہے والا کثیر
کثیر رہیگا قلیل قلیل ہنین کہ ایک شئے مین اجتماع وحدت وکثرت
حقیقتین ہر گیز بہی محال اور باطل اور لغو جانتا ہے اس کے سوا ہم پوچھتے
ہین کہ خدا کو تم مجسم نہین کہتے ہو تو پھر یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ تو مجسم ہین تو مجسم کو
غیر مجسم کیونکر کہتے ہو اور اگر حضرت عیسیٰ جزو خدا کے ہین تو غیر مجسم کا
جزو مجسم کیونکر ہوگا اور اگر نفس حضرت عیسیٰ کو سوائے بدن کے
خدا جانتے ہو تو جز و غیر مجسم کا محتاج جسم کا ہوا اور جسم مین حلول
کر گیا تو خدا جو کل ہے وہ ناقص و حادث و ممکن ہو گیا کیونکہ جسکا جزو
حادث ہے وہ کل بھی حادث ہے یا یہ کہ جسم کو حادث اور متغیر نکہو
اور جسم کو ایک جہت مین نکہو اور یہ سب باطل ہین ماسوا اس کے
جب جزو عین کل کا ہو تو جیسا کل مرکب ہے اجزا سے تو ہر ہر جزو بہی
مرکب ہوگا انہین اجزا سے کہ منجملہ ان کے ایک جزو خود کل بہی ہوگا
بلکہ ہر ایک جزو خود اپنے سے اور غیر سے مرکب ہوگا تو یہ عقیدہ ضرور
دور و تسلسل کے کانٹون مین الجھہ کر رہجائیگا اور دور و تسلسل محال
ہے عقلاً تو یہ عقیدہ اعتقاد محال کا ہوگا تو عقیدہ مثل اس اعتقاد
کے ہوگا کہ چار دونا پانچ ہے اور پانچ ڈیوڑھے دو ہے اور ایک
دونا ساڑھے بیالیس ہے اور بعضے اہل تثلیث یون سمجھاتے ہین

کہ جسطرحسے انسان تین چیزون سے مرکب ہے ایک جسم دوسرے
روح تیسرے حیات اور باوجود تثلیث کے ایک ہے اسیطرحسے
خدا تین ملکر کے ایک ہے یعنی باپ بیٹا روح القدس یہ تینون
ملکر ایک خدا ہے انتہی تو ہر ہر واحد جیسا کہ انسان نہین ہے اور
ملکر کے انسان ہے ویسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہین اور خدا خدا نہین اور روح القدس
خدا نہین پس اجزائے غیر خدائی سے خدا ہو گیا تو حادث ہو گا
مثل انسان کے اور یہ بھی اس تقریر کنندہ نے خیال نہ کیا کہ جسکو
باپ کہتے ہین وہ اگر خدا ہے جیسا کہ کہتے ہین کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے
تو یا وہ خدا کامل ہے یا ناقص اگر ناقص ہے تو اس خدائے ناقص
کے وہ خود بھی قابل نہین ہین اور ناقص محتاج ہو گا غیر کا اور
محتاج کو وہ لوگ بھی خدا نہین جانتے اور اگر کامل ہے تو خدا اسے
کامل پہلے سے ہوا اور پھر تین ملکر کے پھر وہی ایک خدائے کامل
ہے تو ملنے سے کیا حاصل ہوا اور اگر کوئی کمال اس ملنے سے
حاصل ہوا تو وہ خدا کامل نہ تھا اور اگر کامل تھا تو غیرون سے
مرکب ہوا اور اپنے سے ملکر کے خدا ہونا زیادہ افحش ہے دوسرے
یہ کہ مرکب ناقص ہوتا ہے اور محتاج غیر کا تو جب تین ملکر کے ایک
ہو گا پھر بھی ناقص رہیگا کیونکہ مرکب ناقص ہے ناقص ہوتا ہے

اور اپنے وجود اجزا کیطرف احتیاج مرکب کو باقی رہتی ہے بعد مرکب ہونے کے بھی اور چند کملاوسے ملکے ایک کامل بھی مرکب ہوسکیگا کیونکہ شئے کامل من جمیع الجہات مرکب ہوسکیگی ایک کو دوسرے سے ربط نہوگا پھر مرکب نہوگا اور اگر مرکب بالفرض ہو تو حادث ہوگا قدیم نہوگا حالانکہ تم خود ہی قدیم مانتے ہو اور انسان کے تین اجزا جو تم نے کہا اگر اون تینون مین سے ایک الگ ہوجائے تو باقی بیکار رہ جائیگا مثلاً اگر حیات نہو تو بدن خاک ہے اور بدن نہو تو روح بیکار ہے اور روح نہو تو بدن رحیات فاسد ہے پس اگر خدا تینون سے مرکب ہے اور بیٹے کا جزو اوس مرکب سے الگ ہوکر دنیا مین آدمی بنکر بود و باش کرے تو وہ دونون اجزا بیکار ہوجائینگے عیسیٰ جب مار ڈالا جائے یا ہمیشہ چوتھے آسمان پر بٹھلا دیا جائے اور جب بیٹا باپ سے بالفرض جا ملے اور روح کی فرد الگ ہوکر کے دنیا پر ظاہر ہو تو وہ بیچارے باپ بیٹے بے روح کے معطل و بیکار و فاسد ہوجائینگے اور ناقص و معزول و محتاج غیر کے ہونگے اور توحید بھی بالکل اوڑ گئی پھر موحد اپنے کو نکہو شرک مین کون سا ذرہ باقی رہا حالانکہ اپنے کو موحد غیر کو مشرک کہتے ہو۔ نہیں جائز ہے بجز اس کے کہ کہو کہ ہم جہل آبائی کے نتیجہ ست یا ... ڈ یون سکے

پولیٹکل چالونکی تقلید مصلحتی کے پہندے مین یا اجماع مصلحتی کے
قابو مین اب تو پہنس چکے والا سچ پوچہو تو ہماری کچہہ سمجہہ مین نہین آیا کہ
خدا کیا اور بندہ کیا اور خالقیت کیا شئے اور مخلوقیت کیا چیز اعتقاد
ویقین کیا شئے ہے ہم کچہہ بہی نہین سمجہتے ہین عقل اور عقل سے کام لینا
وغیرہ سب اوہام ہین یا کیا یا محض لسانی جمع خرچ ہے وغیر ذالک ہم
کچہہ نہین جانتے ہین سوائے اس کہنے کے تمہین کوئی چارہ نہین کیونکہ
واقعًا یہ تمہارا کہنا بہت سچ ہے کہ کچہہ بہی تمنے نہین سمجہا پس اگر خود تم
سوچو تو معلوم ہو جائیگا کہ سوفسطائی بننا پڑیگا اور وہ اعلی درجہ کا
جنون ثابت ہو چکا تو ضرور یہ سوچنا تمہارا تمکو انسانیت وہوش و
حواس کیطرف پلٹیگا اور نہین سوچوگے تو سوفسطائی بنے بنائے خلیاہی
تو چارہ نہین بجز اس کے کہ ایک خدا کے معتقد ہوکے یقین کرکے پابندی
اوسکے احکام کی کرو اور ازادی لایعنی کو لغو سمجہو کہ تمام دین و دنیا
اسی پر اعتبار ہے دیگر ہیچ و بس - یہان تک بالعقل ثابت ہوگیا کہ معبود
برحق ایک ہی ہے اور اوسکے احکام برحق ہین اور شروع کتاب سے
یہان تک بلکہ آخر تک صرف یہی ثابت کرنا تہا اور ہے سوائے اس ایک
امر کے اور کوئی مقصود نہین ہے پس تتمہ بیان کو خاتمہ مین سمجہنا چاہئے ٭

ختم

جاننا چاہئے کہ جس شخص کو یا جس جمعیت کو بعقل پہچانا ہو اوسکی تصدیق عقل سے کی ہو عام اس سے کہ اوس شخص یا جمع کثیر تک ہم پہونچے ہون یا نہ پہونچے ہون مثلاً خبر متواتر دیا دیگر قرائن عقلیہ ونقلیہ سے پہچانا ہو یا بذریعہ اسکے کہ وجب الوجود تعالیٰ شانہ کو بعقل پہچان چکے ہین تو اوسکی گواہی اور حکم سے اور یا ان طریقون سے کہ ہر افعال حسنہ مین سب مخلوقات سے اوس شخص کو یا جمع کثیر کو اچھا پاتے ہین اور علم وشجاعت وسخاوت وعلم وقوت وعقل وتہذیب النفس وتدبیر منزل وسیاست مدن وغیرہ مین سب سے بہتر پاتے ہین اور قادر تین اوس سے ایسی دیکھتے ہین اور بخبر متواتر جانتے اور سنتے ہین اور یقین ہوجاتا ہے کہ یہ قدرتین خدائی ہین اللہ کے فعل اس کے ہاتھون جاری ہوتے ہین والا شخص بشر سے تو ایسے ایسے کام نہین ہوسکتے تو یہ شخص بیشک خدا کیطرف سے ہے اور ازین قبیل سامان یقین کا اوس شخص کے ساتھ ہوجاتا ہے تو ایسے کا فرمان وجب الاذعان کہ حقیقتاً واجب الوجود کا حکم ہمارے لئے دلیل ہے ہمارے دعوے کے علم کو یعنی یقین یا ظن جیسا موقع ہو حاصل ہمکو ہوجاتا ہے اس امر مین کہ یہ یون ہی یہ ایسا ہے تو ایسی دلیل کو دلیل نقلی سمجھنا چاہیئے اگر وہ اچھا ہے تو دلیل نقلی صحیح اور اگر وہ برا ہے تو خدا کیطرف سے نہین ہے تو اگر موافق کسی دلیل نقلی صحیح کے نہین ہے

تو ایسی دلیل نقلی غلط ہے صحیح نہین ہے پس ایسی دلیل صحیح عقلی بھی ہے اور نقلی بھی ہے کیونکہ ہم تک بذریعہ نقل قول پہونچا ہے۔ اور جنہون نے بالمشافہ پیغمبر وقت سے سنا کہ خدا ایسا فرماتا ہے وہ بھی دلیل نقلی ہے ہان اگر خود پیغمبر نے ہمکو ایک حکم فرمایا اگرچہ وہ حکم بحکم خدا ہے مگر ہمکو بطور اپنے حکم کے فرمایا ہو کہ تم ایسا کرو تو یہ حکم ہمارے لئے کہ بدون ذریعہ نقل کے ہم نے خود سنا ہو دلیل نقلی نہین ہے آیندہ بذریعہ نقل کے دلیل نقلی کہلائیگی اور سابق مین ہم کہہ چکے ہین کہ دلیل نقلی بھی دلیل عقلی ہے کیونکہ بذریعۂ عقل کے دلیل کے مقدمات کو یعنی دلیل کے جملونکو سمجھا ہے اور فرمانے والے اور ذرائع نقل کنندگان کو بعقل پہچانا ہے یعنی جو دلیل عقلی و نقلی سے مرکب ہو وہ عقلی ہے اور دلیل نقلی کی یہی حالت ہے کہ عقل کو بھی اوس مین پورا دخل ہے مگر دلیل عقلی محض سے حاصل نہین ہوتا مگر یقین دعوے اور دلیل نقلی سے کبھی یقین اور کبھی ظن یعنی گمان قوی حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے بعضے دلیل نقلی مفید ظن کو دلیل نہین کہتے بلکہ ایسی دلیل کو امارہ کہتے ہین تو جب دلیل نقل سے یقین بھی حاصل ہوتا ہے اور گمان قوی بھی تو اس لئے اب اثبات واجب تعالے اور اوسکی توحید مین کچھہ دلائل نقلیہ بھی سمجھنا چاہیئے زیادتی اطمینان قلب کے لئے

اور ضمناً اوس کے صفات بھی معلوم ہون گے مثل خالقیت و رازقیت
و علم و قدرت وغیرہ کے *

قال اللہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی * انی کنت کنزا مخفیا
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکے اعرف * یعنی مین ظاہر نتھا
کسی پر کیونکہ کوئی خلقت نہ تھی تو چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن اس لئے
مین نے خلقت پیدا کی معرفت کے لئے *

قال اللہ تبارک و تعالیٰ * ما خلقت الجن و الانس الا
لیعبدون * یعنی نہین پیدا کیا ہم نے جن و انس کو مگر صرف اسی لئے
لئے کہ معرفۃ خالقیت و مخلوقیت کی حاصل کرین اور اپنے کو تابع و
بندہ و مخلوق و اطاعت کنندہ سمجھین اور خالق کو مالک و سلطان و
حاکم و متبوع اور رب اپنا سمجھین اس آیہ کریمہ مین لیعبدون
بمعنی لیعرفون و لیطیعون کے عام ہے کیونکہ عبادت بلے معرفۃ کے
نہین ہوتی ہے معرفت سے عبادت ہوتی ہے اور معرفت خود عبادت
ہے اس آیت کے مطلب کے بیان مین بہت بسط و طول ہو سکتا ہے مگر
سمجھنے کے لئے اسیقدر کفایت کرتا ہے کہ اصل خلقت ذوی العقول
کی اسی معرفت و علم و تعقل کے لئے ہے جسکو بصیرت نہین وہ دیوار و
درخت سا ہے حدیث ہے کہ اول الدین معرفتہ دین کی ابتدا

معرفت وشناخت ہے کہ ہم کون ہین اور ہمارا خالق ومنعم کون ہے اور
کیون یہان آئے کیا کرنا چاہیئے مثلاً - پس معرفتہ واطاعتہ عقلی چیز
ہے بے عقل کے نہ معرفت ہوتی ہے نہ عبادت واطاعتہ اسی لیئے
عقل کی تعریف قرآن واحادیث مین بکثرت ہے کیونکہ کل معاش ومعاد کا
مدار عقل ہی پر ہے حدیث مین ہے کہ ان اللہ علی الناس حجتین حجۃ
ظاھرۃ وحجۃ باطنۃ فاما الظاھرۃ فالرسل والانبیاء
والائمۃ اما الباطنۃ فالعقول یعنی خداوند عالم نے دو دلیلین
ہر شخص کو دی ہین ایک دلیل ظاہری اور ایک دلیل باطنی - دلیل
باطنی اوس شخص کی عقل ہے اور دلیل ظاہری اوس کے لئے اوسکے پیغمبر
ہین اور پیغمبر کے نائبین ہین پس عقل ہر شخص کی گویا اوس کے لئے پیغمبر
باطنی ہے حدیث وارد ہے کہ من کان عاقلاً کان لہ دین ومن کان
لہ دین دخل الجنۃ - یعنی جو عاقل ہے وہ دیندار ہے اور دیندار
داخل بہشت ہوگا یعنی جو عقل وعلم ویقین کہ حق تعالے کے نزدیک
معتبر اور پسندیدہ ہے یعنی عقل شیطانی ومکر وفریب نہو کہ جسکو عوام
بے دین عقل سمجھتے ہین تو ایسا عقل والا کہ حقیقتہً یہی عقل ہے ویس
بہشتی ہے ایسون ہی کو عقل وفہم دین ودنیا کی ہے - اور دوسری
حدیث مین ہے کہ ان اللہ تبارک وتعالی اکمل للناس الحجج

بالعقول ونصر النبيين بالبيان ودلهم على ربوبيتہ بالادلة
یعنی خداوند تعالے نے آدمیون کے لئے دلائل عقلیہ کو کامل کردیا ہے
اور پیغمبرونکو اون دلیلون کے بیان کے لئے مدد دی ہے اور اپنی
خدائی کے ثبوت مین اونکو دلیلین بتلائی ہین جیسا کہ اکثر جا آیات قرآنی
سے ظاہر ہے کہ اون آیات کا ذکر عنقریب آیگا اور حدیث ہے کہ ان
لقمان قال لابنہ تواضع للحق تکن اعقل وان الکیس لدی
الحق یسیر یا بنی ان الدنیا بحر عمیق قد غرق فیها عالم کثیر
فلتکن سفینتک فیها تقوی اللہ وحشوها الایمان وشرا
عها التوکل وقیمها العقل ودلیلها العلم وسکانها الصبر۔
بتحقیق کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تم خدائے
برحق کی بندگی وفرمان برداری وعاجزی بجالاؤ تو تم جرمے عقلمند ہوگے
بتحقیق کہ خدا یتعالے کے نزدیک عقل کا عطا وکیرنا سہل اور آسان ہے
اے بیٹے دنیا دریائے زخار ہے کہ اس دریائے ضلالت مین بہت لوگ
غرق ہوگئے پس چاہئے کہ اس دریا مین تمہاری کشتی پرہیزگاری کی ہو
کہ ایمان سے بھری ہوئی ہو اور اوس کشتی کے پردے بھروسا اوپر خدا
اور اوس کشتی کا راہ بتلانے والا علم اور اوسکا سکان صبر ورضا ہوئے مگر
اوسکا معلم وکپتان عقل کو ہونا چاہیئے ؂

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ما قسم اللہ للعباد شیئاً ھو افضل من العقل فنوم العاقل افضل من سھر الجاھل و اقامۃ العاقل افضل من شخوص الجاھل * فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ خداوند عالمیان نے اپنے بندوں کے حصہ میں کوئی چیز عقل سے بڑھ کے اشرف و افضل مرحمت نہیں فرمائی ہے پس صاحب عقل کی نیند بھی افضل ہے جاہل کے جاگنے سے یعنی عاقل کے اعمال و افعال جاہل کے اعمال و افعال سے کہیں بہتر ہیں نوم عالم خیر من عبادۃ جاہل من غیر علم * کتقرطاس تراہ بلا کتاب - اور اسی کے ہم مطلب وہ حدیثیں بھی ہیں کہ جنکا ترجمہ یہ ہے کہ نیند عالم کی جاہل عابد کی عبادت سے افضل ہے اور جنکا ترجمہ یہ ہے کہ علما کی سیاہی یعنی روشنائی لکھنے کی شہدا سے غیر عالم کے خون سے افضل ہے اور بعضے احادیث سے مساوات روشنائی اور خون کی ثابت ہے اور عقل وہی عقل ہے کہ جو دین کے موافق ہو پس عاقل اور عالم یعنی عاقل و عالم دیندار ہے نہ غیر اور حدیث میں وارد ہے کہ حجۃ اللہ علی العباد النبی و الحجۃ فیما بین العباد و بین اللہ العقل * خدا کیطرف سے دلیل بندوں پر وجود پیغمبر کا ہے اور خداوند کریم اور بندوں کے درمیان بندوں کے عقل دلیل ہے اور پیغمبر

وارد ہے العقل دلیل المؤمن ایمان دار کے لئے اوسکی عقل دلیل ہے اور یونہی ہے دعامۃ الانسان العقل والعقل منہ الفطنۃ والفہم والحفظ والحلم وبالعقل یکمل وھو دلیلہ ومبصرہ ومفتاح امرہ فاذا کان تائید عقلہ من النور کان عالماً حافظاً ذاکرا فطنا فھما فعلم بذلک کیف ولم وحیث وعرف من نظحہ ومن غشہ فاذا عرف ذلک عرف مجراہ وموصولہ ومفصولہ واخلص الوحدانیۃ للہ والاقرار بالطاعۃ فاذا فعل کان مستدرکا لما فات وواردا علی ماھو آت ویعرف ماھو فیہ ولای شئی ھو ھھنا ومن این یاتیہ والی ماھو صائر وذلک کلہ من تائید العقل۔ انسان کے خانۂ انسانیت کے لئے رکن وستون عقل ہے عقل ہی سے فہم وفطانت وفراست اور یاد آوری اور مضبوط کرنا ہے اور عقل ہی سے حلم ہے عقل ہی سے انسان کامل ہوتا ہے عقل اوس کے لئے راہ نما ہے اور بینا کرنے والی ہے اور انسان کے امور مشکلہ کے لئے عقل کنجی ہے پس جب عقل کو خدا کی طرف سے تائید ہوتی ہے تو انسان ذی علم اور یاد اور خدا کا اور صاحب فہم وفراست وذکا ہو جاتا ہے تو پھر انجام وآغاز وآل کو سمجھنے لگتا ہے۔

اور اپنی خلقت اور غرض خلقت اور عیوب کا

اور محاسن اعمال وغیرہ کو سمجھتا ہے تو پھر سمجھتا ہے کہ کہان سے اور

کیون اور کہان اور کیونکر آنا ہوا کہان جانا ہے اور خالق کو اور

اوسکے علت ہونے کو اور اوسکے واجب الوجود ہونے کو

اور ایک اور یکتا و بے مثل ہونے کو اور اوسکے معبود برحق

ہونے کو سمجھیگا تو جو امور اوس سے عمل مین نہین آئے ہین اونکو

عمل مین لائیگا اوسکی اصلاح کریگا اور جو چیزین اوسکو پیش ہونگی

بھلائی اور برائی کو جانیگا اور ازین قبیل اور یہ سب چیزین عقل ہی

سے حاصل ہوتی ہین اور ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر

جو شرف ہے محتاج بیان نہین ہے اور انسان ذوی العقول

مین اگر عقل و علم نہین ہے تو انسانیت و مردمی بھی نہین اوسکا

شمار بہائم مین یا جمادات وغیرہ مین ہے *

اور عقل ایک ایسی شئے ہے کہ جسکا ثبوت اور اوسکی افضلیت

فلاسفہ اور کلام حکما و قرآن و احادیث سے بہت طرح سے ثابت ہے

بلکہ ہر فرقہ و ملل مین فضیلت عقل کی مدلل و مسلم ہے اس طرح سے

کہ ہر انسان اپنے کل امور کا مدار عقل ہی کو سمجھتا ہے اگر عقل نہین تو

کل امور دینی و دنیاوی اوسکے ہیچ و پوچ ہین ۔ اور جاننا چاہیے

کہ جسکو عقل ہے اوسی مقدار اوسکو علم ہے جسکو علم ہے اوسی قدر اوسکو
عقل ہے اگر عقل نہین ہے تو اوسکو علم نہین ہے اگر علم نہین ہے تو
اوسکو عقل ہی نہین ہے دونون لازم ملزوم ہین اسی لئے دونو مترادف
کہی جاتے ہین عقل ناجائز و عقل شر و مکر عقل نہین ہے مکر و خدعہ
وجہل و شیطنت ہے خدا اسکی مذمت کرتا ہے اور مطلق عقل کی
ثناء و صفت کرتا ہے ممدوح شئی کی مذمت حکیم علی الاطلاق سے
خلاف عقل ہے جہل کو عقل سے کیا سروکار عقل کو جہل سے مباینت
کلیہ ہے عقل و نقل سے یہ امر مبرہن و آشکار ہے عقل سے تمیز حق
و باطل مین ہوتی ہے اور جب کسی جاہل نے شیطنت اور شر و
فساد اپنی بڑے فن و فریب سے اور عجائب خدع و مکر سے کیا
تو عوام الناس کہتے ہین کہ وہ ایک بڑا عاقل ہے وہ ایک بڑا
لایق شخص ہے محض غلط فہمی عوام کی ہے اور محض خلاف عقل
و نقل ہے کیونکہ اوس نے حق کو نہین پہچانا حق کو باطل سے جدا
نہین کیا تو خلاف عقل عمل مین لایا اس خلاف عقل کو عین عقل
جاننا جہل کو علم جاننا ہے اور یہان سے ابطال اون لوگون کا
بھی ہوا کہ جو لوگ عقل و جہل کو کچھہ سمجھے نہین ہین اور بے سمجھے
محض بے خیالی سے عالم کے معنی یون سمجھے ہین کہ جو شخص اپنے

طور پر وضو کرنا سیکھ لے اور مسجدون ہی تک اوس کی دوڑ ہو
اور جہاں غربا و مساکین کو پکڑ پکڑ کے مسجد مین لائے اور وضو
اور فاتحہ سکھلائے اور کلمہ اور نماز سکھلائے اور سوائے اس کے
کچھ نہ جانتا ہو اور بڑا عالم وہ ہے کہ نماز اور کلمہ کے الفاظ کو اپنے
طور پر صحیح بول سکتا ہو و بس - اور عاقل وہ ہے کہ دنیا کو خوب
حاصل کرے یا حاصل کرنے مین شب و روز متفکر اور کوشان
رہے ہزارون فن و فریب و مکر سے اور کیا دی و دغا بازی واقعہ
پردازی اور غصب و وزدی و مغالطہ دہی و فتنہ و فساد بیدینی
وغیرہ سے حصول دنیا مین منہمک رہے عام اس سے کہ دنیا
حاصل ہو یا نہ ہو مگر امور مذکورہ معلومہ مین طاق ہوا ور ظاہر
اپنے کو انواع مکر سے نہایت خلیق و خوش ادب اور مہذب و متین
ظاہری دکھلائے اور اپنے ہم مذاق مین ایک لایق شخص کہلائے
اور علوم سے مطلقاً بے بہرہ ہو مگر اولٹی پلٹی تقریر بے سر و پا
سوے با صطلاحات علوم سماعیہ کہ جو محض بے ربط و پریشان چند
اصطلاحین ہون اور اگرچہ بہت بڑا ایک لایق شخص ہے - اپنے ہم
مذاقون مین تو دین مین کچھ تمسخر ہی کرتا ہوا ور رانے زنی ہی دنیا
مین کچھ کرتا ہو اور اگر اس سے بھی افضل و اعلے اپنے لوگون مین ہے

تو قانون مصنوعی خلاف شرع کو بھی جانتا ہے اور کچھہ اپنی طرف سے
حسن کلام کے لئے ذیل تقریر مین ز تو ہین بول جاتا ہے تو ایسے لوگ جو
لایق شخص کہلاتے ہین ایسی ہی سمجھہ کی بنا پر بناے فاسد بر فاسد کرتے
ہین اور اپنی اپنی صحبتون مین بہت فصاحت کے ساتھہ کسی جاہل عجم سے
سنی سنائی کہا کرتے ہین کہ واہ سبحان اللہ ملا شدن چہ آسان و مردم شدن
چہ مشکل یعنی بہت تعجب سے کہتے ہین کہ عالم ہوجانا کسقدر سہل و آسان
ہے کہ جو چاہے عالم ہو سکتا ہے مگر انسان عاقل ہونا اللہ اکبر کسقدر
مشکل و دشوار ہے کہ جو چاہے عاقل ہونا تو نہین ہو سکتا ہے حالانکہ عالم
نہین ہے مگر عاقل عاقل نہین ہے مگر عالم اگر بالفرض عالم ہو مگر عاقل نہو تو
وہ حقیقۃً عالم ہی نہین ہے اور اگر عاقل ہو مگر عالم نہو تو وہ حقیقۃً عاقل ہی
نہین ہے تو اس فقرہ مرقومہ کے یہ معنی ہوے کہ عالم شدن چہ آسان
و عالم شدن چہ مشکل یا عاقل شدن چہ آسان و عاقل شدن چہ مشکل تو سلب
شئے عن نفسہ ہوا یا آسانی و دشواری دو نقیض کا اجتماع یکجا ہوا اور
یہ سب محال ہین عالم ہونا آسان نہین یعنی عاقل ہونا اور عاقل ہونا سہل
نہین یعنی عالم ہونا یہ بات کسکی سمجھہ مین آتی ہے کہ کوئی شخص بڑا عالم ہو
یعنی عقل اوسکو کچھہ بھی نہو یعنی جاہل ہو یا بڑا عاقل ہو مگر علم اوسکو
کچھہ بھی نہو محض جاہل ہو یعنی بغیر عاقل ہو عقل و فہم خود درست

ذکاوت فطانت و کیاست و تعقل یہ سب علم سے تعلق رکھتے ہین نہ جہل و نادانی سے اور یہ امر کسقدر ظاہر تر ہے کہ دین کی بنا، محض عقل ہی پر ہے چنانچہ یہ امر آغاز کتاب سے بھی ظاہر ہوتا چلا آیا ہے تو جو حضرات کہ دین پر اپنی اپنی صحبتون مین اعتراض کرتے ہین وہ لوگ نفس عقل ہی پر اعتراض کرتے ہین اور عقل پر اعتراض کرکے عاقل کہلاتے ہین جسقدر زیادہ اعتراضات عقل پر کرتے ہین اوسی قدر زیادہ عاقل و دانشمند کہلاتے ہین ہذا شئے عجاب اسی واسطے برین عقل و فہمی مشہور ہی اور اس قسم کے عاقل لوگ نہ یہ کہ اپنی صحبتون ہی مین اعتراضات کرتے ہین بلکہ جرأت اور حیا اس قدر رکھتے ہین کہ عقل کے باطل کرنے مین کتابین تالیف کرتے ہین اور تمام شایع بھی کرتے ہین چنانچہ کچھ کتابین ایسی بھی دیکھی گئی ہین کہ از اول کتاب تا آخر کتاب اگرچہ محض مسلمانون کی عقل و دانش کی تعریفین کی ہین مگر دین و مذہب کی پابندی کو معیوب بھی لکھا ہے اور بندگی و اطاعت سے خارج ہونے کو اور آزادی کو بہت ممدوح جانا ہے از روے عقل و بلا دلیل یعنی عقل سے عقل کو باطل کیا ہے اپنی سمجھ کے موافق مگر دلیل ہذا رد او پابندی کی تعریفون مین آزادی کی تعریفین کی ہین اسلام کی مدح ہین اسلام کی ہجو واہ عقل اسکو کہتے

ہین اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کو مجذوب لایعنی بھی لکھا ہے معاذ اللہ یہ عجیب حیرت افزا تحریر ہے اور پھر تنقید اس دین کی نہین بلکہ ادیان گذشتہ کی بہی علی ہذا القیاس چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو لوٹیرد ن سے لکھا ہے اور محض دین ہی کے ابطال کی تخصیص نہین ہے بلکہ عقل کو بھی باطل کیا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کو کہ جنکی عقل تمام فرق مین مشہور روزگار ہے ایک ادنے درجہ کا داستان گو لکھا ہے تو حاصل یہ ہے کہ عقل ایک فرضی کہانی ہے بے سر و پا پس دین اور عقل اور پیغمبری ایسے عاقل کے نزدیک کوئی چیز نہین ہے اور ابطال دین عقلی بھی عین ابطال عقل ہے اور انہی بیانات سے خود انسانیت بھی ایسے عاقل کے نزدیک کوئی چیز نہین علے الخصوص جب خود آدمیت پر بھی اعتراض کرتے ہین کیونکہ کہتے ہین کہ آدمی کیا ہے اصل اوسکی بندر ہے کہ بمرورایام دم جھڑ گئی ہے اور رفتہ رفتہ اس طرحکی خلقت ہوگئی پناہ بخدا ایسی عقل سے کہ آدمی آدمی نہین ہو اور عقل عقل نہین دین دین نہین پیغمبر پیغمبر نہین اور جب یہ سب چیزین یہ کچھہ ہی نہین تو توحید اور صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کوئی چیز نہین تو اصل اثبات واجب الوجود لاشئے ہے تو واجب الوجود ہی

کوئی چیز نہین تو ممکن الوجود بھی کوئی چیز نہین تو بندہ بھی کوئی چیز نہین ہے اور جن و فرشتہ کے وجود سے اور آسمان و عرش و کرسی کے وجود سے بھی صاف صاف انکار شایع ہو رہا ہے تمام مدارس مین یعنے اسکولون مین اسکا چرچا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی چیز کچھ بھی نہین ہے تو سب چیزین اوہام ہین پس ایسے عاقل کو چارہ نہین کہ سوفسطائی بنے تو یا مجنون ہے یا آگ مین ڈالنے کے قابل ہے کیونکہ خوفی سے آگ مین جائیگا کیونکہ آگ کو پانی یا اور کوئی چیز یا لاشئے جانتا ہے تو کیون آگ مین نہ جائیگا اور ان سب کا لزوم ہر ذی عقل پر ظاہر ہے پناہ بخدا ایسے عاقل فرضی سے اور اسیطرح کی بہت سی کتابین شایع ہوئی ہین - اب پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون ورنہ ان چیزون کے بیان کے لئے ایک دفتر بزرگ درکار ہے - عقل نہایت ممدوح چیز ہے اور اشرف و اعلےٰ ہے اور عقل و علم دونون کی ایک حالت ہے جو شرافت عقل کو ہے وہی شرافت علم کو بھی ہے - قاموس مین ہے کہ - العقل العلم او بصفات الاشیاء من حسنها وقبحها وکمالها ونقصانها او العلم بخیر الخیرین وشر الشرین او مطلق الامور او لقوة بها یکون التمیز بین القبیح والحسن ولمعان مجتمعة فی الذهن تکون بمقدمات یستتب بها

الاعراض والمصالح او لهيئة محمودة للانسان فی حرکاته وکلامه والحق انه نور روحانی به تدرک النفس العلوم الضروریة والنظریة + یعنی عقل معنے علم ہے یعنی بمعنی مطلق دانست یا محض دانش ہے یا چیزون کی بھلائی یا برائی اور کمال ونقصان کی دانست کو عقل کہتے ہین یا بہترین محاسن وبدترین قبائح کی دانست کو یا عقل ایک طرحکی قوۃ ہے کہ جس سے شخص بھلائی کو برائی سے فرق کر سکے یعنی اس طرحکی قوۃ مدرکہ کو عقل کہتے ہین اور ایسی صورت علمیۂ ذہنیہ کو عقل کہتے ہین کہ جس سے مصالح امور ثابت ہون اور انسان کی رفتار وگفتار کی ہیئت پسندیدہ کو بھی عقل کہتے ہین اور عقل نفس کے اوس نور کو بھی کہتے ہین کہ جس کے ذریعہ سے نفس کو علوم بدیہی وغیر بدیہی حاصل ہو۔

اور بیان فضائل علم وعقل اور شرح ذمائم بے عقلی وجہل کا یہ مقام نہین ہے اس لئے مین نے ترک کیا ورنہ اس مقام مین ان سب دعاوی کو بدلائل عقلیہ ونقلیہ بہت بسط دیتا ہان اتنا جاننا چاہئے کہ جس قدر جہل کسیکو ہے اوسی قدر اوسکو بے عقلی ہے اور جتنا علم ہے اوسی قدر عقل ہے علم کا وجود عقل سے علیحدہ نہین ہے اور

ایسا ہی عقل ہے - پس جاننا چاہئے کہ جس نے دلائل عقلیہ سے
اثبات و توحید کو یقین کیا اور اعتقاد لایا تو دلائل نقلیہ کو چاہیے کہ
سمجھے اور مطابق دلائل عقلیہ سے کرے جو عقل سے مطابق نہو
تو اوس دلیل نقلی صحیح مین تاویل کرے اور اگر وہ صحیح ہون اور
دلایل عقلیہ سے مطابق نہون تو ایسی دلیل نقلی کو مسکوت عنہ رہنے
دے کیونکہ ایسی دلیل نقلی کو اوس نے نہین سمجھا ہے اور یہ معلوم
ہوچکا کہ دلیل نقلی بہی عقلی ہے تو تاکیداً للعقل اور توضیحاً لہ ان دلائل
نقلیہ کو کہ جو لبطور نمونہ کے یہان پر لکھی جاتے ہین سمجھنا چاہئے اور
یہ دلائل یعنی آیات قرانیہ منتجنہ مشتمل ہین صرف اونہین مباحث
مذکورہ کو جو متعلق اثبات واجب تعالیٰ اور اوسکی توحید و صفات
ثبوتیہ و سلبیہ سے ہین وہ یہ ہین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یہ جملہ کہ جو
مفاد ہے بہت سے آیات قرانی اور مطالب فلسفہ اولے کا اور
کلمۂ اسلام مجازاً کہا جاتا ہے شامل ہے صرف توحید کو اور توحید
شامل ہے نفی شرکت کو عام اس سے کہ شریک باری مستحق عبادت بالحق فرض کیا
جائے یا ممکن فرض کیا جائے یا موجود فرض کیا جاوے اور نفی استحقاق
معبودیت بالحق شامل ہے نفی موصوفیت بصفات الٰہیہ ثبوتیہ
و سلبیہ کو تو یہ جملہ نہایت اعلے و اشرف مرکبات سے حاوی ہے

تمام اثبات و توحید و استحقاق معبودیت کو خدائے برحق کے لئے
اور جس نے یہ کہا ہے کہ لفظ لا اِلٰہ شامل ہے نفی صفات زائدہ کو
غلط کہا ہے ورنہ صفاتِ زائدہ کا ثبوت اللہ مین بعد لفظ الا
ہوجائیگا کیونکہ جب اللہ مین صفات کو عین کہتے ہین تو انہی صفات
کی نفی لا اِلٰہ سے مقصود ہوگی اور استحقاق عبادت خاص نہین ہے
امکان سے یعنی امکان کی فرد نہین ہے کیونکہ امکان نسبتہ ہے
درمیان شئے موجود اور وجود کے بلکہ نسبتہ کی جہتہ ہے تو چاہئیے
کہ استحقاق عبادۃ بھی نسبتہ ہو درمیان موجود اور وجود کے حالانکہ
یہ وجود کی نسبتہ نہین ہے بلکہ موجود کی صفتہ غیر صفتہ وجود ہے
ہان فرعِ امکان ہے اور وجود کی بھی فرد نہین ہے بلکہ فرعِ فرعِ
وجود ہے کیونکہ خود امکان ہی فرع وجود ہے پس خطا ہے اونکی
کہ جو وجود کو امکان کی فرد کہتے ہین چاہئیے کہ اونکے نزدیک محمول بھی
نسبتہ کی فرد ہو۔ خلاصہ یہ کہ استحقاق عبادۃ بعد تحقق امکان کے
ہے اور تحقق امکان بعد وجود کے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وجود ہم
درجہ و مساوی شئے کے ہے اور اعم الاشیاء ہے تو امکان وجود
سے قبل یعنی مافوق متحقق ہوگا اگر امکان اعم ہو وجود سے
تو چاہئیے کہ شئے سے بھی اعم ہو اور یہ غلط ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہئیے کہ

مطلب اس فقرہ کا موقوف ہے تصحیح جملہ پر بقاعدہ نحویہ پس مقصود اس جملہ کے قائل کا کئی طور پر اس جملہ سے ہوسکتا ہے - اوّل یہ لفظ الٰہ اسم جنس ہے تحت مین لائے نفی جنس کے اور اس لائے نفی جنس کی خبر محذوف ہے کیونکہ یہ لا مبتدا و خبر پر آتا ہے اور خبر بذریعہ عطف سے کئی خبرین بھی ہوسکتی ہین اور جو خبر ثانی جائیگی وہی بعد الا اللہ کے خبر اللہ کی ہوگی بسبب اشتراک مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے ایک شئے ہین تو اصل مین اوس قائل کے علم مین یون گذرا ہے کہ لا الٰہ مستحق للعبادہ بالحق و ممکن و موجود الا اللہ مستحق للعبادۃ بالحق و ممکن و موجود اور اس مین کوئی قباحت نہین ہے ترکیب نحوی بہت صحیح ہے اور اللہ ذات واجب الوجود کا نام ہے اس طور پر کہ اسم ذات ہے اسم صفات نہین ہے یعنی مثل رحمان و رحیم و غفور و شکور و خالق و رازق وغیرہ کے نہین ہے -

دوسری ترکیب یہ ہے کہ مستحق للعبادہ بالحق کو خبر محذوف مانین یعنی لا الٰہ مستحق للعبادۃ بالحق الا اللہ مستحق للعبادۃ بالحق اور مستحق للعبادۃ بالحق کو واجب الوجود بالذات ہونا لازم مساوی ہے بدلائل عقلیہ ثابت ہوچکا ہے تو نفی مستحق نفی واجب الوجود ضرور ہے تو یہ معنی عقلاً ہوگا کہ کوئی واجب الوجود نہین مگر جو واجب الوجود

ثابت شدہ ہے وہی ہے یہ ترکیب بھی صحیح ہے اور ایسے یوں اعتراض کرنا کہ مستحق عبادت کی نفی سے شریک الباری کی نفی نہ ہوئی خطا ہے کیونکہ وہ واجب الوجود کا شریک ہوگا مگر بالفرض اگر ہو تو کوئی فرد واجب الوجود بھی ہوگا اور جو واجب الوجود ہے وہ مستحق عبادۃ بھی ہے بدلائل عقل ثابت ہوچکا ہے تو مستحق کی نفی مطلق شریک الباری کی نفی ہے۔ اور یوں کہنا کہ مستحق کی نفی سے امکان شریک کی نفی ہوئی یہ بھی خطا ہے کیونکہ شریک نہیں ہے مگر واجب الوجود اور واجب الوجود نہیں ہے مگر مستحق عبادۃ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ مستحق کی نفی سے مستحق کی نفی ہوئی اور یہ لغو ہے علاوہ اس کے امکان مستحق سے عام تر نہیں ہے تا کہا جائے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی کیونکہ ہوگی جیسا کہ ابھی گذرا۔

تیسری۔ اور یوں بھی تقدیر عبارت کی ممکن ہے کہ لا الٰہ ممکن الا اللہ ممکن اس لئے کہ امکان کو اگر خصم بالفرض وجود سے عام تر جانتا ہے تو بانتفائے عام انتفائے خاص ہوگا تو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی شریک خدا ممکن نہیں ہے یعنی موجود بھی نہیں ہے تو مستحق عبادۃ بھی نہیں ہے مگر ایک اللہ پایا ہوا وہی ہے یعنی اشیائے منفیہ کے ساتھ متصف ہے اور اگر وجود کو اعم امکان سے جانتا ہے تو یہ معنی

ہون گے کہ نہین ہے کوئی شریک ممکن مگر وہی اللہ ایک موجود
ممکن ہے اس لئے کہ بانتفائے خاص اگرچہ انتفائے عام نہوگا مگر
ثبوت خاص عام کا ثبوت ہوجائیگا تو ممکن نہین کہہ سکتے جبتک
کہ موجود نہو جیسا کہین کہ فرس ناطق نہین ہے تو ہوسکتا ہے کہ
حیوان ہو یا نہو مگر وہ صاہل ہے تو ضرور حیوان بہی ہے اور
حالانکہ نہ وجود اعم ہے امکان سے نہ امکان اعم ہے وجود سے
اس لئے کہ نہ وجود فرد جہت ہے نہ جہت فرد وجود ہے تو حقیقتہً
اوس کے یہ معنی ہین کہ نہین ہے کوئی ممکن مگر وہ اللہ موجود
ممکن ہے اس لئے کہ امکان موجودیت کی فرع ہے کیونکہ امکان
نسبتہ کی جہتہ ہے درمیان موجود و وجود کے - اور اس امکان
کیصورت مین یون کہنا کہ نہ امکان اور وجود خدا کا ثابت ہوا مگر
مستحق عبادت ہونا معبود برحق ہونا ثابت نہوا ہوسکتا ہے
کہ موجود و ممکن ہو مگر مستحق عبادۃ نہو خطا ہے کیونکہ الا اللہ
مین جب الف لام اللہ کا عہد ذہنی یا عہد خارجی لین گے تو یہ
معنی ہون گے کہ مگر وہ اللہ جو معبود برحق اور ان صفات کا
ہے وہی الہ مانا ہوا ممکن بالامکان العام بہی ہے —
چوتھے — اور یون بہی اس جملہ کی ترکیب ہوسکتی ہے کہ لا الہ موجود

الا اللہ موجود اس پر یون اعتراض کرنا بھی خطا ہے کہ ہان موجود ہونا صرف ثابت ہوا مگر امکان کی نفی نہوئی کیونکہ امکان عام تر ہے وجود سے تو معبود برحق ہونا اس سے ثابت نہین ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خدا موجود ہے مگر معبود برحق اور بہی ممکن ہے اور غلط اس لئے ہے کہ امکان ایک تعلق ہے ماہیتہ و وجود کے درمیان نہ اعم وجود سے بلکہ وجود کی نفی سے امکان لعینی نسبتہ وجہ نسبتہ کی نفی نہوگی تو معنی یہ ہے کہ نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی ممکن ہے مگر ایک موجود و ممکن ہے - اور پہر معبود برحق ہونا بھی حسب تقریر گذشتہ ضرور ہے کیونکہ اللہ کے معنی قائل کے اعتقاد مین معبود برحق واجب الوجود بالذات ہے نہ غیرہ - اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ وجود کی نفی سے امکان اور معبود برحق ہونے کی بھی نفی ہوگئی کیونکہ وجود سب سے اعم و فائق تر ہے اور اصل سبکی ہے تو نفی خاص کی اور ماتحت کی اور فرع کی بھی ہوگئی پس بعد الا کے سبکا ثبوت ہو جائیگا بلکہ سب ترکیبون کی صورتون مین الا کے بعد مبتدا و خبر مین یون کہہ سکتے ہین کہ مبتدا لعینی الہ موجود ہے کیونکہ ثبوت شئے کسی شئے کے لئے فرع ہے اوس شئے کے ثبوت کی اور سب صورتون مین الہ کے معنی واجب الوجود بالذات معبود برحق ہے تو لا سے نفی بھی اسی شئے کی ہوگی -

پانچوین - اور یون بھی ترکیب اس کلمہ کی ہوسکتی ہے کہ لاے نفی
جنس کے لئے خبر کا ہونا ہر جگہہ کچھ ضروری چیز نہین ہے تا بدون
خبر کے جملہ غلط ہو*

چھٹی - اور یون بھی ترکیب کہہ سکتے ہین لا الہ کائن الا اللہ کائن
اور کائن سے مقصود قائل موجود وممکن ومعبود برحق سب مجتمعۃً
ہو*

ساتوین - اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ اگر بالفرض قاعدہ نحویہ اس پر
مترتب نہوسکے تو کہا جا سکتا ہے کہ قواعد نحویہ بعد بنالئے گئے ہین
تو یہ قواعد ناقص سمجھے جاوینگے نہ یہ کہ اصل زبان ہی غلط ہو قاعدہ
مصنوعہ قرار داد کے رو سے*

آٹھوین - بلکہ ہوسکتا ہے کہ از روے قاعدہ کہا جاوے کہ یہ کلمہ طیبہ
شاذ ہے اور اس کے علاوہ اور بھی دو تین ترکیبین لوگون نے لکھی ہین
مگر عمدہ نہین اگرچہ بعضون نے انہین دو تین تراکیب کو جو یہان پر
لکھی نہین گئی ہین سب تراکیب گذشتہ پر ترجیح دی ہین اب
اسکو سمجھنا چاہیئے کہ جتنی ترکیبین یہان لکھی گئی ہین اس صورت
مین ہوسکتی ہین کہ الا کو حرف استثنا قرار دین پس اگر استثنا
استثناے متصل ہو یعنی مستثنے کو مستثنے منہ مین داخل لین تو

اِسحالت مین ایک ہی ترکیب ہوگی کہ مقصود آلہ سے یعنی الہ منفیہ
سے محض الوہیت منفیہ ہوگی کہ اوسی مین اللہ بھی داخل ہے پس ایک
کے سوا سب کی نفی ہو لی اور ایک ہی ثابت کیا گیا تو جو ثابت
ہوگا اگرچہ عام اس سے ہوگا کہ باطل ہو یا برحق ہو مگر خبر محذوف
سے مطلب حسب تقریر سابق ثابت ہو جائیگا اور اس استثنائے
متصل کیصورت مین الہ منفیہ سے خاص الہ باطلہ مقصود نہین
ہو سکتا ورنہ الا انہی مین سے الہ برحق بھی ہوگا اور نہ الہ محققہ مقصود
ہو سکتا ہے ورنہ تعدد باریتعالے لازم آئیگا اور پھر تعدد برحق
کی نفی لغو ہو جائیگی بلکہ الہ سے مطلق مفہوم کلی مقصود ہے - اور اگر
استثنائے منقطع ہے یعنی مستثنے کو مستثنے منہ مین داخل نہ لین اسکی
دو حالتین ہین ایک یہ کہ مستثنے نا قسم مستثنے منہ ہو مگر اراوہ وقصد
مین داخل نہ کیا جائے یا اوسکی قسم نہین ہو بلکہ یہ اوس خیر ہو وہ اور
بیخبر ہو اول صورت اس جملہ مین درست نہین ہوتی اور ثانی صورت
صحیح و درست ہے کہ کل باطل کی نفی اور ایک برحق کا
اثبات ہے ٭

نوین - ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ لفظ الا کو حرف استثنا قرار نہ دین بلکہ
ماقبل الا کی صفت قرار دین تو اس صورت مین الا بمعنی غیر ہے

یعنی لاالٰہ غیر اللہ الٰہ موصوف اور غیر اللہ صفت ہے مضاف مضاف الیہ ملکے پس موصوف صفت ملکے اسم لائے نفی جنس ہے اور خبر کی ضرورت نہین ہے تو معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا غیر کوئی نہین ہے یعنی معبود برحق و واجب الوجود و یکتا جو متصف بصفات ثبوتیہ و سلبیہ و قبوت ہے اوسکا غیر کوئی نہین ہے اور یا یہ کہ وہی خبر ہائے مذکورہ اس مین بھی بعد الا اللہ کے محذوف مانین اور صرف یہ کلمہ طیبہ بھی بطور لزوم شامل ہے اثبات خدا اور توحید و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و عدالت و نبوت و امامت و معاد سبکو مگر لزوم طوالت مانع تحریر ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ -

یہ جو کچھ بیان کئے گئے صرف ایک دلیل نقلی کے متعلق بطور نمونہ ہین اسی طور سے اور دلائل نقلیہ کو بھی بعقل سمجھنا چاہئے کیونکہ قیاس و استقرار و تمثیل و برہان سب دلائل نقلیہ مین حاصل ہین ادلہ نقلیہ صور ادلہ و مواد ادلہ کو شامل ہین پس دلیل نقلی بھی دلیل عقلی ہے چنانچہ آیات و احادیث کے مضامین سے معلوم ہوگا ✧

فرمایا خداوند عالمیان نے - ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل والنہار و الفلک التی تجری

فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ حاصل معنی آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ تحقیق یہ امر ہے کہ پیدا کرنے مین آسمانون اور طبقات زمین کے اس نہج پر کہ فلکیات سب بدون ستون اور پایہ وپختگی کے ہین محض قدرت کاملہ خالق کے قائم ہین اور اوس کے اندر سب مخلوقات اوسی خالق کے قبضۂ قدرت سے موجود ہین اور زمین کو بدون کے ٹھیرنے کے لئے اور حیوانات وانسان ونباتات ومعدنیات کا تعلق سب اسی زمین اور آسمانون سے رکھا ہے اور آفتاب وماہتاب کی گردش مین عجائب مصالح بیشمار رکھی ہین اور کواکب کے پیدا کرنے مین اور اونکو منور کرنے مین اور دن اور رات کے پیدا کرنے مین اور دن اور رات کے اختلاف وآمدرفت مین اور دن کو شغل ومعاملات وطلب معیشت ودیگر کاروبار کے لئے اور شب کو استراحت وغیرہ کے لئے اور اختلاف گرما وسرما اور بہین ہین مین کہ جو اختلاف لیل ونہار وحرکات فلکی سے حاصل ہے اور اختلاف فصول ربیع وصیف وخریف وشتا ہین کہ جو سمٰوات وارض واختلاف لیل ونہار

سے حاصل ہے کہ جس سے عجائب و غرائب و ہزارون منفعت کے
ثمرات و زراعات پیدا ہوتے ہین اور دریاؤن مین کشتیان جو چلتی
ہین اوس کے پیدا کرنے مین اور حرکت کی قوت دینے مین کہ جس سے اسباب
و سامان و تجارات و معاملات و سیر و حرکت ملک بملک لوگون کو بیشمار
حاصل ہے اور پانی برسانے مین کہ زمین کو ہر سال قوت اوگانے کی
زراعت کے لیئے اور ثمرات بیشمار پیدا کرنے کیلئے اور بہت سے منافع
باران کے ہین اور پانی برسانے کے طریقہ مین کہ اگر ایک مرتبہ لاکہہ من کا
ایک قطرہ آسمان سے گرتا تو خلایق اور زمین کی کیا حالت ہوتی کہ اس بارش
سے زمین کی ہر سال اصلاح ہوتی ہے اور زراعت و اشجار کو تازگی ہر سال
دیجاتی ہے اور زمین مین حیوانات کے پیدا کرنے مین جو جو منافع لاتعد
ہین اور ہوا کے چلانے اور حرکت دینے مین کہ ہر ہر حرکت مین تاثیرات
بخشے ہین اور ہر چیز کے منافع اس ہوا سے اور ہوا کی حرکت سے
ہین ان چیزون مین دلائل صریحہ اور واضحہ ہین وجود و علم و قدرت پر
اور ربوبیت و تسلط پر صانع و خالق قدیم تعالے شانہ کے اون لوگون کے
لیے کہ عقل رکھتے ہین اور سمجھتے ہین اپنی اپنی عقلون سے یعنی ان
مخلوقات سے صاحب عقل و ہوش صانع کو سمجھہ سکتا ہے کہ یہ سب
آپ ہی آپ کیونکر وجود مین آسکتے ہین کوئی خالق و مدبر عالم اور صانع

قدیم ضرور ہے * یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون ہ یعنی اے مردمان عبادت و اطاعت کرو اپنے خالق کی اور اپنے مالک کو پہچانو اور اعتقاد و یقین کرو علم و معرفت و یقین اوسی معبود برحق مستحق عبادت و اطاعت کا حاصل کرو ایسا معبود و خالق و مالک کہ اوسی نے تم لوگوں کو پیدا کیا ہے اور اوسی نے تمہارے پہلوں کو پیدا کیا ہے کہ اس نسبت عبادت سے اور اپنے مالک کی شناخت سے تم لوگ شاید گناہوں سے پرہیز کرو ایسا مالک تمہارا کہ جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش کر دیا اور سارے تعیش و رزق کا سامان اوس سے تمہارے لئے مہیا کر دیا اور آسمان کو تمہارے لئے عمارت بنا دیا اور آسمان سے بارش کو تمہارے ہی لئے اوسی نے نازل کیا اور تمہارے ہی لئے زمین سے اوس بارش کی وجہہ سے انواع و اقسام کے ثمرات و زراعت اوگا دیئے تا تمہارے لئے رزق ہو تو ایسے اپنے مالک

کو خالق کے لئے کسیکو اوسکا شریک قرار دو اور حال یہ ہے کہ تم لوگ خود ان چیزونکو سمجھتے ہو اگرچہ کبھی غفلت سے یا کبھی تجاہل یا شرارت سے اپنے مالک وخالق کا کسیکو شریک قرار دیتے ہو والا یہ سب باتین ظاہر ہین تم جانتے ہو اور عقل رکھتے ہو اور تعقل وادراک کرسکتے ہو تو با وجود دانست یا قدرت دانست کے عذر تمہارا لایعنی ہوگا کہ عقل رکھتے ہو اور کہو کہ ہم نہین جانتے تھے تدبر کرسکتے ہو اور نہین کرتے یا تدبر وتفکر کرتے ہو اور پھر چھپاتے ہو اور عدول کرتے ہو اور بیسوین پارہ سورہ نمل مین ہی خدانے فرمایا ہے ※ امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماءً فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرہا ءالٰہ مع اللہ بل ہم قوم یعدلون ۝ آیا کس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو اور تمہارے لئے کس نے آسمان سے بارش کو نازل کیا یعنی بجز خدائے برحق کسی دوسرے نے نہین پیدا کیا اور بارش کو کسی دوسرے نے نازل نہین کیا - ہم نے باغہائے سرسبز وشاداب کو اوس مینھ کی وجہ سے اوگایا کہ ہرگز تمہارے لئے ممکن نہین ہے کہ تم خود اون کے درختوں کو اوگاؤ آیا خدائے برحق کے ساتھ کوئی دوسرا خدا اکثر

ہے کہ وہ اوس کے ساتھ شریک ہوکے ان کا مونکو سرانجام
دے بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ راہ راست سے کجی اختیار کرتے ہین

۲ امن جعل الارض قرارا وجعل خللها انهارا وجعل
لها رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ء اله مع الله
بل اکثرهم لایعلمون ۔ نہ بلکہ مین پوچھتا ہون کہ کس نے زمین کو
جائے قرار تمھارے لئے بنایا اور زمین بیچ نہرون کو وجود مین لایا
اور زمین پر بلند بلند پہاڑون کو پیدا کیا اور درمیان دو دریا
کے پردہ اور حد فاصل کیا ایا کوئی دوسرا شریک ہے خدا تعالے
برحق کے ساتھ بلکہ کوئی شریک نہین ہے مگر باوجود ظہور و وضوح
کے بعضے غور و فکر نہین کرتے ہین اور غور و فکر اگر کیا تو اپنی عقل
و اپنے علم سے یقین اوسپر نہین کرتے ہین بلکہ اکثر وہ لوگ اسپر
اعتقاد نہین لاتے ہین

۳ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم
خلفاء الارض ء اله مع الله قلیلا ما تذکرون ۔ ہ
اس کے علاوہ مین پوچھتا ہون کہ کون شخص قبول کرتا ہے درماندگان
و پریشان لوگون کی دعاؤن کو جب کہ وہ لوگ دعا مانگتے ہین اور
کون ہے کہ اونکی سختیون کو دفع کرتا ہے اور کون ہے کہ تمکو زمین

پر جانشین کرتا ہے آیا کوئی ہے خدا کا شریک کم لوگ ہین کہ پند پذیر ہین اور ان باتون کو سوچتے ہین اور یاد ہین لاتے ہین
امن یهدیکم فی ظلمت البر والبحر ومن یرسل الریاح
بشریٰ بین یدی رحمته ءاله مع الله تعالی
الله عما یشرکون ٭ آیا کون ہے کہ بیابان ہائے تاریک و دریا ہائے تیرہ و تار مین تمہاری راہ نمائی کرتا ہے اور کون ہوا کو حرکت مین لاتا ہے رحمت پروردگار کا مژدہ دہندہ آیا کوئی شریک اور کوئی خالق دوسرا ہے سواے خداوند عالم برحق کے حق یہ ہے کہ خداوند عالمیان کسی کام مین مطلق شریک نہین رکھتا ہے پاک و مبرا ہے ان عیبون اور شرکت سے کہ لوگ عیوب و شرکت کو پیدا کرتے ہین ٭ امن یبدء الخلق ثم یعیده ومن یرزقکم من السماء والارض ءاله مع الله قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین
آیا کون ہے کہ پہلے تمام خلق کو پیدا کرے پھر دوبارہ انکو وجود مین لائے اور کون زمین و آسمان سے تمہارے لئے روزی مہیا کرتا ہے آیا کوئی دوسرا ہے یا کوئی دوسرا شریک ہے خالق عالم کے ساتھہ ۔ اگر منکرین ان امور کا اعتقاد نہین رکھتے ہین

یا اوس کے خلاف کا ادعا کرتے ہین تو اے پیغمبر تم اون لوگون سے
کہو کہ اپنے دعوے پر دلیل لاؤ اگر اپنے دعوے مین سچے ہو والا دعوے
بے دلیل کو عقل باور نکریگی * ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون
٥ - بہ تحقیق کہ میرے علامات و مخلوقات اور میرے صنائع
پر لوگ اعتقاد راسخ نہین رکھتے ہین * ویوم نحشر من کل امۃ
فوجًا ممن یکذب بآیاتنا فھم یوزعون حتے اذا جاءو
قال اکذبتم بآیاتی ولم تحیطوا بھا علما اماذا کنتم
تعملون ٥ - اور جس دن ہر امت سے ایک ایک ان گروہ کو
کہ ہمارے مصنوعات و مخلوقات کی اور ہمارے علامات کی تکذیب
کرتے ہین ہم محشور کرینگے پس ایسے لوگ گروہ گروہ مجتمع کئے جاینگے
تا اینکہ سب جمع ہو لین گے تو خدائے تعالے ان سے پوچھیگا
کہ آیا تم لوگون نے ان سب علامات کو دروغ معلوم کیا اور یقین
اور اعتقاد ہمارے ان صنائع پر نہ لائے تو پھر کرتے کیا تھے -
پھر یون فرماتا ہے * الم یروا انا جعلنا اللیل لیسکنوا فیہ
والنھار مبصرا ان فی ذالک لآیات لقوم یومنون ٥ -
یعنی آیا نہین معلوم کیا نہین دیکھا لوگون نے کہ ہم نے شبون کو
پیدا کیا ہے مخلوقات کے آرام و استراحت کے لئے اور ہم نے

دلون کو پیدا کیا ہے تا اون کو روشنی بخشے ہر آیتہ ان چیزون مین نشانیان اور ذرائع ہین میری معرفت کے اون لوگون کے لئے کہ جو ایمان لاتے ہین - اور اعتقاد و اطاعت کرتے ہین - سورۂ رعد مین ہے * قل من رب السموات والارض قل اللہ قل افاتخذتم من دونہ اولیاء - یعنی پوچھو کون پیدا کرنے والا زمین و آسمان کا ہے اور کہو کہ خدائے برحق و یکتا ہے مطلق رب ہے سوا اوس کے کوئی دوسرا نہین ہے اور پوچھو کہ آیا تم نے سوائے خدا کے کسی دوسرے کو اپنا حامی تجویز کیا ہے * اور پھر ارشاد ہوتا ہے:- قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار انزل من السماء ماء ۱ - کہو کہ خدائے برحق معبود مطلق ہر شئے کا خالق ہے درحالیکہ وہ واحد محض ہے اور قہر نازل کرنے والا اپنے مخالفین پر اور آسمان سے اوسی نے مینہ برسایا تمہارے ہی لئے * ام جعلوا للہ شرکاء - آیا خدا نے عالمیان کے لئے شرکا سمجھا ہے * ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین یعنی اللہ ہی رزق دہندہ صاحب قوۃ ہے اور ذی قدرت و اختیار ہے * قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لہ - کہو کہ خدا روزی دیتا ہے جسکو دینا چاہتا ہے اور

روزی کی مقدار کو معین کرتا ہے نہ دوسرا کوئی اور نہ کوئی دوسرا
اسکا شریک ہوسکے * قل من یرزقکم من السمٰوات والارض
قل اللہ - کہو اے پیغمبر کہ تمہارے لئے آسمان و زمین سے
روزی کون مہیا کرتا ہے اور تم ایسا جواب دوا ونکو کہ روزی دینے
والا خالق برحق ہے نہ کوئی دوسرا - سورہ واقعہ مین بیان
فرمایا ہے * نحن خلقناکم فلولا تصدقون ہم ہی نے
تمکو پیدا کیا پس تم اسکی تصدیق کیون نہین کرتے * افرأیتم
ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون
آیا تم نے دیکھا کہ منی جو رحم مین پھونچتی ہے اوسکو کس نے پیدا
کیا آیا تم نے پیدا کیا یا ہم نے * نحن قدرنا بینکم الموت
وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی
ما لا تعلمون ہ تمہارے لئے ہم نے موت معین کی اور ہم
اس امر سے عاجز نہین ہین کہ تمہارے مثل اور تمہارے عوض کو خلق کرین - اور
اس سے بھی عاجز نہین ہین کہ تم کو ایسے عالم مین پیدا کرین کہ
اوس عالم کو تم نہین جانتے ہو * ولقد علمتم النشأۃ الاولی
فلولا تذکرون - اور ہر آئینہ تم نے پہلی پیدایش کو
جانا ہے کہ تم کیا تھے اور کہاں تھے اور کس نے موجود کیا تو

کیون نہین اس سے متنبہ ہوتے ہو اور پند پذیر ہوتے ہو
اَفَرَاَیْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ - آیا جانتے ہو کہ جو
چیز بوتے ہو آیا ہم اوسکو اوگاتے ہین
یا تم زمین سے اوگاتے ہو - پھر اگر ہم چاہین کہ اوس کھیتی کو
خراب کر دین تو تم سے کچھ ہو سکیگا سوائے اس کے کہ تم تعجب کرتے
رہ جاؤگے اور کچھ نہین کر سکتے ہو سوا اس کے کہ مجبور ہو کے کہنے
لگو کہ افسوس ہم تاوان مین آگئے ہم نقصان دیئے گئے محروم
رکھے گئے اَفَرَاَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ
مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا
فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ٥ جس پانی کو تم پیا کرتے ہو آیا تم نے
کچھ خیال کیا کہ ابر سے پانی کو تم نے برسایا یا ہم نے - اگر ہم
چاہین تو اوس پانی کو کھاری کر دین تو ایسی حالت مین بھی
باوجود اس کے کہ تم لوگ جانتے ہو ہمارے شکر گذار کیون نہین
ہوتے ہم اَفَرَاَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ٥ آیا اوس آگ کو تم نے دیکھا کہ

شاخ درخت سے نکالتے ہو آیا تم نے اوس درخت کو پیدا کیا یا ہم اوسکا
پیدا کرنے والا ہین ہون * نحن جعلنٰها تذكرة ومتاعا
للمقوين فسبح باسم ربك العظيم ٥ فلا اقسم بموٰقع
النجوم وانه لقسم لو تعلمون عظيم ٥ انه
لقراٰن كريم ٥ في كتٰب مكنون ٥ لا يمسه الا المطهرون ٥
تنزيل من رب العلمين ٥ افبهٰذا الحديث انتم مدهنون
وتجعلون رزقكم انكم تكذبون ٥ فلولا اذا بلغت الحلقوم
وانتم حينئذ تنظرون ٥ ونحن اقرب اليه منكم و
لكن لا تبصرون ٥ فلولا ان كنتم غير مدينين ٥ ترجعونها
ان كنتم صٰدقين ٥ فاما ان كان من المقربين ٥ فروح و
ريحان ٥ وجنت نعيم ٥ واما ان كان من اصحٰب اليمين ٥
فسلٰم لك من اصحٰب اليمين ٥ واما ان كان من المكذبين
الضالين ٥ فنزل من حميم ٥ وتصلية جحيم ٥ ان هٰذا
لهو حق اليقين ٥ فسبح باسم ربك العظيم ع —
ہمنے اوس کو تمہارے لئے پند و عبرۃ قرار دیا اور مسافرین کے لئے
منفعت پس اپنے پروردگار کو پاک و منزہ اور بری شرکت و تماثل
سے جانو اور اوسکو ساتھ تنزیہ و تقدس و پاکی کے یاد کرو ستارون کے

ہونے کی قسم ہے اور یہ بڑی قسم ہے اگر ان ستارون کے گرنے کے رتبہ
سے تم واقف ہوتے یقین کرو کہ یہ کتاب قرآن ہے گرامی قدر کتاب
پوشیدہ مین لکھا ہوا یعنی لوح محفوظ مین ایسی کتاب کہ سوائے پاک
لوگون کے کوئی نہ چھوئے یہ پروردگار عالم کیطرف سے بھیجی گئی ہے
آیا تم کو اس سے انکار ہے کیا نازل کرنیوالا اسکا کوئی دوسرا ہے اور
اس جھوٹ کو اپنا حصہ کرتے ہو پس اگر تم مین سے کوئی قادر خلق و
رزق پر اور ان صنعتون پر اور ایجاد عالم پر ہے تو جب روح گلے تک
آجاتی ہے کیا تم دیکھتے ہو حالانکہ ہم بہ نسبت تمہارے نزدیک تر ہین
اور تم نہین دیکھتے اگر مقہور و مجبور نہین ہو تو اوس روح کو لوٹا کیون
نہین دیتے اگر اپنے دعوے مین سچے ہو * قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ
بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا
ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ - یعنی اے پیغمبر تم کہو کہ کیا تم کافر
ہوگئے اس امر کے انکار سے کہ خدا نے زمین کو دو روز مین پیدا کیا ہے
اور آیا خدا کا مثل و نظیر کسیکو قرار دیتے ہو خدائے برحق ہی خالق
ہے تمام عالم کا کوئی اوس کے سوا دوسرا خالق و رب نہین ہے *
قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ - کہو اے
پیغمبر کہ نہین ہے کوئی دوسرا اگر اللہ برحق خالق عالم ایسا اللہ کہ

وہ ایک ہے اور ہم حقیقۃً تمہارے شرک سے بری اور بیزار ہین *
اِشْهَدُوْا اَنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ - تم گواہی دو اس امر کی کہ
ہم شرک سے بری ہین اور بیزاری چاہتے ہین * اَللّٰهُ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - خداے تعالے سب
خالق ہے اور سب پر قدرت رکھتا ہے * اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ اللہ ہی معبود برحق ہے نہ کوئی دوسرا او
وہی عرش برتر کا خالق ہے تو تمام عالم کا خالق ہے * اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ - آیا نہ جانا تم نے کہ اللہ ہی سب کو
روزی دیتا ہے کل امور خیر کو وہی عطا کرتا ہے * سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - وہ پاک و منزہ ہے سب برائیوں
سے اور بری ہے شرک سے * قُلْ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يَجْمَعُكُمْ ۝ - کہو کہ وہ ہی تم لوگون کو حیوۃ دیتا ہے اور موت
دیتا ہے اور پھر تم کو اکٹھا کرتا ہے * اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ
اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ - آیا تمہارے پروردگار کی
گواہی ہر چیز پر تمہارے لئے کفایت نہین کرتی * وَمِنْ اٰيٰتِهِ
الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ
بِاَمْرِهٖ ۝ - اور علامات وجود باریتعالے سے بعضی علامتین وجود کی

شب و روز ہین اور وجود آفتاب و ماہتاب ہے اور اوسی کے
حکم کے تابع کواکب ہین یعنی وجود کواکب اور حرکت و سکون غیرہ
سب اوسکی طرف سے ہین یہ سب چیزین اوسی کے وجود کی پہچان
ہین ٭ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۔ تحقیق تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے کل
آسمانون اور زمین کو چھہ دنون مین پیدا کیا ٭ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۔
وہ ایسا ہے کہ پیدا کیا آسمانون اور زمین اور جو کچھہ اون مین سبکو
کل چھہ دنون مین ٭ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ علامات اوس کے وجود کی زمین مین موجود
ہین یقین و اعتقاد کرنے والون کے لئے اور خود تم مین ہین علامات
اوسکے وجود بالذات کی کیونکر اوسکو نہین دیکھتے ہو اور اون علامات
سے اپنے خالق و رب کو نہین پہچانتے ہو ۔ و آجب الوجود تعالے شانہ
فرماتا ہے کہ ٭ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ
سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ ۔ مت کہو اے اہل کتاب کہ خدا
تین ہین اس قول باطل سے باز رہو اور نیکی کا قصد کرو اسلئے
اگر باز رہوگے ایسے اعتقاد سے تو تم نے اپنے لئے نیکی حاصل کی

سواے اس کے نہین ہے کہ خداوند عالم ایک ہی ہے اور برتر و بری ہے اس بات سے کہ اوس کے لئے کوئی بیٹا ہو یا اوسکی کوئی قوم یا قرابت یا شریک ہو دو ہون یا دو سے زیادہ ہون کہ یہ محض خلاف عقل ہے * اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ٥ ـ تحقیق کہ مثال عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم کی ہے کہ اوسکو خدا نے مٹی سے بنایا اوسکو خلق کیا نہ یہ کہ خدا باپ ہے کہ اوس بیٹے کے پیدا کرنیکا ذریعہ ہو گیا ہو * یَا اَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ٥ ـ اے اہل کتاب دین مین غلو مت کرو یعنی افراط اور ایسی ترقی دین مین خلاف دین کے مکرو یعنی شان مین پیغمبر کے خلاف بات مت کہو جھوٹی بات کو اونکی طرف منسوب مکرو اور اللہ کے حق مین سواے حق بات کے دوسری بات مکہو جو حق ہے اوسکو ظاہر کرو جو ناحق ہے اوس سے پرہیز کرو * وَلَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ ٥ ـ عیسیٰ نے ہرگز اپنے بندہ اور مخلوق ہونے کا انکار نہین کیا ہے اور نہ ملائکہ مقربین نے عبادت و بندگی سے انکار کیا ہے اگر کسی نے خلاف انکی طرف منسوب کیا ہے تو وہ محض دروغ ہے * وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ

جب ... وہ ... سے ... ایک ... مین خد ... اور ... جھوٹا

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيعًا ٥ - اور جو کوئی انکار کریگا بندگی اور اپنی مخالفت سے اور تکبر کریگا اس سے تو ہم اون سب کو محشور کرینگے اور ہم عنقریب اون سب کو سزاے عمال کو پہونچا ئینگے ﴿ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٥ - اور جب فرما ئیگا خدا از روئے عتاب کے امت عیسی پر بروز قیامت کہ آیا تونے ای عیسیٰ لوگون سے کہاہے کہ مجھے اور میری مان کو خدا سمجھو اور سواے اللہ برحق کے دو خدا اور بھی قرار دو ﴿ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥ - یعنی حضرت عیسی علیہ السلام عرض کرینگے کہ خدا وندا تو پاک و پاکیزہ ہے ہر عیب سے کیا ہوگیا تھا مجھکو کہ مین ایسی بات کو لوگون سے کہتا کہ جو میرے لایق نہ تھی سواے حق بات کے ناحق مین کیون کہتا مین ایسی لغو بات کیون کہتا کہ مین خدا کا بیٹا ہون اگر مین نے کہا ہو تو اے پروردگار بہتر جانتا ہے جو میرے دلمین ہے وہ تجھپر آشکار ہے اور جو تیرے علم مین گذرا مین نہین سمجھ سکتا اور بتحقیق کہ تو بڑا

جاننے والا ہے سب غیب کے امور کو کوئی چیز تجھسے پوشیدہ نہین
ہے - اور بہی کئی جگہون پر قرآن مین اسی طرحکی آیتین ہین کہ
جس سے صراحتہً ظاہر ہے اور سمجہا جاتا ہے کہ خدا ایک ہے اور
دوسرا کوئی نہین ہے ٭

وا آسفے ہو اون بے وقوفون کی عقل پر کہ کیونکر کہتے ہین کہ
خدا ایک ہے یعنی تین ہین اور جو شخص تین خدا کا قائل ہو تو کیونکر
کہہ سکتا ہے کہ تین ہونے کی حالت مین خدا ایک ہی ہے تین کو ایک
کہین اور پہر خدا کے مرکب ہونیسے بہی انکار کرین ہذا شئی اعجب
حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پاک و مبرا ہین ایسے لوگون کے
اتہام واقوال واہیہ سے - اور سورۂ رعد مین ہے ٭ اَمْ
جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۤءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ - آیا
قرار دیا اونہون نے شرکاء خدا کے لئے کہ اون شرکا نے بہی
خداے برحق کے مخلوق کے مثل مخلوقات پیدا کئے ہون اور
پہر یہ سب مخلوقات اوسکے اور اون شرکا کے ایسے معتقدون
کے اعتقادون مین مشتبہ ہوگئے ہون حالانکہ ایسا نہین ہے
کہوکہ اللہ برحق خالق ہر شئے کا ہے اور وہی ایک ہے اور

قہر کنندہ ہے گناہ گارون پر ایسے جہوٹے اعتقادات کی وجہ
سے سزایاب ہون گے ٭ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً
لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ہ - اور بنائے
لوگون نے سوائے خدائے برحق کے بہت سے خدا کہ وے
ایک شئے کو بھی پیدا نہین کر سکتے اور وہ سب تمہارے فرضی
الخود بھی پیدا کئے گئے ہین ٭ اِنَّ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ہ - یعنی جو لوگ
خدا قرار دیتے ہین ایسون کو کہ سوائے خدائے برحق کے ہین وہ
سب خدا ایسے ہین کہ ایک مکھی کو بھی پیدا نہین کر سکتے ہین اگرچہ
سب کے سب اکھٹا ہو کے مکھی کو بنائین مگر نہین بنا سکتے تو
پھر بڑی بڑی چیزین کیونکر بنا سکتے ہین ٭ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ وَاِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہ - وہ ہر شے پر
قادر ہے وہ ہر شئے کو جانتا ہے کوئی چیز اوس کے علم و قدرت
سے باہر نہین ہے سب اوسی کے اختیار مین ہین ٭ وَلَا
یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ ہ - اور لوگ اوس کے
علم کا کچھ بھی اندازہ نہین کر سکتے اوس کی ایک قدرت کو
اوس کے ایک علم کو بھی نہین سمجھ سکتے ہین ٭ - اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ

اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۵ لَہٗ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۵ - کوئی اللہ نہین ہین بجز
ایک معبود برحق کے کہ وہ قادر و عالم اور قایم بذاتہ ہے اور دوسرونکو
قائم کرنے والا ہے اوسکو کبھی اونگھ اور بڑہاپا اور خواب و غفلت کبھی
نہین ہوتی اور سارا عالم اوسی کے لئے ہے یعنی وہی سلطان و مالک ہے
تمام عالم کا - اس آیت سے بھی ثبوت خدا کا اور اوسکی توحید اور اوس کے
صفات یعنی حیوۃ و غنا و خالقیتہ اور قدم اور محل حوادث کا نہونا اور عموم
قدرت سب شئے پر ثابت ہے اوس مین کسی طرحکا تغیر نہین ہوتا یکسان
ہے اور یکسان رہیگا اور سب کا خالق و مالک وہی ہے * لا تدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر - انکھین لوگون کی
اوسکو نہین دیکھہ سکتی اور وہ سب آنکھونکو دیکھتا ہے اور وہ لطیف ہے
کثیف نہین بسیط ہے مرکب نہین اور وہ دانا ہے مجسم نہ تھا اور نہ اب
ہے اور نہ کبھی ہوگا والا سیکڑون قباحتین لازم آئینگی اور عقل کے خلاف
ہونگی * لن ترانی * ہمکو ہرگز تم نہین دیکھہ سکتے ہو اس قسم کی آیتون
سے ثابت ہے کہ خدائے برحق مجسم نہین مجرد از مادہ ہے تو وہ دیکھا نہین
جا سکتا ہے نہ سابق مین او نہ اب اور نہ آیندہ کیونکہ وہ مجسم نہ تھا اور
نہ ہے اور نہ ہوگا اور اوس مین تغیر نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا * وَ کَمْ

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ + اور خداے تعالے شانہ نے تمام عالم کو عبث و بیکار نہین پیدا کیا گمہ بیکار و بیفائدہ ہونے کا گمان اون کا ہے جنہون نے کفر اختیار کیا پس اون کے لئے جہنم مین مقام ویل ہے * وَلَمْ یُرْسِلِ الرُّسُلَ عَبَثًا + اور نہین بھیجا خدا یتعالے نے پیغمبران کو بیکار بلکہ تمہاری درستی کے لئے انکو ہدایت کرنے والا بھیجا ہے * اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ۵ آیا تم نے سمجھا ہے کہ ہم نے سبکو بیکار پیدا کیا ہے * وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ + اور ہم نے تمام عالم کو عبث نہین پیدا کیا ہے بلکہ ہر ہر چیز کے پیدا کرنے مین بڑی بڑی حکمتین اور بڑے بڑے فائدے ہین بیکار کچھہ بھی نہین ہے * وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَاۗءُ وَیَخْتَارُ وَیَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَاۗءُ یُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَاۗءُ + اور تمہارا پروردگار پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اپنی رحمت کو خاص اون کے لئے کرتا ہے جسکو چاہتا ہے حکمت و دانائی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے * فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ

هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ فَلَمَّا رَاَی الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ + مطلب اس کلام معجز و موجز نظام کا قصہ طلب ہے یعنی شان نزول یون ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام زمان نمرود مین شکم مادر مین تھے تو بذریعہ منجمان و کاہنان مشہور ہوا اور نمرود کو خبر دی گئی کہ بہت جلد اب ایک شخص ایسا پیدا ہونے والا ہے کہ دین بت پرستی اور بنائے کفر و ناحق پرستی کو باطل کریگا اور بتونکو توڑے گا اور اوس کے علم و فضل و کمال مین دنیا مین کوئی مثل ہوگا تو نمرود نے یہ تدبیر کی کہ مردان و زنان مین تفرقہ رہے کوئی مرد کسی عورت کے پاس نجائے اور جو لڑکا اندنون پیدا ہوا وسکو قتل کرنا چاہئیے اور یہ قانون پاس ہوگیا تمام ہر جگہہ جاری ہوگیا تو حق تعالی نے حمل مادر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسا مخفی کیا کہ کسی پر تمام ملکون مین ظاہر نہو سکا کہ مادر ابراہیم علیہ السلام حاملہ ہین جب وقت درد زہ کا ہوا تو اونکی مان ایک غار مین تشریف لیگئین اور اوسی غار مین ولادت با سعادت حضرت کی ہوئی جب حضرت دنیا مین تشریف لائے تو لوگونکی نظرون سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اونکی والدہ نے مخفی کیا

کیونکہ ہر جگہہ لڑکون کی تلاش رہتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی والدہ اوس غار سے تنہا باہر آئین اور غار کے منہ کو ایک بڑے
پتھر سے بندکر دیا تو حق تعالے نے انگشت نرینہ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے دودھ جاری کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی انگشت مبارک کو
چوستے تھے اور دودھ سے خوب سیر ہو جاتے تھے پھر تو حضرت کا نشو و
نما اسقدر جلد جلد ہوتا کہ ایک مہینے کے نشا و نما کے مقابل مین ہر روز
نشا و نما آپکو ہوتا تھا یہان تک کہ حضرت کا سن مبارک تیرہ ۱۳ سال کا
ہوا ایک روز اونکی مان حضرت کی زیارت کو غار مین تشریف لائین حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمکو غار سے باہر نکالو تو اونکی والدہ نے
کہا کہ مین ڈرتی ہون کہ شاید تمکو لوگ مار ڈالین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
بحکم پروردگار خود غار سے باہر نکلے وہ وقت غروب آفتاب کا تھا راہ
مین تین قسم کے اشخاص ملے بعضے اونمین سے ستارۂ زہرہ کی پرستش
کرتے تھے اور بعضے ماہتاب پرست تھے اور بعضے آفتاب پرست
تھے پس بوقت مغرب کوکب زہرہ کو آسمان پر حضرت نے دیکھا
تو حضرت کے دل مین یہ بات آئی کہ ان لوگون کو ہدایت کرنی چاہیے
راہ نیک کی اور دین حق کی انکو تفہیم کرنی چاہیے اور بدیہیات سے
انکو یقین دلانا چاہیے اس خیال سے حضرت نے ایسا فرمایا بطور استفہام

انکاری کے اور اون پر اس طور سے دلیل لاکے اور اوسکا یون عنوان
قرار دیا کہ یہ تارہ یعنی زہرہ بہت بلند ہے روشن ہے یہ میرا رب
ہے جب زہرہ غائب ہوا تو فرمایا کہ اگر میرا پروردگار یہ تارہ ہے
تو اسکو حرکت ہوتی حرکت موجب تغیرات ہے کہ کبھی کہین کبھی
کہین ہوتا ہے اور ایک جگہہ ہے تو دوسری جگہہ نہین ہے - اور
پھر غائب ہونا اور غروب کرجانا تو پروردگار عالم سے بالکل بعید ہے
تو فرمایا کہ ہم غروب کرنے والے اور غائب ہونے والے کو دوست
نہین رکھتے ایسے کو ہم اپنا خدا نہین جانتے جب ماہتاب کو دیکھا تو فرمایا
ہان یہ میرا پروردگار ہے جب یہ بہی متحرک تھا اور غروب کر گیا
تو ایسا ہی فرمایا - اور فرمایا کہ اگر خداوند عالم مجھکو ہدایت نکرتا تو
ہم گم کردگان راہ سے ہوتے کہ ایسے کو اپنا خدا قرار دیتے جب صبح
ہوئی اور آفتاب نے طلوع کیا تو آفتاب کو
دیکھہ کے فرمانے لگے کہ یہ بہت بڑا ہے سب مین اور بڑی اسکی روشنی
ہے آیا یہ ہی میرا پروردگار ہے جب یہ بہی غروب کر گیا تو فرمایا تھا
اور یہ فرمایا کہ اے میری قوم مین بری ہون اوس چیز سے کہ تم
لوگ جو شرک رکھتے ہو اور جس کو پروردگار کا شریک بتاتے ہو اور
غرض حضرت کے کچھہ نہ تھی ان کلام سے مگر صرف قوم کی ہدایت اور

عنوان دلیل سے اطلان شریک کا اور ثابت کرنا او نیز کہ عبادت
اوسکی چاہیئے کہ جوان کواکب و ماہتاب و افتاب کا بہی خالق ہو
اور یہ تقریر حضرت کی الہامی تہی پروردگار کیطرف سے کہ جو حادث
ومتغیر ہو وہ محتاج غیر کا ہوگا اور جو محتاج غیر کا ہوگا وہ جب اپنی
ہی کو پیدا نکر سکیگا تو دوسرونکو بدرجۂ اولے پیدا نکر سکیگا اپنی حرکت
وطلوع وغروب مین سب محتاج غیر کا ہے تو کیونکر دوسرے کی وہ علت
تامہ ہو اور محتاج الیہ اور موثر ہو خلافِ عقل ہے اس لئے کہ جو علت
جو کل اپنے غیر کی ہو تو چاہیئے کہ وہ علت پہلے سے ضرور موجود ہو
اور جب وجود علت واجب و ضرور رہے تو اپنی ہی ذات سے وجود اوسکا
واجب ہے یا غیر کی طرف سے اگر غیر کیطرف سے ہے تو یہ علت محتاج
غیر ہے اور ممکن وحادث ومتغیر ہے تو یہ علت واجب الوجود نہوگی
اور اگر یہ علت اپنی ہی ذات کیطرف واجب الوجود ہے یعنی واجب
الوجود بالذات ہے تو اس علت مین تغیر وحدوث وامکان نہونا چاہیئے
اور ہمیشہ واجب الوجود ہو بے تغیر وحدوث کے حالانکہ زہرہ وماہتاب
وآفتاب مین ہم نے تغیر دیکھا تو یہ سب ممکن وحادث ہین نہ واجب الوجود
بالذات پس یہ آیت مذکورہ حکایت ہے استدلال حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی اور جامع دلائل کثیرہ کی * یاایھا الناس اذکروا

نِعمَةَ اللهِ عَلَيكُم هَل مِن خَالِقٍ غَيرُ اللهِ يَرزُقُكُم مِنَ السَّمَاءِ
وَالاَرضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤفَكُونَ - اے مردمان
نعمت خدا کو یاد مین لاو جن نعمتونکو خدانے تمکو دیا ہے اور اپنے
منعم کی معرفت پیدا کرو کہ کس نے نعمتین دی ہین اور عطا کرنے والے
کی فرمان برداری اختیار کرو اس طور پر کہ وہ ہی منعم حقیقی ہے
اور اس مین کسیکو شریک نکرو آیا ہے کوئی تمہارا خالق یعنی کوئی
سوائے میرے تمہارا خالق نہین ہے کہ جو تمکو انواع و اقسام کی روزی
دنیا ہے سرفراز کرتا ہے نہین ہے کوئی معبود بحق مگر وہی خالق تمہارا
کہ جو برحق ہے پس کہان جاتے ہو راہ راست سے برگشتہ ہوکے
اور راہ توحید سے منہ پھیرتے ہو اور خالق سے انکار کرتے ہو یا دوسرے
کو شریک کرتے ہو۔

اور پھر ایسا فرماتا ہے کہ معبود برحق مالک و رب سوائے اوس کے
اور کوئی نہین ہے جو اوسکا انکار کرتا ہے وہ جہنم مین جائیگا اوسکو
فلاح نہیں اور عذاب سے نجات نہین ہے وہ یہ آیت ہے فتعالی
اللهُ المَلِكُ الحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ العَرشِ الكَرِيمِ ۝ وَ
مَن يَدعُ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرهَانَ لَهُ بِهِ
فَاِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ اِنَّهُ لَا يُفلِحُ الكَافِرُونَ ۝

پس خدائے تعالٰے بزرگ و برتر ہے - اور ہر عیوب و نقصان
سے پاک ہے ایسا اللہ کہ بادشاہِ حق اور مالک برحق و رب مطلق
ہے سوائے اوسکے کوئی دوسرا خالق و مالک نہین مگر وہی رب و
خالق عرش بزرگ کا ہے - اور اللہ برحق کے ساتھہ دوسرے اللہ
کو بھی جو شخص چاہے اور اوسکی اطاعت کرے اوسکو معبود بحق سمجھے
تو کوئی دلیل اسپر اون کے لئے نہین ہے - پس سوائے اس کے
نہین ہے کہ اونکی عمل کی جزا پروردگار برحق کے پاس ہے کافر لوگون کے
لئے فلاح اور امن و بہتری نہین ہے یقیناً ﴿ لَوْ كَانَ فِيهِمَا
اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ﴾ اگر آسمانون اور زمین کے لئے
اور جو چیزین ان مین ہین اون کے لئے کئی خالق پروردگار ہوتے
سوائے خدائے برحق کے ہر آئینہ سب مخلوقات فاسد و باطل ہوتے
اور کچھہ وجود مین نہ آتا یہ بفرض محال ہے والا فساد عالم کا اور معدومیت
عالم کی بسبب بطلان و معدومیت خداؤن کے ہوجاتا اور اسکا بیان
اوپر ہوچکا ہے ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - قُلْ
هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ - کہو اے پیغمبر کہ وہ معبود برحق اللہ
ایک ہے اور وہ اللہ پاک و پاکیزہ سب عیب و نقصان سے ہے

نہ اوس نے کسیکو اپنا بیٹا بیٹی پیدا کیا اور نہ وہ کسیکا بیٹا بیٹی ہے اور نہ
کوئی اوسکا قبیلہ اور ہمسر اور نہ کوئی اوسکی قوم ہے وہ یکتائے محض
ہے بے مثل و بے عیب ہے * قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ
یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ
یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا
یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ * کہو تحقیق کہ میرا پروردگار
روزی اسیکو دیتا ہے جسکو چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور مقدار
روزی کا معین کرتا ہے اور راہ خدا مین تم جو کچھ صرف کرتے ہو پس
خدا اوسکا عوض دیتا ہے تمکو دنیا مین اور اسکا ثواب آخرت مین اور
حق تعالے بہتر روزی دینے والا ہے بلکہ وہی روزی دینے والا ہے
اور دوسرے جو دیتے ہین وہ حقیقتہً دینے والے نہین ہین
بلکہ دینے کے ذرایع ہین اور واسطے ہین اور مجازاً ہین — اور
یاد کر اوس دنکو کہ جس دن ہم اکٹھا کرینگے اونکو یعنی کفار کو یا کفار مکہ کو

تو ہم کہین گے اول ملائکہ سے کہ آیا یہ کفار تمہاری عبادت کرتے تھے
یعنی ہم جانتے ہین کہ ایسا نہین ہے کہ تمکو دعوے خدائیکا ہو یا تم اونکے
افعال سے راضی ہوا ور اس پوچھنے سے کفار کو معلوم ہو جائیگا کہ
ملائکہ ہماری سفارش نکرین گے ملائکہ جواب دین گے کہ تو منزہ ہے
اس عیب سے کہ تیرا کوئی شریک ہوا ور اوسکی کوئی عبادت کرے
تو ہمارا خداوند و مددگار ہے ہم ہین اور ان مین دوستی نہین ہم انکی
عبادت و افعال سے راضی نہین بلکہ یہ لوگ از روئے جہالت و
گمراہی جن یعنی شیطان کی عبادت کرتے تہے - اور ان مین سے اکثر
شیطان کے اوپرا عتقاد رکہے تھے پس آج بروز حشر اون معبود
باطل کو قدرت نہین کہ اپنے عابدونکو بچائین اور ضرر دفع کرین
اور نفع پہونچائین اور ہم کہین گے اون کفار اور اون برے لوگون
کہ جہنم کے عذاب کو چکہو جس جہنم کو تم جہٹلایا کرتے تھے ٭ اِنَّ اللّٰہَ
عَالِمُ غَیۡبِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوۡرِ ٭ تحقیق خدا تمام عالم کے امور مخفیہ کو جانتا ہے اور
وہ واقف ہے دلون کے رازون سے - علاوہ اور آیتون کے صرف
اسی آیہ سے ثابت ہوا کہ جب وہ دانا ہے دلونکے خفیات و اسرار سے
بطور آشکارا تا روز قیامت پس وہ دانا ہے جمیع عیوب کا کوئی شئے

اوس سے مخفی نہین ہے موجود اور وہ معدوم جو موجود ہونے والا ہے
اوسپر سب روشن و آشکار ہے ۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ +
اے پیغمبر کہو کفار سے کہ میرا رب ہر قسم کی روزی کو کشادہ کرتا ہے
جن لوگون کے لئے اوسکی مشیت و مصلحت ہوتی ہے اور کم و بیش کرتا
ہے اپنے ارادون اور مصلحتون سے کبہی کفار کو زیادہ دیتا ہے صرف
اپنی مصلحت سے نہ اون کفار کے اس مین کچہہ کرامت ہے اور کبہی
مومن مسلم کی روزی کو تنگ کرتا ہے اپنی مصلحت سے اور بنظر
امتحان نہ اون مومنین کی مذلت و رسوائی کے وجہ سے اور بعضے
کافر بہی فقیر و مفلس ہین جیسا کہ بعض مومنین امیر و غنی ہین مگر اکثر
لوگ ان چیزونکو نہین سمجہتے ہین یا سمجہتے ہین تو پہر غافل ہو جاتے
ہین * هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ
فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا
وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۰ + وہی حق تعالے
تمکو یکے بعد دیگرے زمین پر لایا اور پیدا کیا اور پہلون کی جگہہ
تمکو قائم کیا ۔ اور تمکو بہی مثل سابقین کے نعمتین دی ہین تو حق شناسی
اور شکر خالق و اطاعت و فرمانبرداری اپنے مالک کی کرو بس جس نے

ایسا نکیا اور کفر کو اختیار کیا تو دوسرونکو اس کفر کا ضرر نہ پہونچیگا
اور نہ میرا کوئی نقصان ہے بلکہ کافر کا کفر اوسیکو ضرر پہونچاتا
ہے - اور ان کافرون کے کفر کا ثمرہ اور نتیجہ کچھہ نہین ہے
سوائے بغض و عداوت اونکی کے حق سبحانہ و تعالے سے کہ
وہی عداوت باعث دخول جہنم و سبب عذاب شدید کا ہے اور ضرر
و خسران و رسوائی اونھین کے لئے ہے اور فرماتا ہے کہ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ
اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ه کہو اے پیغمبر کفار سے کہ
سوائے خدائے برحق تم لوگون نے جنکو جنکو خدا کا شریک اپنے
اپنے اعتقادون مین سمجھا ہے آیا اپنے اپنے خدا سے شرکا کو دیکھا
ہے اور سمجھا ہے تو دیکھا دو ہمین اور ہمین سمجھا دو اور بتا دو اس
بات کو کہ اون شرکا نے کیا کیا پیدا کیا ہے آیا زمین پیدا کی یا آیا
زمین کی چیزین پیدا کی ہین یا آسمانون کو اور چیزہائے آسمان کی پیدا
کرنے مین شرکا رہین یا ہم نے کوئی ایسی کتاب اونکے لئے نازل
کی ہے کہ جس مین اون کی شراکت ظاہر ہوتی ہے تا وہ شرکا و کے

لئے اور تمہارے لئے حجت و بینہ ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ
تمہین لوگون مین سے بعض ظالم بعض ظالم کو فریب اور دہوکا
دیتے ہین - اور جھوٹ جھوٹ ایک دوسرے کو سمجھا دیتے ہین
کہ سب خدا ہمارای اور تمہاری شفاعت کرین گے خدائے برحق کے
نزدیک حالانکہ تمہین لوگون کا فریب ہے اور محض سرکشی تمہاری
ہے حالانکہ خدائے برحق ایک ہے بدون شرکت کے وہی خالق
تمام عالم و عالمیان کا ہے * اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا - وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۵ * تحقیق کہ وہی
اللہ خالق مطلق تھام رکھتا ہے آسمانون اور زمین کو کہ گرنے نہیں
دیتا اور اگر بالفرض گرین تو نہیں روکتا ہے انکو گرنے سے کوئی
مگر خدائے سبحانہ تعالے کیونکہ ممکن بالذات معلول ہے واجب
بالذات کا ممکن بالذات کے بقا کی حالت کے لئے واجب بالذات
کا ہمیشہ باقی رہنا ضرور بدیہی ہے بدرستیکہ اللہ تعالے حلیم و
بردبار و متحمل ہے کہ تمہاری ان سب جہالتون کو جانتا ہے مگر
فوری سزا نہیں دیتا اور گناہ گارون کے گناہون کو بخشنے
والا ہے اگر گناہ بخشنے کے قابل ہو -

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا
تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ + اور تمہارا رب
حقیقی اور خالق برحق پیدا کرتا ہے جو اوسکی مشیت مین اور ارادہ
مین آتا ہے اور اپنے اختیار سے بارادہ سبکو پیدا کرتا ہے سوائے
اوس کے اور کسی کو اختیار نہین ہے جنکو شریک بتاتے ہو اونکو
کسی طرحکا اختیار نہین - وہ باریتعالے پاک اور بے عیب ہے
اس سے کہ تم لوگ اوسکا کسیکو شریک قرار دیتے ہو اور حق
تعالے جانتا ہے جن چیزونکو اپنے اپنے دلون مین تم لوگ چھپاتے
ہو اور جن چیزونکو تم لوگ ظاہر کرتے ہو + وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ
إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ
وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ + وہی خدائے برحق اللہ ہے سوائے
اوسکے کوئی دوسرا خدا نہین ہے اوسیکے لئے ہمیشہ سب
طرحکی ستایش و ثنا و صفت ہے اور اوسیکا حکم سب پر ہے
وہی حاکم ہے تمہارا اور اوسیکی طرف پھر تمہاری بازگشت ہے +
قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ کہو اسے پیغمبر کہ آیا دیکھا کہ اگر تمہارے لیے
ہمیشہ رات ہوتی تو کون ہے سوائے اللہ سبحانہ کے کہ تمہارے لیے
دن کو پیدا کر دے آیا سنتے ہو یا نہیں * قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ
اللّٰہُ عَلَیْکُمُ النَّھَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ اِلٰہٌ
غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِلَیْلٍ تَسْکُنُوْنَ فِیْہِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
کہو کہ آیا دیکھا اور سمجھا تم نے کہ اگر قیامت تک ہمیشہ تمہارے
لیے دن ہی دن ہوتا تو کون ہے سوائے خدا تعالے کے کہ
تمہارے لیے رات پیدا کرے تا اوس رات مین تم آرام کرو آیا
تم دیکھتے نہین * وَمِنْ رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَ
النَّھَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ
تَشْکُرُوْنَ ۝ اور اوسی کی مہربانی سے ہے کہ تمہارے
لئے رات کے بعد دن دن کے بعد رات کر دیتا ہے تا تم
گھبراو نہین اور دن اور رات مین اپنے اپنے کام سون کر اور
آرام و آسایش کو عمل مین لاؤ اور تا کہ اوس کی مہربانی کے
خواہان رہو اور شاید تم لوگ اوسکی شکر گذاری کرو کہ دن سے
رات رات سے دن کر دیتا ہی ایک بڑی نعمت ہے تمہارے
لئے * وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَکَآءِ

يَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ اور جس دن لوگون کو خدا پکارے گا تو کہیگا کہ کہان ہین ہمارے شریک سب کہ جنکی شرکت کا تم سب زعم کرتے تھے ۔ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور اعتبار کرین گے ہم اور انتخاب کرین گے ہر امت سے ایک گواہ یعنی اون کے پیغمبرون کو گواہ بناینگے اونکے افعال اور کردار پر پس کہین گے ہم اہل کفر سے تم لوگ اپنے دعوے پر دلیل لاؤ اور اپنے کفر و شرک کی حقیت ثابت کرو تب یہ کفار جانین گے کہ اللہ تعالے ہی حق پر ہے یعنی وہی خدا لئے برحق ہے اور ہم لوگ حق پر نہین ہین اور جو جو افترا کئے ہین وہ سب زائل ہوجاینگے وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اور اللہ تعالے کے ساتھ دوسرے کو خدا نہ بناؤ کوئی اِلٰہ نہین ہے سوائے معبود برحق کے کہ وہ ایک ہے ہر شئے ہلاک اور فنا ہوگی سوائے ذات باریتعالے کے اوسی کے لئے حکومت ہے اور اوسی کیطرف سب کی بازگشت ہے ۔ وَمَنْ

جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

اور جو شخص جہاد کرے اور رہوے اور حرص نفسانی کو باز رکھے کہ یہ جہاد اکبر ہے تو وہ اپنے ہی لئے یہ جہاد کرتا ہے کہ اسکا ثواب اوسیکو ہوگا اس مین میرا کوئی فائدہ نہین ہے تحقیق کہ اللہ تعالے بے پروا ہے تمام عالم سے کسیکی اوسکو احتیاج نہین ہے * اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥ جن لوگون نے ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کیا - ہرگز اللہ تعالے کو اسکا کچھہ بہی ضرر نہین ہے بلکہ اونہین کے لئے سخت عذاب رنج دہندہ ہے * وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ٥ * اور اللہ ہی کے لئے تمام عالم ملک ہے - اور اللہ ہر ہر عمل کو تمہارے جانتا ہے اوس سے کوئی چیز مخفی نہین ہے * لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ٥ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ٥ تحقیق کہ حق تعالے واقف ہے اس سے بہی کہ جنہون نے کہا اللہ ہی محتاج ہے اور ہم سب غیر محتاج

انبیا رہین پس اون کے اس کلام کو بھی اور اون کے اس فعل کو
کہ اپنے پیغمبرون کو قتل کیا ہے بے قصور ہم لکھہ لیتے ہین یاد کے
کے لئے یعنی فرشتون کو حکم کرینگے کہ لکھین اون کے نامۂ اعمال مین
اور ہم کہین گے کہ اب جہنم کے عذاب کو چکھو یہ اوسکا صلہ ہے جسکو تم
عمل مین لائے تھے اور اپنے اپنے نفسون پر تم نے ظلم کیا تھا اور اللہ
بندون پر ظالم نہین ہے انصاف کرنے والا ابڑا مہربان ہے ٭ اَلَّذِیۡنَ
قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیۡنَاۤ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ حَتّٰی یَاۡتِیَنَا بِقُرۡبَانٍ
تَاۡکُلُہُ النَّارُ قُلۡ قَدۡ جَآءَکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِیۡ بِالۡبَیِّنٰتِ
وَ بِالَّذِیۡ قُلۡتُمۡ فَلِمَ قَتَلۡتُمُوۡہُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ فَاِنۡ
کَذَّبُوۡکَ فَقَدۡ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ جَآءُوۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ
وَ الۡکِتٰبِ الۡمُنِیۡرِ ۞ اور اللہ نے سنا اون لوگون کے کلام
کو بھی کہ جنہون نے کہا ہے کہ بتحقیق خدا نے ہمارے واسطے وعدہ و
عہد کیا یعنے توریت مین حکم دیدیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائین گے پیغمبر پر
اور اوسکی تصدیق نکرین سے تا انیکہ خاص وہی معجزہ نہ دیکھلائین کہ
آسمان سے آگ نازل ہو اور قربانی کو جلائے جیسا کہ بنی اسرائیل
مین قربانیکا یہی دستور رہتا اوسکا ذکر مفصلاً دوسری کتابونمین
موجود ہے ۔ کہو اے پیغمبر کہ بتحقیق مجھ سے پیشتر پیغمبر

تم پر نازل ہوئے اور اس معجزہ کو بھی دیکھلایا پھر اون پیغمبرون کو
یعنی حضرت زکریاؑ کو اور اون کے بیٹے حضرت یحییٰؑ کو اور حضرت
عیسیٰ کو کیون قتل کرڈالا اگر تم راست گو ہو تو اس معجزے کو دیکھہ
کے اون پر ایمان کیون نہ لائے پس اے پیغمبر اگر تمہاری تکذیب
اونہون نے کی تو ملول مت ہو کیونکہ تمہارے پہلے بہی پیغمبر
جھٹلائے گئے ہین حالانکہ لائے وہ دلیل روشن اور معجزہ واضح
اور کتابین لائے ہماری طرف سے اور احکام خدائی اور امر ونواہی و
نصائح و مواعظ میری طرف سے لائے تھے مثل انجیل و توریت کے
اس کا رنج نکرو اسواسطے کہ یہ یہودی وہ ہین کہ پہلے پیغمبرون کے
معجزے دیکھکر اونکو قتل کرتے تھے اگر تو اونکو قربانی کا معجزہ
بہی دیکھلائیگا تو پھر بہی وہ ایمان نہ لائینگے تو اونکو ہمارے
سپرد کروے کہ اون کو ہم سزا دینے والے ہین * وَلِلّٰهِ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِنَّ فِيْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ
لِّاُولِي الْاَلْبَابِ اور تمام آسمان اور زمین کی یعنی تمام عالم کی
بادشاہی خدا ہی کے واسطے ہے اور خدا ہر شئے پر قادر ہے تمام
عالم کے انواع و اقسام کی چیزون کے پیدا کرنے مین اور دن رات کے

بار بار اختلاف مین البتہ حق سبحانہ کے وجود توحید پر نشانیان ہین
واسطے اون کے جو صاف عقل رکھتے ہین اور آلودگی جہل و وہم و
شیطنت سے جنکی عقل صاف و پاک ہے اور عقلمند آدمی ہین اور
ہر ایک اون مین سے ایک لایق شخص ہے +
اور ازین قبیل بہت سی آئتین صریح ہین اس پر کہ وہ معبود برحق
ہے اور اوس کا کوئی شریک نہین اور رسایل مین جو جو صفات
اوسکے شمار کئے گئے ہین وہ سب آیات قرانی سے ثابت ہین زیادہ
طول دینا نقل آیات مین بے ضرورت ہے کیونکہ سمجھنے والے کے
نزدیک بیان کافی ہے اور جنکے دلون پر مہر ہوئی ہے اور ایمان
لانا نہین چاہتے باوجود اُس کے کہ اپنے اپنے دلون مین سمجھتے بہی اور
کبہی کبہی منفعل بہی ہوتے ہین - اور پہر کفر و شرک و شرارت پر
آمادہ ہین اون کو ہدایت بیکار ہے وہ لوگ جان بوجہ کے جہنم کو
اختیار کرتے ہین جن جن دلائل و براہین سے وہ دوسرون کو قائل
کرتے ہین اونہین چیزون کو دوسرون سے نہین سنتے اور نہین سمجھتے
حالانکہ اونہین کی دلیلون سے اثبات وجود حق تعالے اور توحید
کا اثبات اور نبوت کا اثبات مگر مقصود چونکہ ہدایت ہے اس
لئے کچھ اور دلائل نقلیہ لکھے دیتا ہون کہ شائد اثر کرین +

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ
وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - رَبَّنَا
مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ -

وہی عقلمند آدمی ہین کہ جو یاد کرتے ہین ہر حال مین اپنے رب کو کھڑے
اور بیٹھے اور کروٹ لیتے ہوئے یعنی کسی حال مین خدا کو فراموش
نہین کرتے ہین - اور حدیث مین ہے کہ جو کوئی چاہے کہ بہشت
کے باغون مین سیر کرے وہ ہر حال مین اللہ کی یاد کرے
اور ذکر خدا کرے - اور وہی عقلمند لوگ ہین کہ جو فکر و تامل کرتے
ہین تمام مخلوقات مین نظر
و ملاحظہ کرتے ہین اور صنائع و بدائع پیدا لواع مخلوقات کے غور و
نظر رکھتے ہین کہ جس سے قدرت کاملۂ خالق عالم پر یقین لاتے ہین
اور ان چیزون سے دلائل لاتے ہین وجود خالق مطلق پر اور
کمال تضرع سے کہتے ہین اے میرے پروردگار تونے ان مخلوقات
کو عبث و بدون حکمت کے پیدا نہین کیا ہے بلکہ سب فائدون سے
ایک یہ فائدہ بھی بہت بڑا ہے کہ ان سب کے ظہور سے تیرا وجود
اور تیری قدرت معلوم ہوتی ہے پاک و بری ہے تو سب عیبون
سے ہر نقصان سے پس ہمکو عذاب جہنم سے نگاہ رکھ کہ ہم قصوروار

ہین کہ ایسی خالق حکیم کی اطاعت و معرفت مین اور اوسکی بندگی
و شکر گذاری مین کمی کرتے ہین ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ
وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی
اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۵ وَهُوَ
اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ
وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیَاتِ رَبِّهِمْ اِلَّا
کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۵ ۔ سب صفات حمیدہ اوسی
خداے برحق خالقِ عالم کے لئے ہے کہ تمام عالم کو پیدا کیا اور
دن اور رات کو بنایا اور اندھیرا اور روشنی پیدا کی اور
اون لوگون کا اعتقاد باطل ہے جو کہتے ہین کہ نور کا بنانے والا
تو خدا ہے مگر تاریکی کا پیدا کرنے والا شیطان ہے یعنی مجوسی
لوگ ایسا اعتقاد باطل رکھتے ہین حالانکہ خداے تعالے نے
ان سب چیزونکو بندون کے لئے پیدا کیا ہے اور کافر ہین وہ
لوگ جو ان سب نعمتون پر شکر نہین کرتے اور اوسکی معرفت
حاصل نہین کرتے اور ایسے خالق برحق سے عدول و روگردانی کرکے
دوسرے مخلوق کو خدا جانتے ہین یا اوسکا شریک کرتے ہین

اور یا ایسا کہتے ہین کہ یہ سب بدون کسی خالق کے خود بخود ہو
گئے ہین وہ بھی باطل ہے یا صورت سنگی یعنی بت جو اپنے ہاتھوں
سے بنائے ہین اوس پتھر کو ان سب کا خالق جانتے اگر انکا
بنایا ہوا بت خالق ہے ان سب کا تو خود ہی آسمان وزمین
ورات ودن وغیرہ کو کیون نہین بنا لیتے اگر کچھ قدرت رکھتے
ہین یہ سب اعتقاد باطل ہے بلکہ وہی خالق برحق قادر مطلق نے
تم سب کو پیدا کیا مٹی سے یعنی تمہارے باپ حضرت آدم
کو اور معین کیا تم سب کے لئے موت کو اور بھی ایسی موت کو کہ
جو تمہاری کردار سے خدا ئے تعالے تمہاری موت کی مدت گھٹتا
بڑھاتا ہے مثلاً قطع رحم اور زنا اور مردم کشی وغیرہ سے تمہارے
موت جلد آتی ہے اور صدقہ دینے سے اور صلۂ رحم اور
پرہیزگاری وغیرہ سے تمہاری موت کی مدت دیر مین آتی ہے
پھر تم شک کرتے ہو قیامت کے آنے مین حالانکہ جب تم
کچھ نہ تھے تو ایسی لاشئے کو پیدا کر دیا خدا نے تو پھر دوبارہ
قیامت کے دن تمکو موجود کر دینا آسان ہے اس آسان
چیز کے تم کیون منکر ہوا ور وہی معبود مطلق ہے ہر جگہہ
کوئی جگہہ اوس کے وجود سے خالی نہین ہے اور تمہارے ظاہر

و باطن کو خوب جانتا ہے اور جانتا ہے تمہاری نیکی اور بدی کو
ایسی حالت مین تمہاری حالت ایسی ہے کہ جو معجزہ یا پیغمبر
یا تمہارے پاس آتے ہین تو اوس سے منہ پھیر لیتے ہو اور جس
مخلوق کو ہمارے دیکھتے ہو تو اوس سے اوس کے خالق کے
سمجھنے سے روگردانی کرتے ہو ان علامات سے میری شناخت
نہین کرتے ہو * کَلَهٗ مَا سَکَنَ فِی اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَهُوَ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ٥ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرَ
السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ٥ قُلْ
اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥ * اوسی پروردگار کے ملک مین اوسی
کے قبضہ مین اوسی کا پیدا کیا ہوا تمام زمانہ اور اہل زمانہ
ہین اور سب جانتا ہے اور سننے کی چیزون سے بھی وہ پورا
واقف ہے ۔
کہو اے پیغمبر کہ کیا مین اختیار کرون خدا کے سوا کو یعنی ایسا
نہوگا کہ دوسرے کو اپنا دوست یا مالک بناون بلکہ دوست
اور مولے میرا وہی ہے جو پیدا کرنیوالا ہے سارے عالم کا ہے
اور وہ روزی دیتا ہے سبکو اور اوسکو کوئی روزی دینے والا

نہین ہے سب اوس کے محتاج ہین وہ کسیکا محتاج نہین ہے غنی بمطلق
ہے - کہو اے پیغمبر کہ مین حکم کیا گیا ہون کہ تم سب سے پہلے مین مسلم ہون
اور مین حکم کیا گیا ہون اسطور پر کہ اے پیغمبر تو مشرک ہرگز ہو نا مشرکین
سے اسپنے کو نہ بنانا - اور اسی آیت کے بعد یہ آیت ہے کہ اس
سے بہی توحید اور عدم شریک خدا ثابت ہے * قُلْ اِنِّىٓ اَخَافُ
اِنْ عَصَيْتُ رَبِّى عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ وَاِنْ يَمْسَسْكَ
اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَمْسَسْكَ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ٥ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ - قُلْ اَىُّ شَىْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً
قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ٥ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ
اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِىْ
بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ * کہو اے پیغمبر کہ مین اپنے پروردگار سے
ڈرتا ہون قیامت کے عذاب سے

ایسا عذاب کہ جس شخص سے وہ باز رکھا جاتا ہے تو صرف اوسی پروردگار
کی رحمت ہی سے باز رکھا جاتا ہے وہی مہربانی کرتا ہے اور
اوسکی رحمت رستگاری ہے اور مراد کو پہونچنا ظاہر ہے اور فرمایا
اوس پروردگار ہمارے نے کہ اگر تجکو کوئی ضرر مثل بیماری اور فقر
وغیرہ کے ہو تو تجہسے اوسکا دور کرنے والا کوئی نہین ہے بجز اوس
پروردگار کے اور اگر تجکو کوئی بہتری مانند صحت اور مالداری
وغیرہ کے ہو تو وہی ہر چیز پر قدرت رکہنے والا ہے اور وہ سب پر
غالب ہے اور بندے سب اوس کے مغلوب و عاجز ہین اور وہ
پروردگار دانشمند و حکیم ہے اپنی حکمت و مصلحت سے جسکو چاہے
فقیر یا تونگر یا صحیح یا بیمار کرتا ہے اور وہ خبر رکھتا ہے بندون کے
سب احوال سے ٭

اور جب عرب کے بیوقوفون نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ
علیہ و آلہ سے کہا کہ ہمکو کوئی دکھلائی نہین دیتا جو
تمہاری تصدیق کرے اور سمجھے کہ تم خدا کی طرف سے پیغمبر ہو اور
یہود اور نصرانیون کے علماء سے ہم پوچھ چکے ہین کہ آیا تمہاری
کتابون مین کہین کچھ اس کی خبر ہے کہ ایک پیغمبر آخر مین ان
ان اوصاف کا ہوگا اون سبہون نے محض انکار کیا ہے کہ کہین

کچھ ذکر نہین ہے - تو اب تم ایسا شخص بتاؤ کہ ہماری حقیت
اور تمہاری کتاب کی حقیت پر گواہی دے تو حق تعالے نے یہ
آیت نازل کی ✽ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً الخ -
یعنی کہو اے پیغمبر کہ کون شئے گواہی دینے مین زیادہ سچی ہے
تو وہ لوگ جواب ندینگے تو تم کہو کہ ہمارے تمہارے درمیان
مین وہی معبود برحق گواہ ہے اوس سے بڑہ کے کسکی گواہی
زیادہ معتبر ہوگی اور جیسا کہ ہماری حقیت پر اور تمہارے
دعوے پر خدا گواہ بزرگ ہے ویسا ہی یہ قرآن بھی گواہ ہے
کہ یہ قرآن وحی کیا گیا ہے مجپر تا کہ تمکو اس سے ڈرائین اور
نصیحت کرین اور اون لوگون کو بھی جو تمہارے بعد آئینگے
تا روز قیامت اور اون لوگون کو جو یہان تک مین موجود نہینا
ہین یعنی تمام دنیا کے لوگون کو کہ جنکے پاس یہ قرآن یا ایک آیت
بھی پہونچے -
آیا تم سب گواہی دیتے ہو اسبات پر کہ اللہ کے ساتھ آیت
سے اللہ شریک ہین یعنی تمہارے بت مثلاً کہو اے پیغمبر کہ
مین ایسی گواہی نہین دیتا ہون بلکہ کہو کہ مین گواہی دیتا ہون
اس پر کہ بجز اللہ تعالے واحد کے اور کوئی اللہ نہین ہے اور

کوئی اللہ نہین ہے اور نہ اوسکا کوئی شریک ہے اور مین بیزار ہون اوس سے کہ تم سب شریک لاتے ہو بت کو یا اور کسیکو اوسکا شریک بناتے ہو تو اہل کتاب کہوا اور یہود اور نصرانیون سے یون کہو کہ خدا فرماتا ہے کہ انجیل و توریت اون اہل کتاب کے پاس ہم نے بہیجا ہے اون کتابون سے رسول خدا خاتم الانبیاء کے سب اوصاف سے وہ لوگ واقف ہین اس طور پر جیسا کہ وہ لوگ اپنے بیٹون کو بہت سے لڑکون مین پہچان لیتے ہین یعنی ایسا پہچانتے ہین کہ اونکو ذرہ شک نہین رہتا وہ لوگ باوجود شناخت کے انکار کر جاتے ہین پیغمبر کو تو اپنے نفسون کو رسوا اور ذلیل کیا ہے اور خود اونہون نے اپنے پر ظلم کیا پس ایسے لوگ ایمان نہ لاینگے ؞

اور دوسری جگہہ قران مین یون فرمایا ہے

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۰ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

کفارۂ ہ + اور دوسرے مقام پر اپنی الوہیت کی حقیت کو یون
فرماتا ہے کہ خدائے برحق وہ ہے جس نے تمام آسمانون اور زمین کو
پیدا کیا اور آسمان سے بارش نازل کی وہ بارش کہ جس سے تمام
زراعت و باغات و ثمرات وغیرہ ذلک کو پیدا کیا تا تمہارے
لئے اوس سے روزی ہو اور کشتیون کو تمہارے لئے رام کیا تا
دریاؤن مین تمہارے کار و بار جاری ہون اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین آنا جانا
آسان ہو اوس نے اپنے حکم سے ان سب کو پیدا کیا اور آفتاب و
ماہتاب کو داب و عادت پر قرار دیا تمہارے لئے تا دن رات کی
اور روشنی اور اون کے حرکات سے تمہارے لئے فوائد حاصل
ہون اور دن رات کو مسخر کیا اور رام کیا تمہارے لئے اور اسکے
منافع کو تمہارے لئے قرار دیا اور تم نے جو مانگا سو دیا اوس پروردگا
نے بحسب مصلحت و حکمت اپنی اور اگر چاہو کہ ان نعمتون کو شمار
کرو تو شمار نہ کر سکوگے کیونکہ نعمتین خدا کی بے انتہا ہین بتحقیق
آدمی ستمگار ہین اپنے اور سخت ناسپاس ہین کہ کسی نعمت کو خیال
مین نہین لاتے اور اون کے ذریعے سے منعم کو پہچانتے + وَلَوْ شَآءَ
رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ
مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ

كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ اور اگر خدا چاہتا تو سبکو ایک ہی دین و ملت پر بجبر و قہر بنا دیتا مگر شرط تکلیف کے خلاف ہے کیونکہ تکلیف مین اختیار مکلف شرط ہے اور تمہارا امتحان نہوتا اور حق و باطل مین اور استحقاق و عدم استحقاق اور کفر و اسلام اور خدا پرستی اور عدم خدا پرستی مین تمکو کچھہ فرق معلوم نہوتا اور تم ہمیشہ رہوگے مختلف مذہبون مین مگر جسپر خدا رحم کرے اور یہ سب اسی امتحان اور اختیار کیلئے خدا نے اونکو پیدا کیا تا ثواب دیوے اطاعت کرنے والے کو اور عقاب گناہگار کو اور اب پورا ہوا تیرے رب کا وعدہ کہ جہنم کو ہم بہر دینگے جنات اور آدمیون سے

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ تعالے ہی کے لئے ہے تمام عالم کے امور مخفی کا جاننا اور سوائے اوس کے کوئی غیب کی بات نہین جانتا اور آیندہ کی بات نہین جانتا مگر جسقدر پیغمبر و امام کو خدا نے بتایا تو اوسقدر وہ بھی جانتے ہین اور کل شئے کی بازگشت اوسی مالک حقیقی کی طرف ہے نہ غیر کیطرف پس

اے پیغمبر تو اوسی خالقِ عالم غیب دان کی پرستش کر اور اپنے
سب کاموں کو اوسپر سونپ دے اور سب امید ونکو اوسیکی ذات پاک پر چھوڑ دے
اور تیرا رب غافل نہین ہے سب کے اعمال ذرہ ذرہ سے واقف
ہے کوئی شئے اوس سے مخفی نہین ہے ÷ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ÷ یہ قرآن اور یا جو نصائح اس
سورۂ ابراہیم مین ہین وہ کفایت کرتے ہین لوگون کو تا
اس سے اونکو نصیحت پہونچائے اور چاہیئے کہ نصیحت دئے جائین
اور ڈرائے جائین اس قرآن سے اور چاہیئے کہ جانین یہ کہ
اللہ ایک ہے اور چاہیئے کہ نصیحت قبول کرین صاحبان عقل و
ہوش اور منہیات سے باز رہین اور اوس کے حکم کو عمل مین لائین
کہ کتاب کے بھیجنے کے بھی بہت فائدہ ہین عبث نہین بھیجی ہے
اور خدا کا ثبوت اور اوس کی توحید اور اوس کے صفات کمال
کا ثبوت صرف وجود قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے کیونکہ
کلام بے متکلم کے نہین پایا جاتا اور بے مثل کلام کے وجود سے
متکلم بے مثل کا وجود سمجھا جاتا ہے اور کلام اللہ کا بے مثل
ہونا ظاہر ہے اور خود قرآن مین بھی بعضی آیتین ہین کہ جس سے

سمجھا جاتا ہے کہ کلام بشر کا نہین ہے بشر ایسے کلام سے عاجز ہین
چنانچہ ایک یہ آیت اس مضمون کی ہے - قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۵ ؞
کہواے پیغمبر کہ اگر تمام انسان وجنات جمع ہون اور اتفاق
کرلین اس امر پر یہ کہ اس قرآن کے مثل دوسری کتاب بنا ئین
تو نلاسکین گے مثل قرآن کے اگرچہ کتنا ہی کوشش کرین اور
ایک دوسرے کی کمک کرین مگر ہرگز نہین ہو سکتا - کہ قرآن یا
قرآن کے کچھہ اجزا بنا سکین دلیل بھی اور کلام خدائی کی پہچان
کیسی واضح ہے مگر اسپر بھی پہچاننے سے انکار کرجاتے ہین اگرچہ
اپنے اپنے دلون مین خوب پہچانتے ہین ؞ قُلِ ادْعُوا
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ
شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْ
بِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ
قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ

وَاِنَّا وَاِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ قُلْ لَّا
تُسْئَلُوْنَ عَمَّا اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ قُلْ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ
قُلْ اَرُوْنِىَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا بَلْ
هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ
لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ٥
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِىْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ
مكر الليل وَالنهار اذ تامروننا ان نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ
نَجْعَلَ لَهٗ اندادا وَاسروا الندامة لما راو العذ
وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِىْ اعناق الذين كفروا هل يجزون
الا ما كانوا يعملون ٥ ÷ يعنى جن لوگوں نے اپنے

زعم مین غیر خدا کو خدا قرار دیا ہے اون سے کہو ای پیغمبر کہ
تمہارے وہ سب خدا مالک ایک ذرہ کے بہی نہین زمین تمام
دنیا مین اور ملائکہ اور بت یا اور کوئی جسکو خدا کہتے ہو غیر خدا
تعالے کو اونکو خدا ے تعالے کے ساتھہ کچھہ بہی شراکت نہین
ہے اور نہ اون خداوندون کا کوئی مددگار ہے اور نہ وہ سب
خدا کچھہ اختیار رکھتے ہین اونکو جو شفیع سمجھے پاس قرار دو گے
تو اونکی شفاعت کچھہ تمکو فائدہ ندیگی مگر شفاعت اور سفارش
اوسکی فائدہ دیگی جسکو ہم اجازت دینگے یعنی پیغمبر آخر الزمان کو سفارش
کرنے کی اجازت ہے اور بعض موقعون انبیا اور ائمہ اور ملائکہ اور
دیگر صلحا کو اور بروز قیامت شفاعت کرنے والے اور وہ سب
جنکی شفاعت ہوگی منتظر رہینگے اور ترس و فزع مین گذارینگے اس
خیال سے کہ مبادا شفاعت قبول نہو تا آنکہ فزع اور ترس دلون سے
اونکے زائل ہو اور اجازت سفارش کی ہو تو بعض بعض سے کہینگے
کہ پروردگار نے کیا حکم دیا تو کہینگے کہ حکم اوسکا حق ہے یعنی مومنین
کے حقمین سفارش کی اجازت ہے اور غیر مسلمین کے حق مین اجازت
نہین ہے اور خدا ے تعالے بزرگ اور برتر ہے ایسے
کہ انبیا اور ملائکہ بے اوسکے اذن کے جرأت سفارش

کی کرین اور اسکے اور معنی ہین مگر طول دینا مقصود نہین ہے
اور کہو اے پیغمبر مشرکون سے از روے تنبیہ کے بطلان شرک
ہین کہ کون روزی دیتا ہے آسمان سے یعنی بارش کہ خود سبب
روزی ہے اور سبب روزی کا اور رحمتونکا نازل کرنا اور زمین
سے اور یہ ظاہر ہے پہر تم خود ہی اونکو جواب دو کہ اللہ تعالے
روزی دیتا ہے اور یہ کہو اون سے کہ تحقیق کہ ہم خداے برحق کو
روزی دینے والا اعتقاد کرتے ہین اور تم کہ خداے باطل کو اور
بت کو یا اور کسی ذی روح کو روزی دینے والا کہتے ہو نہین سے
کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی ظاہر پر آیا ہم ہین یا تم یعنی
ہم ہدایت پر ہین اور تم ایسون کو روزی دینے والا بتاتے ہو کہ
وہ خود ہر چیز مین محتاج ہین پس ضلالت پر ہو تو کہو ان مشرکون
سے کہ ہم مومنین جو جرم کرتے ہین یعنی فروعات مین اور تم جو عمل
کرتے ہو یعنی کفر و شرک و دیگر عملیات اصول و فروع مین اوسکا
سوال ہر شخص سے بہ نسبت اوسی شخص کے عمل کے ہوگا ہمارے
جرم کا سوال تم سے نہین ہوگا اور تمہارے جرم کا سوال
ہم مومنین سے نہوگا اپنی اپنی تکلیفون کے آپ مکلف ہین یعنی
اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو اسکا سوال اور عذاب تم سے تعلق

رکھتا ہے اس مین دوسرو نکا کیا مگر تا ہی جاہو ایمان لاؤ و جاہو تو جہنم کو اختیار
کرو ہر شخص کو اپنے استحقاق پیدا کرنے مین اختیار حاصل
ہے اور جب وہ ایمان نہ لائے تو حکم پروردگار ہوا کہ اے پیغمبر
کہو کہ پروردگار عالم ہمکو اور تم کو بروز قیامت اکٹھا کرے گا تو
حکم لعدالت کریگا کہ باطل کو سزائے عذاب اور حق کو جزائے
نعمات دیگا اور وہی بڑا حکم کرنے والا ہے اور قاضی برحق ہے
اور دانا کیفیت حکم سے ہے اور کہو ان سے کہ دیکھاؤ ہمین
ان کو کہ جنکو تم نے خدا کا شرکا بنایا ہے تا ان شرکا کے
صفات ہم دیکھین کہ استحقاق الوہیت ان مین ہے یا نہین بلکہ
ایسا ہرگز نہین کہ بتون کو یا اور کسی مخلوق محتاج کو استحقاق الوہیت
اور مستحق عبادت اور مستحق شرکت بخدائے تعالے ہو پس وہی
خدا یتعالے غالب ہے سب بتون وغیرہ پر لیس وہی موصوف
بالوہیت ہے اور سب کا خالق اور وہی دانا اور حکیم ہے۔ اور
اور بہ سبیل عموم بثبوت نبوت حضرت کے لئے خدا فرماتا ہے
اور نہین بھیجا ہم نے تمکو مگر برسالت عام یعنے سب کا
پیغمبر تمکو بنایا تمام عالم کے لئے چہ ہند اور چہ امریکہ و حبش
و فرنگ و چہ عرب وغیرہ سب پر نا سب کو ہدایت کرو اور نعمہای

آلہی سے خوش خبری دو مومنین کو اور عذاب آلہی سے ڈراو گناہ گارونکو
اور کفار کو مگر اکثر اشخاص واقف نہیں ہین ان چیزونسے اور اکثر
لوگ باوجود ہدایت صریح کے اپنی جہالت سے باز نہین آتے
ہین اور پوچھتے ہین کہ کب یہ وعدہ و وعید اور روز آخرت آئیگا ہمکو
بتاؤ اگر تم سچے ہو تو جواب اونکو دو کہ وعدہ کا روز وہ اور ہے کہ
ضرور اپنے وقت معین پر آئیگا اوس وقت سے پہر نہ ٹلیگا گہڑی
قبل نہ ایک گہڑی بعد یا روز وفات کہ موت معین ہی مقدم و موخر
نہوتے ہے یعنی تم قادر نہوگے اسپر کہ موت یا روز قیامت کو کچہہ پہلے
لاؤ یا کچہہ بعد تم بالکل بے اختیار ہو اس بارہ مین پس جب کفار نے
بعضے اون نصرانیون سے پوچہا کہ جو ایمان لائے تھے کہ تم لوگ
بتاؤ کہ تمہاری کتاب مین کیا ہے اور کیونکر ہے تو اونہون نے اور
یہودیون نے کہا کہ ہمارے کتاب انجیل اور توریت مین مذکور ہے کہ
پیغمبر آخر الزمان اس نام کے اور ان اوصاف کے ہونگے تو ان
کفار نے غضب مین آکے کہا کہ ہم تمہاری کتابون پر بہی ایمان نہین
لاتے اور کہا کہ قرآن پر بہی ایمان نہین لاتے اور نہ اون کتابون پر
جو پہلے آئی ہین پس اون کفار کے عاقبت امور اور اونکے حال
سے خدا خبر دیتا ہے کہ اگر تم اے پیغمبر دیکھو گے اون مشرکون کو

جب کہ کہڑے رہینگے اپنے پروردگار حقیقی کے پاس بوقت محاسبہ
تو ہر آئینہ دیکہوگے اونکو پر ہول وصعوبت زدہ کہ اوس پریشانی
مین بعضے مشرکان رجوع کرین گے بعضے مشرکون کی طرف کہ ایک
دوسرے کی رد کرین گے اور ایک دوسرے کو الزام دین گے پس
وہ مشرکان کہ تابع دوسرے مشرکون کے ہین اون سے کہین گے
اگر تم ہمکو گمراہ نکرتے اور ہم تمہارے کہنے پر نہ چلتے تو ہم مومنین سے
ہوتے اور آج یہ سختیان ہمکو پیش نہ آتین تو دوسرے مشرک
لوگ اونکو جواب دینگے کہ آیا ہم نے تمکو ایمان وہدایت سے باز
رکھا ہے بلکہ تم لوگ خود گنہگار ہوا اور تم نے خود ہی ہدایت پر
ضلالت کو اختیار کیا ہے یعنی رؤسائے مشرکان انکار کرجائینگے
کہ ہمارا قصور نہین تم نے اپنے کو خود ہی گمراہ بنایا اور اپنے
نفسون پر ظلم کیا تو تابع مشرکان کہین گے کہ ایسا نہین ہے کہ ہم
اپنے اختیار سے مشرک ہوئے ہین بلکہ تمہارے ہی رات دن کے
مکر نے ہم پر اثر کیا اور تم برابر ہمکو اغوا کیا کرتے تھے کہ خدا تعالی
کا شریک بنائین اور اوس پشیمانی کے وقت اپنی اپنی پشیمانیکو
پہلے چھپائین گے جب عذاب دیکہینگے اور اپنے اعمال کی جزا
ہوئے جائین گے تو روسوقت اونکو پہر کوئی چارہ نہین بجز عذاب

کے اور فرمایا خدائے تعالے نے کہ ۞ — وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ
اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ
عِنْدَنَا زُلْفٰىٓ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا ۝ اور کفار نے کہا کہ ہم
لوگونکو مال دنیا زیادہ اور اولاد زیادہ ہین لیس ہماری مالداری
اور کثرت جمعیت مانع ہے عذاب کی کہ یہ سب ہمارے مددگار
ہین یعنی امیر آدمی کو اور قبیلہ والونکو کون عذاب دے سکتا ہے
یا یہ کہ جب ہمکو خدانے مال وجمعیت و اولاد بہت دیا ہے تو ہم
لوگ مشرف و مکرم ہین خدا کے نزدیک کیونکر ہو سکتا ہے کہ
آخرت مین خدا ہمکو عذاب دیوے کیونکہ اگر اوسکے نزدیک محترم
اور ممتاز نہوتے تو کیون نعمتون سے دنیا مین سرفراز کرتا اور
یہ نہ سمجھا کہ مال دنیا اور نعمتہائے دنیا صرف انکو استحقاق کے
سبب سے عطا نہین ہوئے ہین بلکہ دیتا تاکہ بعد پانے اونکے
شکر گذاری اور منعم شناسی کرتے ہین یا نہین اگر امتحان مین
نہ ٹھہرے تو پھر نعمتہائے دنیا اون کے لئے بس ہے اور جب

فقدان نعمت اخروی ہے خداکے مصالح ہین کسیکا امتحان بفقر اور کسیکا امتحان بہ تونگری کسیکا کسیطور پر کسیکا امتحان کسی اور طرح پر کرتا ہے پس اس مال دنیاکے سبب سے مغرور اور خدا فراموش ہونا بدترین معصیت ہے اور مال اور کثرت جمعیت سے خدا ڈرتا نہین ہے کہ اونکو عذاب ندے پس اونکی رد مین خدانے فرمایا ہے کہ اے پیغمبر کہو جواب مین کہ یہ رزق بہی اوسیکا دیا ہوا ہے اوس نے اپنی مصلحت و حکمت سے ہر شخص کو کم و بیش دیا اپنے فضل وکرم سے نہ بسبب استحقاق بندون کے مگر کثر لوگ ان باتون کو اپنے سے بہلا دیتے ہین اون کی اولاد کیا ہے اور اونکا مال کیا چیز ہے اونکی لنعمت ہماری طرف مقرب کرنے کا سبب نہین ہے ہان بندہ مقرب خداکا ہوتا ہے محض ایمان اور عمل صالح کے سبب سے پس اون لوگون کے لئے بہت عذاب ہے ایسے عمل کے بدلے * أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝

آیا تم نے معلوم کر لیا کہ ہم نے تمکو عبث و بیکار پیدا کیا دنیا مین تمکو کچھ
کام نہین ہے اور جب تم دنیا مین بیفائدہ گئے تو اب یہ بھی تم نے
سمجھ لیا کہ پہر میریطرف تمہارا آنا ہوگا یا ہمیشہ دنیا ہی مین رہوگے
یا دنیا سے کسی دوسرے خداکیطرف جاؤگے حالانکہ ایسا نہین ہے
نہ ہم نے تمکو بیفائدہ مخلوق کیا اور نہ تم اب ہمیشہ دنیا ہی مین
رہوگے اور نہ ایسا ہے کہ کسی دوسرے خداکے پاس جاؤگے کیونکہ
نہ میرا کام عبث ہوتا ہے اور نہ تم قدیم ہو کہ ہمیشہ دنیا مین رہو
تا اینکہ تعدد قدما سے میرا شریک کوئی ٹھہرے اور نہ میرا کوئی
شریک ہے اور نہ دوسرا کوئی خدا ہے اس لئے کہ خدا بزرگ و
برتر حکیم ہے اور بادشاہ برحق ہے نہین ہے کوئی خدا مگر وہی پروردگار
عرش بزرگ کا اور جو چاہے کہ خدائے برحق کے ساتھ دوسرے
کو خدا کہے تو اوس کے لئے اس بات پر کوئی دلیل و حجت
نہین محض قول لسانی بے سروپا ہے پس ایسے شخص کا حساب اور اوسکی
سزا خدائے برحق کے پاس ہے کہ اوس کے قول کی مزدوری
دیگا اور بتحقیق کہ شان یہ ہے کہ کافرین رستگار نہین ہین امن
امان مین نہین او نہین نجات نہین ہے عذاب آخرت سے اور اپنے
اعمال سے ناواقف ہے * قُلْ رَّبِّیْ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی

وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ ÷ کہو کہ میرا پروردگار بڑا
جاننے والا ہے اچھے کاموں کو لوگوں کے اور اونکے برے
کاموں کو * وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ۝ ÷ اور دعا مانگو اسے پیغمبر اپنے خدا سے اور مشرکین
سے نہو اور نہ چاہو کچھ بغیر اللہ تعالیٰ کو کہ کوئی سوائے خدائے
برحق کے اللہ نہیں ہے اور ہر شئے فنا ہونیوالی ہے سوائے ذات
پروردگار کے اوسی کی حکومت ہے اور اوسی کیطرف رجوع کئے
جاؤگے اور یا یہ کہ بلاؤ لوگوں کو اپنے رب کیطرف اور سوائے
رب برحق کے کسی دوسرے کو شریک نہ جاننا + الْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ يَعْلَمُ
مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ط وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ
الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ

وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْبَرُ اِلَّا فِی
کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ٥ جمیع اوصاف حمیدہ خدا کے لئے ثابت ہین ایسا
خدا کہ اوسی کے لئے پورا تسلط ہے اپنے کل مخلوق پر یعنی تمام عالم
پر آسمانون اور زمین مین کل نعمتین اور سب طرح کے جود و کرم اور
جو جو قدرتین عالم مین نمایان ہین وہ سب اوسی کیطرف سے اور
اوسی کی صفتین ثابت ہین عقبیٰ مین اس لئے کہ عقبیٰ بہی اوسیکا
بنایا ہوا ہے تمام نعمتین اور اکرام و انعام سب اوسی سے ہے
اور وہ بڑا دانا ہے اور خبردار ہے جانتا ہے اون چیزون کو جو زمین کے
اندر ہین مثل معدنیات اور دفاین اور اموات کے اور مثل اون
جانورون کے جو زمین کے اندر رہتے ہین اور پانی کہ زمین مین
فرو ہوتا ہے ان سب سے ذرہ ذرہ وہ خبردار ہے اور جانتا ہے
اون چیزونکو جو زمین سے نکلتی ہین مثل ہر قسم کے نباتات اور
حیوانات جو زمین سے نکلتے ہین اور آب چشمہ اور معدنیات
وغیرہ کے اور جانتا ہے اون چیزونکو جو آسمان سے اوترتی ہین
مثل بارش اور برف و دیگر نعمات و آفات اور جبرائیل اور دیگر
فرشتگان کے اور جانتا ہے اون کو جو آسمانون کی طرف عروج
کرتے ہین مثل فرشتگان و نامۂ اعمال کے اور دعائین اور ارواح

طیبہ اور دہوان اور بخارات وغیرہ اور اوترنے اور چڑہنے کو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شب معراج اور ازین قبیل اور وہی اللہ نعمتون کے تمام کرنے مین بڑا مہربان ہے اور رحمت کرنے والا اور گناہ گارون کو بخشنے والا ہے - اور بعضے کفار نے بطور انکار کے اور بعضے نے بطور استہزا کے کہا کہ قیامت نہین آئیگی - اور ابوسفیان نے لات و عزی کی قسم کہا کے کہا ہے کہ قیامت ہوگی غلط ہے تو خدا نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو ہی کہہ کہ ہان قسم ہے خدا کی ضرور قیامت آئیگی اور جلد ضرور قیامت آئیگی قسم ہے خدا کی ایسا خدا کہ جاننے والا ہے غیب کا اور اوس سے کوئی چیز مخفی نہین ہے اور دور نہین ہے جتنے ہموزن ذرہ یا ہموزن مورچہ ہی اوس سے پوشیدہ نہین ہے نہ آسمانون مین نہ زمین مین اور چھوٹی بڑی سب شئے اوسی اتنکلیہ ہین اور سب چیزین اوسی کے تحت احاطہ مین یعنی لوح محفوظ مین ہین کہ اوسکی مخلوق ہین * وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَا اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنْ يَّشَاءُ يُخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ

آیا کافران نہین دیکھتے اپنے سامنے اور اپنے پیچھے کہ چارون طرف سے آسمان و زمین بلکہ شش جہات سے وہ گھرے ہوئے ہین میرے عذاب سے بھاگ کے کہان جائینگے اگر ہم چاہین[1] اونپر آسمان سے کھیپ گرا دین یا وہ ہلاک ہو جائین یا آسمان اونپر ٹوٹ پڑے یہہ سب چیزین اور یہ سب بیّن دلیل ہین خدا کے وجود پر اور خدا کی قدرت کاملہ پر اور یہ سب دلیل ہین اوس بندہ کے واسطے جو بندہ خدا کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور ان سب نشانیون مین تفکر کرتا ہے اور اوس سے خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے اور اپنے معبود برحق کو پہچانتا ہے کہ سوائے معبود حقیقی کے[2] اور وہی سب کا مالک و مددگار ہے * —

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ یعنی اور تمہارا کوئی دوست اور مالک جان و مال کا اور تمہارا امداد کنندہ سوائے خدا تعالے کے اور کوئی دوسرا نہین ہے اور وہی روزی دینے والا ہے سب کو اپنی مصلحت و حکمت کے موافق کمی و بیشی کے ساتھہ * وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ

لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۞ + اور اگر اللہ تعالے اپنے سب بندونکو عموماً کشادہ روزی کرتا تو ہر آئینہ اپنی اپنی صولت و برتری کی وجہ سے زمین پر بہت فسادات واقع کرتے اور خدا فراموشی زیادہ اون کو ہوجاتی مگر خدا تعالے ہر ہر شخص کو بقدر معین موافق مصالح کے دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندون کے حال سے خوب واقف ہے اور اون کے اعمال کو دیکھتا ہے ۔۔

اور اے پیغمبر جنکے لئے ہم نے تمہارے پیشتر پیغمبرون کو بھیجا ہے اون امتون سے پوچھو کہ آیا کچھ ہم نے حکم دیا ہے بتون کی عبادت کے لئے اور کسی کو خدا کا شریک بنانے کے لئے آیا ہم نے خبر دی ہے کہ میرا کوئی شریک قرار دیتے ہو یا غیر خدا کی عبادت کرتے ہو اور بتحقیق تمہارے پیشتر موسیٰ ع کو جو بھیجا مع کتاب اور معجزات فرعون اور اشراف قوم فرعون کیطرف اور تمام اوسکے توابع کیطرف اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مین رسول خدائے عالمین ہون اور توریت اور معجزات سے اونکو آگاہی دی تو وہ معجزات سے اور کتاب کے مضمون سے ہنستے تھے ۔

[illegible]

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ

اور خدا فرماتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر اپنے امت کے پاس انجیل و معجزات لائے اور کہا کہ تحقیق مین تمہارے پاس حکمت و موعظہ اور احکام الہی لایا ہون اور چاہیئے کہ مین ظاہر کرون تمہارے لیئے اون چیزون کو جس مین تم آپس مین اختلاف رکھتے ہو۔ تحقیق کہ اللہ تعالے میرا اور تمہارا اللہ ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے پس اوسی کی عبادت کرو یہ سیدہا راستہ ہے پس گروہ گروہ اون مین سے مختلف ہوگئے *
تو ویل یعنی عذاب روز آخرت ہے واسطے اون لوگون کے جنہون نے ظلم کیا اپنے پیغمبر اور اپنے نفسون پر اور گمراہی اختیار کی ✝

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ

کہدے پیغمبر کہ اگر خدا تعالے کا کوئی بیٹا ہوتا تو مین تم سے

پہلے اوس کی عبادت کرتا مگر ایسا نہین بلکہ عالم کا پروردگار جو عرش بزرگ کا پیدا کرنے والا ہے وہ پاک و منزہ ہے ایسی صفتون سے کہ جنکے ساتھ تم خدا کو متصف کرتے ہو *

وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

اور برتر ہے وہ خدا تعالےٰ اوسی کے لئے تمام عالم مملوک ہے تمام اوسی کا تسلط ہے اور قیامت کا علم اور اسکا جاننا کہ کسکو کیا کیا ہوگا بروز قیامت اوسیکو ہے اور اوسی کیطرف تم سبکی بازگشت ہے *

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین اور دوسرے مخلوقات کو جو ان مین ہین کہیل سے یا بیکار و بے وجہ نہین پیدا کیا ان سب کو ہم نے مگر حق کے ساتہہ اور فائدہ اور کام سے مگر اکثر لوگ اسکو نہین سمجھتے ہین ۔

اور پہر قران کی تعلیم اور کمال تاثیر و ہدایت کو اوس کے فرماتا ہے *

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اور اگر اسی قرآن کو اگر پہاڑ پر
نازل کرتے تو اوسی پہاڑ و پتھر تک کو تم دیکھتے خشوع کرنے والا
اور مطیع و منقاد خدا کا اور خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو
جاتا - اور یہ اور دوسری جو مثالین اس قسم کی قران مین ہین اسلیئے
ہین کہ ایسی ضرب مثل مین اندیشہ کرین اور احکام الہی پر عمل
کرین یعنے جو تلاوت قرآن کرتے
ہی ہین تو اکثر اون سے بے اندیشہ و غور و تامل کے بسبب
غفلت کے تمہارے دلون پر اس قرآن کا اثر ظاہر نہین
ہوتا اور بعد اس کے تعظیم قرآن کے لئے اپنی الوہیت کا

اظہار فرماتا ہے کہ وہ اللہ ہے کہ اوس کے سوا اور کوئی نہین
وہی سب ظاہر و باطن کو جانتا ہے وہی رحمن و مہربان ہے
وہی ایسا ہے کہ اوس کے سوا کوئی دوسرا اللہ نہین ہے وہی
بادشاہ ہے کہ تمام عالم ناسوت و ملکوت و جبروت و عالم
لاہوت سب شئے اوسی کے ملک مین ہین نہایت پاک اور بری
ہر عیب و نقصان سے ہے بچا ہوا ہے سب برائیون سے بندون
کی حفاظت کرنے والا ہے اور سب کا حافظ و نگہبان ہے
بزرگوار اور عظیم الشان ملک و سلطنت مین ہے اور سب
مخلوق اوس کے نزدیک ہیچ اور عیب دار اور حقیر ہین اور
مغلوب و بیچارہ اور چارہ کار سب کا وہی ہے بری ہے
وہ تمہارے شریک قرار دینے سے وہی پیدا کرنیوالا اور
ہم سب کی صورتین بنانے والا ہے اوسی کے لیے نام ہین
رحمن و رحیم صانع قادر عالم حکیم حیا - قیوم - غفور - وغیرہ
اور تمام عالم مین اوسی کی تسبیح کی جاتی ہے اور وہ غالب اور
دانا ہے ؏

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط ذٰلِکُمُ

۲ اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ۰ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیمۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر ۰ ع

رہ خدا کہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے یعنے فصل ربیع اور فصل گرما مین دن کو بڑا بناتا ہے اور رات مین سے تہوڑے حصہ کو دن مین بڑہاتا جاتا ہے تین مہینے تک بڑہا کے گھٹاتا ہے - اور تین مہینے تک گہٹا گھٹا کے دن کو رات کے برابر بنا دیتا ہے وہ زمانہ چھ مہینے کا ہے یہان تک کہ افتاب کو برج سنبلہ مین لاتا ہے اور پہر دن کو رات مین داخل کرتا ہے تین مہینے تک دن کو تہوڑا گہٹا کے بہت چھوٹا بنا دیتا ہے پہر دن کو تہوڑا گہٹا کے بہت چھوٹا بنا دیتا ہے پہر دن کو تہوڑا تہوڑا بڑہا کے رات کے برابر کر دیتا ہے یہ فصل خریف و فصل سرما مین ہوتا ہے تا اینکہ چھ مہینے مین دن رات برابر بن جاتا ہے یہی سلسلہ گھٹاؤ بڑہاؤ کا اور ہر سال دو مرتبہ برابری کا جاری رکہیگا ایک زمانہ معین تک یعنی قیامت تک وہ خدائے برحق ہے کہ ان چیزونکو عمل مین لاتا ہے

وہی تمہارا اور سب کا مالک وخالق و پروردگار ہے اوسی کو
بادشاہت ہے اور اوسی کے لئے ملکیت تمام عالم کی ہے او سکو
سب اختیار ہے اور جن جن کو تم لوگ خدا سوائے خدا کے برحق
سمجھتے ہو اور اوسکی پرستش کرتے ہو وہ تو کچھ اختیار
نہین رکھتے اور اونکی ملکیت مین کچھ بہی نہین ہے حتے کہ خرمی
کے بیج کی جھلی تک بھی اونکی ملکیت مین نہین ہے اور نہ اوسپر
کسیطرح کا اختیار رکہتے ہین اگر تم اپنے اون خدا ہائے باطل
سے اپنے حصول نفع اور اپنے دفع ضرر کو چاہو تو تمہاری
خواہشون کو وہ خدا ہائے باطل سنتے تک نہین ہین اور اگر
بالفرض بزعم باطل تمہارے سنیین بھی تو ہرگز تمہارا جواب
ہی نہین دینے تمہارے سوالون کو قبول ہی نہین کرتے ہین
تمکو کچھ مراد نہین دیتے ہین کیونکہ اون کی قدرت مین کچھ
نہین ہے اگر وہ خدا ہائے باطل غیرذی روح ہین تو بحکم خدائے
برحق بروز قیامت گویا ہونگے اور تمہارے شرک سے منکر
ہونگے اور اگر ذی روح ہین مثل حضرت عزیز و حضرت
عیسے ؑ کے تو وہ بروز آخرت فرمائینگے کہ ہم نے
کب تمہین کہا تھا کہ مین معبود برحق ہون آیا تمکو ہدایت

نہین کی کہ خدائے برحق کی پرستش کرو معرفت اوس خدا کی حاصل
کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے تمہارے شرک کے
وہ سب معترف ہون گے اور تمکو وہ خدائے باطل کچہ چیز
نہین دیتا ہے کہ جو تمہارے صلاحِ کار و فسادِ کار مین کام آنے
بجز خدائے برحق کے کہ یہی تمکو سب چیزون سے آگاہی دیتا ہی
اور تمہارے اعمال و احوال سے خبردار ہے + اور ازین قبیل
بہت سی آیتین ہین صراحتہً دلالت کرتی ہین اسپر کہ وہ معبود
برحق و یکتا ہے اور اوس کا کوئی شریک نہین اور سابق
مین جو جو اوس کے صفات مذکور ہوئے ہین وہ سب آیات
قرآنی سے بھی ثابت ہین زیادہ طول دینا نقل آیات مین بے
ضرورت ہے کیونکہ سمجھنے والے کے نزدیک تہوڑا ہی کفایت
کرتا ہے اور جن کے دلون پر مہر ہوئی ہے اور ایمان لانا
نہین چاہتے باوجود اس کے کہ اپنے اپنے دلون مین سمجھتے
ہین اور کبھی منفعل بھی ہوتے ہین +
اور پھر کفر و شرک و بدنفسی پر آمادہ ہین اونکو ہدایت اثر
نہین کرتی وہ لوگ جان بوجھ کے جہنم کو اختیار کرتے ہین جن
جن دلائل و براہین سے وہ اپنے دعوے کو ثابت کرتے ہین

نہین دلائل کو اگر اون سے بیان کرین جب بھی اون ہی دلائل
کو دوسرون سے نہین سنتے ولو دلون پر اون کے وہی دلائل
تاثیر بھی کرتے ہون مگر جب بھی اقرار ظاہر خلاف باطن کے ہوتا
ہے سورہ مومنون ۱۸

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا
فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ
غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ
فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ
۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ
اَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ

بتحقیق کہ آدمیون کو ہم نے مٹی کے خلاصہ جوہر سے پیدا
کیا ہے بعد اوس کے اوسی جوہر کو ہم نے نطفہ بنایا ایسا نطفہ

کہ مستقر استوار مین ہے یعنی رحم مین پھر چالیس روز مین نطفہ
سفید کو خون بستہ کا ٹکڑا بنایا پھر اوس خون بستہ کو چالیس روز
مین ایک ایسا ٹکڑا بنایا کہ ایک ٹکڑا گوشت کا ہوگیا بمقدار
چبانے ایک لقمہ کے یعنی ایک بوٹی گوشت کی ہوگئی پھر چالیس
روز مین اوس گوشت مین ہم نے ہڈیان بنا دین پھر اون ہڈیون
کو اوسی گوشت باقی ماندہ سے اور نئے گوشت سے چہپا دیا ہم نے
بعد اوسکے رگون اور پٹھون وغیرہ کے پھر پیدا کیا ہم نے یعنی
ڈالی ہم نے اوس جسم مین روح کہ یہ غیر اوس جسم کا ہے پس
بزرگ ہے عظمت و قدرت و حکمت مین اللہ تعالے ایسا اللہ
کہ وہ سب پیدا کرنے والے اور مقدر و معین کرنے والے سے
اگر بالفرض ہون بہتر ہے اس کے بعد بتحقیق کہ تم لوگ مرنے
والے ہو اور اسکے بعد بروز قیامت زندہ کئے جاوگے اور
بتحقیق کہ تمہارے اوپر سات طبقہ آسمانون کے ہم نے پیدا کئے
اور ہم مخلوق سے غافل نہین ہین کہ اوسکو عبث چھوڑ دین بلکہ
ہر وقت انواع تغیرات و حکمت ہم پیدا کرتے ہین - اور آسمانون
سے ہم پانی برساتے ہین بمقدار مناسب پس اوس کو زمین
مین جگہہ دیتے ہین حالانکہ ہم قادر ہین اسپر کہ اوس پانی کو زائل

ویست و نابود کردین پس پیدا کیا ہم نے تمہارے لئے اوس
پانی سے باغات خرما اور انگور وغیرہ اور تمہارے لئے ان
باغون مین بہت سے میوہ جات پیدا ہوتے ہین اور اون ہی
باغون اور زراعتون سے تم کہاتے ہو اوس سے تمہاری
زندگی ہے + اور ازین قبیل بہت سی آئتین قرآن مین ہین
کہ جنکا مطلب حق تعالے ٭ وجود اور ثبوت ہے اور بہت سی آیتون
سے اوسکی توحید و صفاتِ ثبوتیہ و صفات سلبیہ ثابت ہے
بخوف طول ترک کیا اور احادیث بھی ہزارون ہین ان ہی سب
مطالب مین اگر ہر مطلب پر دلیل نقلی بیان ہو تو ایک بڑی کتاب بلکہ کئی
مجلد ہو سکتی ہین مگر وضع کتاب ہذا مانع تحریر ہے +

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ دلائل نقلیہ کا کوئی فائدہ نہین
بیکار محض ہے ۔ اس لئے کہ دلائل نقلیہ موقوف ہین دلائل
عقلیہ پر کیونکہ بے دلائل عقلیہ ۔ دلائل نقلیہ نہین پائے جاسکتے
اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلیل نقلی مثلاً آیتِ قرآنی یعنی۔ کلام
باری موقوف ہے وجودِ باری پر وجودِ کلام بغیر وجودِ ذاتِ
متکلم محال ہے اور جب ذات متکلم ثابت ہو چکی تو پھر اوسکے
کلام سے اوس کا وجود ثابت کرنا لغو و تحصیلِ حاصل بھی ہے

تو وجود باریتعالے اوس کے مخلوق کے افعال و صفات سے
ثابت کرنا لغوتر اور بدرجہ اولے تحصیل حاصل ہوگی یعنی پیغمبر
کے کلام سے خدا کے وجود کو ثابت کرنا زیادہ ترموجب عیب
وتحصیل حاصل ہے بلکہ ان دونون صورتون مین دور بھی لازم
آتا ہے کہ اثبات واجب الوجود اوس کے کلام کے وجود سے
اور اثباتِ وجود کلام واجب الوجود کے اثبات سے یعنی اثبات
واجب الوجود واجب الوجود کے اثبات سے لازم آئیگا اور
یہ محال ہے یہ دور مصرح ہے اور دور مضمر یون لازم آتا ہے
کہ اثبات واجب الوجود موقوف ہے اثبات نبوت پر
اثبات نبوت موقوف ہے اثباتِ حدیث پر اور اثبات
موقوف ہے اثبات نبوت پر اور اثبات نبی
اثبات واجب الوجود پر تو اثبات واجب
ہے اثبات واجب الوجود پر اور یہ محال ہوتا تو دلیل نقلی کے
دور مضمر کے ضمن مین کئی دور مصر ہوا حالانکہ دلیل اگر دلیل
بدتر از محال ہوا ہے کا یقین ضرور حاصل ہوتا
اور جب دلائل عقلیہ بیان ہو - پس حق یہ ہے کہ دلیل نقلی محض
سبب حاصل ہوچکے پھر اب د لیل ہی نہین ہے بلکہ وہ امارۃ ہو

ونوف
ن کلام
ثبات یقین وجود
بتلو بسا ہوجاتا ہے
کہنے والا اس کلام کا

کرنا بیکار ہے بلکہ تحصیل حاصل ہے اور دور بھی لازم آتا ہے تو
توکہونگا کہ لا اقل اسقدر تو فائدہ ضرور ہے کہ مزید بصیرت
حاصل ہوتی ہے مثل اسکے کہ کوئی مطلب ایک دلیل عقلی سے
ثابت ہوچکا ہو پھر اوسی مدعیٰ پر دوسری دلیل عقلی لائی
جائے تو دلیل ثانی بیکار نہین ہوتی ہے بلکہ ایک دلیل عقلی سے
دوسری دلیل عقلی متصرع ہوئی ہو تو وہ بھی محض بیکار نہین
بنے لیں دلائل نقلیہ زیادہ بصیرت کا سبب اور باعث مزید
اعتبا[ر] ن ہے اور معین دلائل عقلیہ کی ہوتی ہے تو تحصیل حاصل
متکلم ک[ے] نہ آئی بلکہ زیادت بصیرت وازدیاد یقین جو کہ حاصل نہو
نہین ہے تحصیل ہوگی نہ حاصل کی تحصیل - باقی رہا لزوم دور کا
کلام دلیل نہو [ا] کہ دلیل نقلی اگر حقیقتہً دلیل مثبت دعوے
تو لازم آئیگا کہ تصدی[ق] [دو]ر لازم آئیگا والا فلا تفصیل اوس کی
لازم علم لازم علم عام نہیں [م]وقوف ہے وجود دعوے پر کیونکہ دلیل
ہے اور صورت علمیہ کے [ل]ئے ہے - اور خود وجود دعوئے موقوف
کے علم کو علم لازم ضرور [ن]ہیں [پ]ر اور تصدیق دعوئے یعنی اوسکا
کا تصور ضرور نہین ہے مگر جو [و]جود نفس دلیل پر اور تصدیق دعوئے
جاتی ہے کلام کے تصدیق سے [د]لیل پر اور تصدیق دلیل موقوف

نہین ہے تصدیق دعوے پر اور سکین نظیر یون سمجھنی چاہئے کہ وہ نفس
وجود کلام موقوف ہے ذات متکلم پر جیسے وجود شئے موقوف ہے
وجود موجد پر اور خوبی کلام موقوف ہے وجود کلام پر اور وجود کلام
موقوف ہے وجود متکلم پر جیسے حسن شئے موقوف ہے وجود شئے معروض پر
اور وجود معروض موقوف ہے وجود موجد پر تو بالواسطہ خوبی بھی
موقوف ہے وجود موجد پر اور تصدیق کلام و تصدیق یقین حسن
کلام بھی موقوف ہے وجود معلوم پر یعنی کلام یا حسن کلام پر اور بیک تصدیق
کلام موقوف ہے وجود ذات متکلم پر تو تصدیق کلام بھی
ہے وجود ذات متکلم پر مگر تصدیق کلام یا تصدیق حسن
وجود ذات متکلم کی تصدیق پر موقوف نہین ہے بلکہ
متکلم کے یقین کلام کا ہو جاتا ہے کیونکہ کلام
اور متکلم کی ذات کا ہمکو کچھ بھی علم نہین ہوتا
کون ہے اور جب کہنے والے کا یقین نہ
یقین سے مدعا کا یقین ہونا ضرور
ہے تو دلیل کے یقین سے دعوے
ہے والا وہ دلیل نہین ہے
بدون انضمام عقل حقیقۃً

اور قرینہ مطلوب پر ہے اس سے ثابت ہوا کہ دلیل نقلی حقیقت
دلیل مثبتِ دعوے نہیں ہے اگر اوسمین عقل کو دخل نہو یا
زیادہ نہو اور دور بھی لازم نہیں آتا کیونکہ توقف شئے علی نفسہ
نہ تصدیقاً ہے نہ معلوماً یعنی نہ یون ہے کہ تصدیق دعوے موقوف
ہے تصدیق دلیل پر اور بالعکس اور نہ یون ہے کہ خود دعوے
کا وجود موقوف ہے وجود دلیل پر اور بالعکس کیونکہ تصدیقاً
العکس صحیح نہین ہے اور خود معلوم یعنی دعوے کے وجود کے
ہے ذوالعکس صحیح نہین ہے اگرچہ کلام کے یقین سے
یقین کبھی ہوتا ہے مگر بطور لزوم نہوا تو حقیقۃً دلیل
طور اثبات ستقلالی تا دور لازم آنے بلکہ اگر تصدیق
ور تصدیق دلیل کو تصدیق دعوے لازم ہے
تصدیق کلام کو دعوئے لازم ہو حالانکہ
تا کیونکہ لیسا صورت علمیہ کا علم ہوتا
لازم کا علم نہین ہوتا کیونکہ ملزوم
ہے آفتاب کے تصور مین حرارت
کبھی متکلم کی بھی تصدیق ہو
لیئے تصدیق کلام قرینہ

وانا رہ کہلاتا ہے نہ دلیل مگر محض کلام کے وجود سے متکلم کے وجود
کو یقین کر سکتے ہین اور حسن صنایع و بدایع کلام اور خوبی نظام و
عجایب فصاحت و بلاغت سے اور فرمانے سو جمعیت
موتقین کے اور پیغمبر واوصیا کے فرمانے سے او را یسا سمجھنے
سے کہ کوئی بشر کا اس طرح کا کلام نہین ہو سکتا یقین کر سکتے ہین
وجود پر متکلم قادر عالم قدیم خالق حکیم کے اگرچہ نہ بطور لزوم کے
کہ علم دلیل کے علم دعوے لازم و واجب ہو ضوری بلکہ بیچ یا لم
یا انضمام قراین مثل اس کے یہ بھی ہے کہ معرفت پیغمبر
معرفت خدا کی ہوتی ہے اور معرفت خدا سے معرفت
ہوتی ہے نہ بطور لزوم کے کہ معرفت پیغمبر کو
سو یا معرفت خدا کو معرفت پیغمبر لازم ہو
لازم نہین اگرچہ وجود عالم یعنی معلول کو
موثر مستقل لازم ہے کیونکہ لیا
ہوتا ہے اور علت کے جاننے سے ذی
کی شناخت سے بلکہ تمام عالم
سے خدا کو پہچان سکتے ہین مگر
کہ زید کا ہمکو تصور ہوتا ہے

خالی رہتا ہے یا یون سمجھنا چاہئے کہ معرفت واجب تعالےٰ موقوف
نہین ہے معرفتہ نبوت پر اور نہ معرفتہ نبی پر اور معرفتہ نبوت
موقوف نہین ہے معرفتہ نبی پر اور معرفتہ نبی موقوف نہین ہے
معرفتہ قرآن و احادیث پر لپس معرفت خدا موقوف نہین ہے معرفتہ
حدیث و قرآن پر تو حدیث و قران کی معرفتہ دلیل نہین ہے معرفتہ
تعالےٰ کی کیونکہ معرفتہ دعوے موقوف ہوتی ہے معرفتہ
قرآن و حدیث کہ موقوف ہو معرفتہ ذات نبی پر اور
ذات نبی موقوف ہے معرفتہ نبوت پر اور نہ معرفتہ
فتہ نبوت موقوف ہے معرفتہ الوہیت پر اور
علیہ دعوے کی ہوتی ہے مگر یہ ضرور
کو موقوف لازم ہو پس معرفت الوہیت
ہے کہ بے نبوت کے خدا کو پہچاننا محال
بات بعضے کج فہمون کے ہین جو

ردو زمان مین یہ کتاب لکھی جا
کتاب کا وقار ایسی زبان مین
کہ جسکا لقب اردو ہے

سکے خودبخود حاصل ہو جائین - والا عوب چاہئے کہ سب ہی عالم
ہون کیونکہ عربی مین علوم بہت مدون ہین - مثلاً اقلیدس کا
ترجمہ اردو مین ہوگیا ہے تو چاہئے کہ ہندی لوگ جو محض اردو
دان ہین اقلیدس کو مثل قصہ کہانی کے سمجھ لین حالانکہ بے پڑھے
کسی اوستاد ماہر فن سے نہین سمجھتے ہین - اور بعد اسکے کہ
کسی اوستاد کامل سے پڑھا ہو پھر بھی اشکال مین بہت غور و
فکر و تامل کی ضرورت رہتی ہے اور بہت خطا کرتے ہین [illegible] گیا ہے
کیسا ہی اردو کے ملک مین فصیح اللسان کہلاتا ہو ہان ترجمہ ہونے
سے علوم بقدر اجنبیت لغات غیر کے سہل الحصول البتہ ہو
جاتے ہین - پس تعجب ہو کہ اس رسالۂ عمدۃ المعارف کے مضامین
تو ویسی ہی دقیق ہین جیسے عربی مین ہین تو ترجمہ ہونے سے چاہئے
کہ اردو دان سمجھے حالانکہ محض اردو دان کی سمجھ سے یہ رسالہ
بالکل دور ہے کیونکہ ہم نے تعمیل فرمائش کی ہے والا استدلال کا
لطف اور محض عقلیات کی عمدگی عربی ہی مین ہے بات اتنی ہے
زبان عربی کی دقت تو بیشک ان مضامین سے رفع ہو گئی اور
جس قدر سہولت ہوا اوسی قدر واسطے اشاعت علوم کے
غنیمت ہے اور ہدایت کو مستعین ہو سکتی ہے ؞

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	مسدّد	مُسَدِّد	۴۲	۸	بَیِّنٌ	بَیِّنِ
۳	۴	ایالت	امارت	۴۳	۱۲	موجوودات	موجودات
〃	۱۷	تشریح	تزویج	۴۴	۱۴	مختص	محض
۴	۳	ائندہ	آیندہ	۴۸	۱۷	داخل	دخل
〃	۱۵	سے	سبھے	۵۲	〃	بالفرض	بالفرض مثلاً
۵	〃	یہ کہ	بلکہ	〃	〃	ہو	ہوا
۱۰	۱۷	جود	خود	۵۳	۱۳	الیسی	اِسی
۱۲	۳	چھوٹا	جھوٹا	۵۴	۲	الوجودجود	الوجود
〃	۱۱	گمر	مگر	〃	۷	کے	کی
۱۶	۸	چونکہ	جونکہ	۵۷	۱۳	آور	دَور
〃	۱۰	مین	ہین	۶۵	۱۱	ذات کی	کی ذات
۱۷	۴	نوقیت	فوقیت	۶۷	۲	ہر موجودات عالم	ہر ایک موجودات عالم سے
〃	۱۱	یہ	بر	۷۴	۱	چاہے	چاہیے
۱۹	۱	جالی	جانی	۷۹	۱۴	لی	لگی
۲۵	۳	حروف	حروف اور وضع مضاف علیہ	۸۰	۱	بلیٹش	بیٹش
۳۵	۱۱	ہبر	بہر	〃	۱۵	بیلے	پہلے
۳۶	۲	اشباہ	اشتباہ	۸۶	〃	ہا	ترہا

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

واضح ہو کہ ستر ہوین ماہ شوال ۱۳۱۰ھ ہجری ہو حکم اونکا کہ جنکے خطاب سے اس کتاب کا دیباچہ مزین ہے وقت عصر اس کتاب کی تالیف کے لئے صادر ہوا اور اٹھارہوین ماہ مذکور سے اس تعمیل کی آغاز ہوی اٹھائیسوین ماہ مذکور میں یہ کتاب انجام کو پہونچی یعنی گیارہ دنون مین یہ کتاب از اول تا آخر تالیف پائی اگر شہون مین بھی شغل مضمون نگاری کا رہتا اور دنون مین الواع و اقسام کے امور باعث معطلی نہوتے تو ضرور چہہ سات دنون مین یہ کتاب از اول تا آخر ہو سکتی تھی مگر عدم فراغت تعمیل تحریر کی مانع ہوئی کیونکہ محض منتشر خاطر و عدیم المہلت ہون اور یہ کتاب ایک متن مستقل ہے اور کسی کتاب کا ترجمہ نہین ہے جو مضامین ذہن مین دم تحریر حاضر ہوے تعجیلاً لکھے گئے والسلام بالاکرام حسن الکلام ۱۲ فقط

محمد نصیر الدین حسین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۴	اگر ایک	ایک	۱۱۲	۱۴	منصف	متصف
۸۸	۱	سے	شئے	۱۱۵	۳	کردیتا	کردینا
۸۹	۰	خو	خود	۱۱۷	۱۷	کردئے	کردسے
۹۲	۵	ذہنین	ذہن	۱۲۱	۱۱	+	نے
۹۳	۱۲	ور داتین	ذاتین	۱۲۲	۸	اور کوئی اور کوئی	اور کوئی
۹۴	۵	ذو	دو	۱۲۹	۱۱	پس یہ مسئلہ	پس یہ مسئلہ عہ
۹۵	۷	دونون	یا دونون	״	״	ضروری	ضروری غیب
۹۶	۹	جزاً	جزؤ	۱۳۲	۱۰	داتی	دانی
״	۱۷	ہوتا	ہونا	۱۳۴	۱۲	فرما	فرمان
۹۸	۱۶	رہکتے ہین	رکھنے مین	۱۳۵	۴	آنا	آتا
״	۱۷	پیشی	بیشی	۱۳۷	۸	یجاد	ایجاد
۱۰۰	۱۴	دسپیر	اسپیر	۱۳۸	۱۱	لو	تو
۱۰۱	۱	تومیت	قیومیت	۱۴۵	۱	بقاو	بقار
۱۰۴	۷	منفر	مُضِیر	״	۵	سہے	ہی
۱۰۴	۱۵	سے	بھی	״	۱۵	سے	سہے
۱۰۵	۸	دراجب	دواجب	۱۴۷	۳	چیزین	چیزون
۱۰۷	۱۶	سے	مین	״	۱۶	پالے	پاسئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۴	لو	تو	״	۱۵	اس سے	اس سے ہے
۱۵۱	۶	استکمال	استکمال ع	״	۱۷	اشارہ کے	اشارہ کرکے
״	۸	عین ذات	عین ذات عین صفت	۱۷۰	۶	سے لے	سے لینے کے
۱۵۳	۴	عاض	عارض	۱۷۱	۳	اوسکا توجود اجزا رہے	اوسکا وجود بوجود اجزا ہے
״	۱۲	پلئے جانے	پائے جانے سے	״	۱۶	جبود	خود
۱۵۶	۱۵	نامہ	تامہ	۱۷۳	۸	.لوجود	الوجود
۱۵۷	۴	ہوتی چاہیے	ہونی چاہیے	۱۷۵	۱۵	ہین حلول	مین
״	۵	لو	تو	۱۷۸	۶	حالکہ	حالانکہ
۱۶۰	۲	اُولی	اَوّلی	۱۷۹	۱۲	دیکھنے ہین	دیکھنے مین
״	۱۲	لو	تو	۱۸۲	۲	وصفات یعنی	+
״	۱۴	عالم	عام	۱۸۳	۵	پہنچی	بھیجے
۱۶۱	۱۵	دجود	دو وجود	۱۸۵	۳	حقیقۃ	حقیقیہ
۱۶۴	۶	ذوالعقول	ذوی العقول	״	۵	الے	آلہ
۱۶۵	۸	الویت	اولویت	״	۱۰	دفتۃ	دفعۃ
۱۶۸	۱۵	کہ	کے	۱۸۷	۷	منسوب	منسوب ہین
״	۱۷	لو	تو	۱۸۸	۱	مفہوکر	مفہومین
۱۶۹	۵	وقوع	دو وقوع	۱۸۹	۶	زہیتیہ	ماہیتیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۰	۱۵	یہی	بہی	″	۱۳	حکم	حکم ہے
۱۹۱	۵	آسلے	آلہ	″	۱۶	دہ	واسطہ
۱۹۱	۷	آسلے	آلہ	″	۱۶	صحیح	صحیح ہے
۱۹۴	۱۷	مسلمہ	مسلّمہ	۲۱۶	۹	فالوسل	فارسل
۱۹۵	۵	کرتا	کرنا	″	۱۵	پس	بس
۱۹۶	۱۰	اس لئے	اس لئے کہ	″	۱۷	آبجج	ابجج
۱۹۷	۱۶	عین	نہ عین	۲۱۷	۱	النعبین	النبیین
[illegible]	۵	اعتباریۃ	اعتباریہ	″	۵	دکر	ذکر
۱۹۹	[illegible]	ہیں	میں	″	۶	لانبہ	لابنہ
[illegible]	۱۵	پہر	پر	″	۸	سفنتیاتٌ	سفیلتاتٌ
[illegible]	۱	سش	مشل	″	″	وشر	وشراعما
[illegible]	۱۵	توخفا	تو	″	۱۰	علپہ	علیہ
۲۰۷	۱	ہسیر	بہسپر	″	۱۲	عطاد	عطار
۲۱۰	۳	غذالے	غذاسے	″	۱۳	دینا	دنیا
۲۱۲	۵	مخفل	محفل				
″	۱۰	طیا بر	طیار ہو				
۲۱۳	۹	بجنر	بجز				

خاتمہ میں غلط نامہ بنانیکی فرصت نہیں ہے اور خاتمہ کے عبارات میں بہت غلطیاں ہیں خصوصًا عربی عبارتوں میں بیسر کہاں تک غلط نامہ بنایا جاتا جو درست تھے درج تک غلط نامہ نکالا اسلئے غلط نامہ خاتمہ کا نہ بنایا گیا مطالعہ فرمانیوالے خود ہی غلطیوں کی تصحیح فرماسکتے ہیں۔ والسلام [illegible]